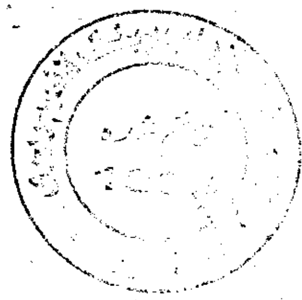


سلسبیل



جعفر طاہر

ناشر

ممتاز اکیڈمی (رجسٹرڈ) ہجشہ داہن ضلع رحیم یار خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غزل

پہنچے جو رند اُڑ کے پرِ جبرئیلؑ پر
کوثر پہ دَم لیا تو گئے سلسبیل پر

نکھڑوں کی چاندنی میں چھلکتی رہی شراب
اُمڈی ہوئی گھٹائیں اُدھر جھیل جھیل پر

روشن ہتھیلیوں پہ ستاروں کے وضو
کرنوں کا رقص جیسے حرم کی فصیل پر

وہ جام جیسے پھولوں کے منبر سرِ فرات
پیرِ مغاں کا نام لبِ ہر نخیل پر

تھا ہاتھ اپنا ساقیٔ کوثر کے ہاتھ میں
آنکھیں اُٹھیں نہ مستوں کی میزانِ وکیل پر

ہر سمت ایک بارشِ بارانِ نور تھی
جلوے جمالِ طور کے تھے روئے نیل پر

تائیدِ کبریا کی وہ چہروں پہ آب و تاب
رقصاں تھا عرش نعرۂ نعم الوکیل پر

پیتے رہے نجوم و جواہر کے درمیاں
آنکھیں لگی تھیں رحمتِ ربِ جلیل.

سرگوشیاں فرشتوں میں ہوتی رہیں مگر
میخوار مسکراتے رہے قال و قیل پر

پیرِ مغاں وہ ساقیٔ کوثر علیؑ ولی
ہم نے قصیدہ چھیڑ دیا سلسبیل پر

طاہرؔ وہ قدسیوں کی صفیں شورِ مرحبا
وہ نورِ حورِ حور کے روئے جمیل پر

انتساب



عالی مرتبت سردار غلام نبی خانصاحب رئیس اعظم
سرپرست اعلیٰ ممتاز اکیڈمی (رجسٹرڈ) بھٹہ واہن
کے نام

جُرعہا

گھونٹ جو ایک بار پیا جائے

سیّد الکلام کیپٹن سیّد جعفر طاؔہر ریٹائرڈ جدید ادب میں ایک ممتاز مقام اور مرتبہ کے مالک ہیں وہ ہماری زبان اور اسالیبِ فکر و بیان کی آبرو ہی نہیں بلکہ جدید ادب کی ایک نہایت ہی قدآور شخصیت بھی ہیں۔ اُن کا پہلا مجموعۂ کلام "ہفت کشور" ۱۹۶۳ء میں چھپا۔ اور اس مجموعہ پر چھپتے ہی انہیں آدم جی لٹریری ایوارڈ کی صُورت میں پانچ ہزار روپے کا گراں قدر انعام دیا گیا ۱۹۷۱ء میں قصر ابوطالب لاہور میں "یوم نگہبانِ رسالت" کے موضوعی مقابلے میں انہیں قوم نے شاعری کا پہلا انعام اور ایوارڈ دیا۔ رؤسائے ضلع اور مومنینِ جھنگ نے پاکستان کے نامور مداحِ اہلبیت حضرت انوار چشتی کے زیرِ اہتمام بزمِ توقیر ابوطالب کا افتتاحی جشن منایا۔ اِس جشن میں سٹیج سیکریٹری کے فرائض پاکستان کے مشہور شاعر شعلہ بیان حضرت شیر افضل جعفری مدظلہٗ نے ادا کئے۔ سیّد جعفر طاؔہر صاحب کو "سیّد الکلام" کا خطاب عطا کیا گیا اور ان کی باقاعدگی سے دستار بندی کی گئی۔

سیّد عابد علیؒ عاؔبد مشہور علمی جریدے "صحیفہ" (۲۳ واں شمارہ اپریل ۱۹۶۲ء) میں "جمع متکلم" کے تحت لکھتے ہیں کہ "انہیں ایک اعتبار سے نئی پود کا شاعر کہا جا سکتا ہے اور ایک طرح ایک نسل کا جو قدیم و جدید کے سنگم پر کھڑی ہے۔ جعفر طاؔہر کی معنوی بلندی کی یہ دلیل ہے کہ انہوں نے مشرق و مغرب کے صنمیاتی افسانوں اور تاریخ کے خشک کوائف کو اپنے فنّی شعور سے کام لے کر ایسی شکل دی ہے جسے وحدتِ تالیفی کہہ سکتے ہیں۔ مغرب کے سازینوں کی طرح ان کے شعر میں وہ نغمہ ہے جسے HARMONY کہتے ہیں اور وہ شیریں صوت بھی جسے ترنم یا MELODY کہتے ہیں۔ وہ صرف مشرق و مغرب کی روایات ہی سے آگاہ نہیں بلکہ موسیقی کی لَے تال، سُر اور لَے کی ملمپت اور

دُرت شکلوں سے کاملاً آگاہ ہیں۔ انہوں نے بہت سے عربی اور فارسی کلمات کو سرّیں لاکرنے میں باندھا ہے۔ یہ فن کاری کا عجیب و غریب معجزہ ہے کہ ایک فن کی حقیقتیں ہم تک ایک متعلقہ فن کی اصطلاحات کے ذریعے پہنچتی ہیں۔ نئی تراکیب بلکہ نئے الفاظ کی اختراع میں غالبؔ اور عرفیؔ کے بعد انہی کا مقام سامنے آتا ہے۔ یہ بہت بڑا دعویٰ ہے۔ لیکن میں اس کے جواز میں براہین قاطع اور دلائل ساطع رکھتا ہوں"۔ —— اقتباس ختم ہوا۔ "سلسبیل" اُن کی مذہبی شاعری کا مجموعہ ہے۔ جو برسوں کی محنت کا ثمرہ ہے۔ ان قصائد میں خاقانیؔ کا جاہ و جلال، قاآنیؔ کا حُسن و جمال، گھٹاؤں کے سُگن سُندر روپ اور متوالے صحراؤں کی دُھوپ، غرضیکہ سب کچھ ہے۔ عزیزؔ لکھنوی کے بعد ہماری زبان کو مذہبی نقطۂ نظر سے اتنا بلند آہنگ اور اس قدر قادر الکلام شاعر آجتک نصیب نہیں ہوا۔ "سلسبیل" کی چند خصوصیتیں یہ ہیں :-

(۱) اس میں باقاعدہ طور پر قصیدوں کی تکنیک اور فنی پابندیوں کا احترام پایا جاتا ہے (۲) اُن برگزیدہ ہستیوں کے بارے میں مدحیہ اشعار ہیں یعنی قصائد اور مسدّس جن کے بارے میں اردو تو کیا فارسی میں بھی نہیں لکھا گیا۔ آپ پہلی بار حضرت ہاشم علیہ السلام، حضرت عبدالمطلب علیہ السلام، حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت ابوطالب علیہ السلام کے بارے میں قصائد ملاحظہ فرمائیں گے (۳) مختلف بحروں کا استعمال نادر تشبیہات اور حُسن آفریں استعارات کے علاوہ پہلی بار ان قصیدوں میں سراپا نگاری کی گئی ہے (۴) پہلی بار چند غزلیں آپ کی نظروں سے گزریں گی۔ یہ غزلیں سلام و قطعات سے ایک جُدا گانہ چیز ہیں بلکہ میں تو کہوں گا کہ سیّد الکلام نے غزل کی یہ ایک نئی جہت DIMENSION دریافت کی ہے۔

ان قصائد کے آہنگ و ہنجار اور کیف و الہام کے بارے میں کچھ کہنا لاحاصل ہے۔ شاعر کا بہترین تعارف اس کا اپنا کلام ہوتا ہے اور میں کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ان اوراق کو ابدیت کی ناچتی گاتی، لہراتی اور بل کھاتی ہوئی موجوں کے حوالے کرتے ہوئے آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان قصائد کے صدقے میں ان کے گناہ بخش دے۔ آمین!

● ممتاز علی خاں حیدر۔ مجشہ دامن

مدرسہ ۔ حمرا بیں انڈ ۔ ادا
جو جنگل میں پڑا ہو اور اس کا ۵ کوتی والی وارث ۔ سفید
۔ جنیس ، دوبنت
تم کپڑے کا نقش و نگار

فہرست

فارسی، عربی ۔ نرخم ۔ موتی

۱۰ ذاتِ کبریا	حضرت امام حسین علیہ السلام	صابر الملک والا جناب آغا سید صابر علی شاہ صاحب ملک کاروخیشن برنس پنڈی	جشن عام پاک منعقد کاروخیشن برنس میں پڑھا
۱۱ ظہورِ قدسی	-	والا جناب سردار غلام نبی خان ڈاہر رئیس اعظم آف بھٹہ داہر تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان	جشن غدیر بمقام داہر میں پڑھی گئی
۱۲ مصدقِ نبوت	-	برائے مخدوم صاحب سید واجد علی شاہ صاحب رئیس اعظم شاہ جیونہ ضلع جھنگ	-
13 حورِ حرم	حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ علیہ السلام	اہلیہ ام سیدہ ریاض بتول صاحبہ	-
۱۴ گوہرِ نبوت	حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؑ	اہلیہ ام سیدہ ریاض بتول صاحبہ	-
۱۵ خزینۃ الکلام	حضرت زہرا ثانی علیہا السلام	ملک مقبول حسین صاحب پی سی ایس ریٹائرڈ، مولانا نسیم عباس صاحب مدظلہ	نواب حسین خان رئیس اعظم شجاعت پور شیخ صاحب پڑھی گئی۔
۱۶ ناموسِ وفا	حضرت عباس علیہ السلام	سید مسرور حسین شاہ صاحب بخاری ڈائرکٹوریٹ ملٹری پرچیز اینڈ سٹورز پنڈی	کاروخیشن برنس پنڈی
۱۷ نشیدِ نوا	شہیدانِ کربلا	جناب کرنل سید غیور حسین زیدی	کاروخیشن برنس پنڈی
18 سفیرِ حرم	حضرت مسلمؑ و فرزندانِ مسلمؑ	شیخ ممتاز جاوید صاحب ایم اے کربلائی	جناب شیخ صاحب کے ہاں یوم ... پر پڑھی
۱۹ لسانِ صدق	حضرت امام جعفر صادقؑ	انصار الحسین راولپنڈی	سردار غلام نبی خان ڈاہر کے یہاں پڑھا
۲۰ قائمِ دوراں	حضرت امام صاحب العصر والزمان علیہ السلام	حضرت مولینا سیف علی صاحب مدظلہ	-
۲۱ گلِ نرجس	حضرت امام مہدی علیہ السلام	کرنل سید زاہد رضا جعفری	دریائے راوی کے کنارے جشن امام پر پڑھا گیا۔

سلام اور غزلیات

مختلف احباب کی فرمائش پر کہی گئیں۔

طراز = نقش و نگار = آرائش = سجاوٹ
طراز - ترکستان کا ایک مشہور شہر

طرازِ عزّ و جلال

معنے = نقش و نگار اور عزت و جلال کا مالک

مالک الملک، طرازِ عزّ و جلال

منزہ زحد البطال و تشبیہ اللہ تعالیٰ

جے حبیب ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے قادر و قیوم و قوی، قائم و دوراں
کیا لائے بھلا کوئی تری ذات پہ برہاں
کیا لافِ خرد کیا ہوسِ فہم و تفکر
کیا ندرتِ افکار و خیالاتِ پریشاں
کیا حوصلۂ دانش و تدبیر و تخیّل
کیا ناطقۂ شوق و لبِ ذکرِ کریماں
کیا جدّتِ اسلوب و ادا، حسنِ معانی
ہر چند کہ سعدیؒ و سنائیؒ ہوں ثنا خواں
تمکینِ تصوّر نہ سر و برگ بیاں ہے
کیا حسنِ ادا، زورِ زباں، نامِ سخنداں
ہر ولولہ و قدرتِ اظہار خجل ہے
ہر شیوۂ گفتار یہاں سر بہ گریباں
کیا نظم کا یہ شور یہ غوغائے زباناں
کیا شوخیٔ تحریر و عباراتِ ادیباں
آشوب گہِ عشق میں کیا ناقۂ توفیق
کیا نغمۂ جبریلِ امیں، لحنِ حدی خواں

تعبیرِ خجالت کے سوا کچھ بھی نہیں ہیں
الفاظ و معانی و حروف و ہمہ الواں
پوشیدہ ترے علم سے کچھ بھی تو نہیں ہے
اے تو کہ نہیں تجھ سے نہاں پیدا و پنہاں
کیا چیز ترا کوئے کرم شہرِ حرم ہے
ہر دل میں ہیں پیوست ہزاروں سرِ پیکاں
یہ ذوقِ تماشا یہ تری ناز نگاہی
آدمؑ سا نبی لاشۂ ہابیلؑ پہ گریاں
ہیں تیری سماعت کی رضا نوحؑ کے نوحے
چشمانِ پیمبر ہیں کہ سرچشمۂ طوفاں
انصاف ترا تخت کو تختے میں بدل دے
اے تو کہ ترے ہاتھ میں ہے عدل کی میزاں
یہ صرصرِ تقدیر و سمومِ ستم آرا
خارا کی چٹانوں میں بدلنے لگے ایواں
فرزند تہِ تیغ قضا تیرا تقاضا
انعام کہ ہو آتشِ نمرود گلستاں

تعظیم کی یہ شان کہ تعمیرِ حرم ہو
بن جائے زمیں قبلہ گہِ عرش نشیناں
اندازِ طوافِ حرمِ پاک سکھا کر
کہلائے تری ذات بھی گردشِ گردِ دوراں
اعجاز ترا خوف و غمِ خوابِ زلیخا
یہ تیری تجلّی کہ جمالِ مہِ کنعاں
آنکھوں کی سفیدی کہ جہاں تیرہ و تاریک
ہو دیدۂ یعقوبؑ سے روشن دلِ زنداں
اِک طرفہ جسارت کی جزا وصل کا مژدہ
یہ دیدۂ غیرت کی سزا کلفتِ ہجراں
یہ خطّۂ سنگین و سیہ بختِ سدومی
یہ سنگِ نمک ہے کہ زنِ ناقص پیماں
ہاتھوں میں ابھی موم ہوں فولاد کے انبار
داؤدؑ کا نغمہ ہے کہ تو خود ہے غزلخواں
یہ تیری جلالت ہے کہ دیووں کا ہے قبضہ
وہ دولتِ بلقیسؑ نہ اب تختِ سلیماںؑ

فرعون خمِ نیل میں ڈوبے تو نہ اُبھرے
ہو طورِ بکف برق بجاں موسیٰؑ عمراں
یہ خلعتِ تقدیس و طہارت یہ شرافت
مریمؑ کی گواہی کے لئے عیسیٰؑ دوراں
یہ حجّت و ارشاد یہ تہدیدِ حریفاں
یہ سلسلۂ دار و رسَن زیست کا عنواں
اُٹھے جو تری آنکھ کبھی جانبِ صحرا
اِک طرفہ تجلّی نظر آئے سرِ فاراں
پھر کعبہ نئے نور کا حامل نظر آئے
ہو گردِ یتیمی سے خجل سطوتِ کیواں
تو اور بتوں کی ہو ترے گھر میں خدائی
اس شانِ کریمی پہ ہے کافر کا بھی ایماں
یہ وحی کا لہجہ، یہ ترا حسنِ تکلّم
بوجہلی و بولہبی ہے سر بہ گریباں
از ماہ تا ماہی ترے انوار، الٰہی!
وہ چاند بنا تھا جو چراغِ تہِ داماں

اِک بندۂ مزدُور، سپہدار و سُخن ور
اِک نانِ جویں کھا کے بشر ہو شہِ مرداں
حیرت ہے کہ صدیقؓ بنیں اور کبھی فاروقؓ
وہ لوگ، عرب جن کی شقاوت پہ ہو نازاں
بن جائے محبّت کی اذاں لحنِ بلالیؓ
کہلائیں صداقت کی زباں بوذرؓ و سلمانؓ
عمّارؓ نظر آئے کوئی مالکِ اشترؓ
میثمؓ کوئی عدیؓ کوئی طرماحؓ سخنداں
قربان ارمِ قریۂ مرج العذرا پر
بن جائے قرانِ غیرتِ یزدو قم و کاشاں
یہ کوثر و تسنیم، یہ بہتے ہوئے دریا
پانی کو ترستا رہے شبیرؑ سا انساں
اِک طفلکِ معصُوم کے پاؤں میں ہو زمزم
تشنہ ہے کی گردن میں کبھی تیر کا پیکاں
حلقومِ بُریدہ سے ترے نام کا نعرہ
نیزے کی انی پر کوئی پڑھتا ہُوا قرآں

آتی ہے صدا آج بھی یہ کرب و بلا سے
ہے سُرخیٔ رُخسارِ حرم خُونِ شہیداں
ہر لاشۂ بے سر نے گواہی تری دی ہے
بدنام ہے بدنام ہے آئینِ حریفاں
ٹپکے گا لہُو خنجرِ قاتل سے پیاپے
یہ طوف گہِ لالہ و گل روشن و تاباں
بیکار نہ جائیں گی ضعیفوں کی یہ آہیں
رہنے کا نہیں غلغلۂ نامِ یزیداں
جلتے ہوئے خیموں سے دُھواں اُٹھتا رہے گا
ہوتا رہے گا دشت کے سینے پہ چراغاں
شرمائے گی رہ رہ کے سحرہائے ستم کو
افسردگی و خامشیٔ شامِ غریباں
یہ جلوہ گہِ اہلِ وفا مقتلِ اشراف
کیا مشہدِ عشّاق بنی خاکِ بیاباں
یہ سرِّ بقا، رمزِ فنا تیری ادائیں
وہ زہرِ ہلاہل ہو کہ ہو چشمۂ حیواں

کب رخشِ فنا رقص کو ہو تیرا اشارا
کیا جانے ٹھہر جائے کہاں عمرِ گریزاں
یارب تیرے اسرار کھُلے ہیں نہ کھلیں گے
فیلانِ فلک سر کو نگل جاتی ہیں چڑیاں
شمشیرِ بلا جاں ہے ترے قرب کا پردہ
اِک آن میں کٹ جائے یہ طولِ شبِ ہجراں
ہر اشک نگینہ ہے ترے تاجِ کرم کا
بے برگیٔ مظلوم ترا سازِ شبستاں
ہم سوختہ جانوں پہ نوازش کی نظر ہو
کچھ بھی ہوں ترے نام پہ مرتے ہیں مسلماں
بجز نام ترے کچھ بھی نہیں پاس ہمارے
ہے دولتِ دُنیا بھی یہی دولتِ ایماں
دورانِ فلک عربدہ خیز است الٰہی
پھر بھیج فرشتوں کی صفیں جانبِ میداں
عبّاسؑ و حسینؑ ابنِ علیؑ سے کوئی سالار
پھر جعفرِ طیارؑ سے اُستادِ زمیاں

ہم چشمِ عنایت کے طلبگار ہیں تجھ سے
جو آئے وہ آئے ہمیں گوئے ہمیں چوگاں



غزل

تُو کر چکا صنم و سومنات کی باتیں
تجھے سناؤں حسینؑ و فرات کی باتیں
کہاں یہ زہرِ نفاق و غمِ دوراں
کہاں وہ چشمۂ آبِ حیات کی باتیں
کہاں یہ دیدۂ روشن یہ نورِ صبحوں کا
یہاں چراغ کی حاجت نہ رات کی باتیں
علیؑ کو منبرِ کوفہ پہ بولتے جو سُنا
سمجھ میں آنے لگیں کائنات کی باتیں
زبانِ طوطیٔ خوش حرف کب سُنی تو نے
سُنی ہیں شہر میں قند و نبات کی باتیں

یہاں بلالؓ و علیؑ ایک ساتھ رہتے ہیں
یہاں پہ ایک ہیں ذات وصفات کی باتیں
یہ دیکھ لختِ پیمبرؐ کی جنّتِ جاوید
حرام ہیں چمن بے ثبات کی باتیں
مرے نگار نے انگشتری نمازیں دی
زمانے بھر میں ہیں اس کی زکوٰت کی باتیں
مری زباں پہ ترانے علیؑ ولی کے ہیں
تجھے نصیب ہوں صوم وصلوٰۃ کی باتیں
امام جعفرِ صادقؑ نے یہ ہُنر بخشا
سُنائی دینے لگیں شش جہات کی باتیں

رستخیزِ لولاک، مفخرِ انبیاء، مبداءِ الدہور
والاعصار، باعثِ ایجادِ عالم
جنابِ سرورِ کائنات، اشرف المخلوقات
لماخلقتُ الافلاک، لائقِ صلوات

حضرت
محمّدؐ مصطفیٰؐ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



اے ساقیِ گل پیرہن — اے ساقیِ سیمیں بدن
پیمانہ دے ناداں نہ بن — در بزمِ مستاں نعرہ زن

ش

دے بھر کے جامِ ارغواں — پھر تو کہاں اور ہم کہاں
بدلا ہے گلشن کا سماں — بدلا ہے آئینِ چمن!

ش

سوسن نے یہ کیسی کہی — ہیں جھومتے سروِ سہی
لالے کے ہونٹوں پر ہنسی — یاقوت پر جیسے کرن

ش

نرگس کو حیرانی کہاں — وہ دیدہ ویرانی کہاں
دل کو پریشانی کہاں — ہو زلفِ سنبل پر شکن

ش

ہیں مولسریاں رقص میں — البیلی پریاں رقص میں
سلمیٰ و مریاں رقص میں — ہیں رقص فرما مردوزن

ش

دیکھو تو جوہی کی پھبن — ہنستی ہے کیا بیلا رتن
چمکا ہے روئے نارون — نکھرا ہے رنگِ نسترن

ش

ہر سو رواں ہے آبِ جو — مے نوش کرتے ہیں وضو
چہروں نے پائی آبرو — اک جانِ تازہ تن بہ تن

ش

ہر سمت یہ مستوں کا غل — ہر سمت رقصاں موج مل
وہ بہہ گیا دجلے کا پل — وہ ڈھ گئے قصرِ کہن

ش

ہے چرخ چنبر وجد میں — اقلیم و کشور وجد میں
تسنیم و کوثر وجد میں — ہیں وجد میں گنگ و جمن

ش

یہ لحنِ حورانِ حسیں — الحمد رب العالمیں
ہے وجد میں خلدِ بریں — ہیں رقص میں دشت و دمن

ش

ساقی! سخن کوتاہ کر — اب ذکرِ لطفِ شاہ کر
ذروں کو مہر و ماہ کر — برقع زِ چہرہ برفگن

گردش میں ساقی جام لا — دے بھر کے صہبائے ولا
سَو بار پڑھ صلِّ علیٰ — کر ذکرِ سلطانِ زمنؐ

✽

بدلا ہے آئینِ طرب — ہم در عجم، ہم در عرب
پیدا ہوئے محبوبِ رب — ماہِ عرب، شاہِ یمن

✽

فرمانِدہِ رُوئے زمیں — ملکِ سلیمانؑ در نگیں
ذرّوں کو چھُو لیں گر کہیں — دُرِّ ثمیں دُرِّ عدن

✽

والا نسب، والا حشم — صمدئے عرب، صنمے عجم
خیر البشر، خیر الاُمم — محبوبِ ربّ ذو المنن

✽

فرخندہ رُو، فرّخ سیَر — انجم قبا، عالی نظر
ہر پاک سے پاکیزہ تر — کوثر زباں، زمزم دہن

✽

گلزارِ صد خوبی بدن — حُسن کمالِ زیستن
لعلیں زِلب لعلِ یمن — مُشکیں ز کاکل صد ختن

فخرِ زمین و آسماں! — ہیں پیشوائے قدسیاں
ہیں تاجدارِ عرشیاں — پاؤں میں پروین و پرن

✽

کیا طیبہ و دشتِ نجف — ہیں ان کے جلوے ہر طرف
از ماہ تا جوفِ صدف — ہاں انجمن در انجمن

✽

ہیں آپ ختم المرسلینؐ — ہیں رحمۃ للعالمینؐ
اللہ یہ حبلِ المتیں — ٹوٹے غلامی کے رسن

✽

ہیں سرنگوں لات و ہُبل — آتشکدے سرد و خجل
وہ بُت گرے یوں منہ کے بل — ٹوٹا طلسمِ برہمن

✽

طٰحٰی لقب یٰسینؐ نوا — ہیں شہریارِ ہَل اَتیٰ
ہیں مصطفےٰؐ و مجتبیٰؐ — باطل فگن، لشکر شکن

✽

اَب ختم ہیں مکر و دَجَل — ہر دستِ استبداد شَل
دجّال چپ، شیطاں خجل — ہے خاک در سرِ اہرمن

بوجہلی و بولہبی — گو بد نظر جاہل غبی
روشن چراغِ مطلبی — بر طورِ سینا خندہ زن

روشن دلِ صحرا ہوا — پتھر جو تھا ہیرا ہوا
حیراں یدِ بیضا ہوا — وہ نور پھیلا دفعتہً

پھیلا جہاں میں نورِ حق — رنگِ رخِ باطل سے فق
لو ہو گیا وہ چاند شق — آئی جو ماتھے پر شکن

وہ جل بجھا آتشکدہ — ہر شہر میں غل مچ گیا
لو کعبہ پھر کعبہ ہوا — گونجی اذاں ٹوٹے بھجن

خادم سطیحِ معتبر — دانندۂ راز و خبر
حامی ہے تبّع نام ور — عاشق ہے سیفِ ذی یزن

شاہنشہِ لولاک ہیں — چوگاں زنِ افلاک ہیں
اپنے رسولِ پاک ہیں — جان و روانِ پنجتن

فخرِ خلیلؑ باصفا — عیسیٰؑ دم و یوسفؑ لقا
ہیں آپ موسیٰؑ کے عصا — تاب و توانِ بوالحسنؑ

ہیں صدرِ بزمِ انبیا — ہیں قاضیِ ملکِ قضا
بدلا نظامِ نا روا — بدلا زمانے کا چلن

کیا ذکر ادیانِ ہُبَل — اللہ، یہ فکر و عمل
ہر بات اِن کی بر محل — ہر فعل ہے فعلِ حسن

قرآں بکف قرآں بلب — قرآں سرائی روز و شب
لائے صحیفہ کیا عجب — بدلے قوانین دستن

سلطانِ عادل دادگر — مظلوم کے حق میں سپر
روتا ہے قاتل دیکھ کر — خونِ سیاوش در لگن

ہو کون ان کے روبرو — نوذر کجا، کاؤس کو
رونے لگا اب تو لہو — خسرو برائے کوہ کن

یہ ہے طریقِ کبریا — کفّار میں ہوں انبیاء
جس جا پہ ہوں گے اژدہا — ہوں گے وہیں پر کرگدن

سرمایۂ دُنیا و دیں — صادق، سخی، صابر، امیں
اُن سا نہیں، کوئی نہیں — کیسا گماں، کیا وہم و ظن

لوح و قلم کی اصل ہیں — میزانِ عشق و عدل ہیں
معیارِ علم و عقل ہیں — نقدِ ہُنر، مقصودِ فن

ہیں محرمِ ذاتِ احد — نورِ ازل، حسنِ ابد
رنگینیٔ باغِ صمد — شیرینیٔ نہرِ لبن

ہے فرض اُلفت آپ کی — ایک ایک نعمت آپ کی
سمجھا بدولت آپ کی — حقِّ نمک، حُبِّ وطن

اے نورِ بطحا و حرم — کر دور یہ دوری کا غم
نالہ کناں ہوں دمبدم — ہمچو اُویسؓ اندر قرن

میری ریاضت ہیچ ہے — میری عبادت ہیچ ہے
فہم و لیاقت ہیچ ہے — میرا ہُنر دیوانہ پن

مداح تیری آل کا — اصحابِ فرّخ فال کا
میں بھی ہوں تیرا بالکا — تو مرشد و مولائے من

للّٰہ فشارِ قبر سے — بارے حسابِ حشر سے
ہر قہر سے، ہر جبر سے — مولا اماں بخشی بمن

کہنے لگے روح الامینؑ — اے مرحبا صد آفریں
لکھی ہے کیا نعتِ حسین — اللہ رے زورِ سخن

اب غنچۂ خاطر کھلے — اجرِ ہوا داری ملے
جنّت ملے اس کے صلے — تاجِ بقا جائے کفن

طاہر قدیمی چاکرے — ادنیٰ غلام کمترے
وہ دین پہ تیرے مرے — راضی خدا، خوش پنجتن

آ نبی کریمؐ شب معراج پر گئے تو خدا اور ان کے درمیان دو کمان کا فاصلہ تھا اسے
قوسین کہتے ہیں۔ ذیل قوسین = دو کمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت

اے سرورِ لولاک لما سیّدؐ و سرتاج
یہ کرسئ قوسینؐ مبارک ہو تجھے آج
اے صلِّ علیٰ کون و مکاں پر یہ ترا راج
اے صاحبِ معراجؐ!

سرکار یہ سلطانئ ثقلین مبارک!
یہ مرتبہ و مسندِ کونین مبارک!
حاضر ہیں سلامی کو فرشتوں کی یہ افواج
اے صاحبِ معراجؐ!

دونوں جہان
دو گردن
جن و انس کے

کب روک سکے نور کی یلغار شبِ تار
کیا چادرِ افلاک یہ کیا بھاپ کی دیوار
اِک نور کا دریا ہے کہ تا عرش ہے موّاج
اے صاحبِ معراجؐ!

چمکا ہے یہ گردوں کے مقدّر کا ستارا
کرتا ہے رُخِ خواجۂ عالمؐ کا نظارا

سکتے میں زمیں تکنے لگی سوئے فلک آج
اے صاحبِ معراجؐ!

دانائے سُبل ختمِ رُسل مرشدِ کُل بھی!
تو شبنمِ تابندہ بھی تو خندۂ گُل بھی!
یہ کرنوں کے سہرے یہ ترے نُور کی امواج
اے صاحبِ معراجؐ!

یہ قامتِ زیبا ہے کہ وحدت کا عَلَم ہے
جو ہاتھ میں اللہ کے ہے تُو وہ قلم ہے
تُو رحمتِ باری ہے زمانہ ترا محتاج
اے صاحبِ معراجؐ!

کیا صولتِ رَب سے طاقت کے طنطنے ٹلے
یہ قیصر و کسریٰ ہیں ترے سامنے کیا شئے
دیتے ہیں ترے در کے گداؤں کو سدا باج
اے صاحبِ معراجؐ!

میخانۂ توحید کا تُو پیرِ مُغاں ہے
میں کیا ہوں ہر اک رند ترا زمزمہ خواں ہے
سعدیؒ و سنائیؒ ہوں کہ وہ سرمدؒ و حلّاجؒ

اے صاحبِ معراجؐ!

قدسی بھی ترے بابِ کرم پر ہیں سوالی
میخانۂ توفیق سے جاتے نہیں خالی
تُو دُنیا کا داتا ہے تُو راجوں کا مہاراج

اے صاحبِ معراجؐ!

ہے آج زمیں سُوئے فلک مائلِ پرواز
سرکار نے روکا تو یہ بولی وہ بصد ناز
پاؤں کو ترے چُوم لیا ہو گئی معراج

اے صاحبِ معراجؐ!

دل پھُونک دیا مسجدِ اقصٰی کی فغاں نے
رُوداد سُنائی ہے شہیدانِ جواں نے
ہے ارضِ فلسطین سے اب دین کا اخراج

اے صاحبِ معراجؐ!

پھر اپنے مقابل ہیں یہودِ ستم آرا
اے جدِّ حسینؓ ابنِ علیؓ رحم خدارا
آثار تری سیر کے ہو جائیں نہ تاراج

اے صاحبِ معراجؐ!

دے ولولہ و حوصلہ و جرأتِ بیباک
حیدرؓ کا ملے زور تو شبیرؓ کا ادراک
رہ رہ کے عقابوں پہ جھپٹنے لگے درّاج

اے صاحبِ معراجؐ!

مولا تُو ہمیں دولتِ احساسِ زیاں دے
دے سوزِ یقیں، ذوق و فا قلبِ تپاں دے
رہ جائے زمانے میں غلاموں کی ترے لاج

اے صاحبِ معراجؐ!

اِس بندۂ ناچیز پہ رحمت کی نظر ہو
میں نعت کہوں مجھ کو عطا علم و ہنر ہو
اِک شاعرِ بدنام، نہ عالم ہوں نہ الحاج

اے صاحبِ معراجؐ!



غزل

لازم نہیں کہ اہلِ جنوں ہر طرف چلیں
آواز آ رہی ہے کہ سُوئے نجف چلیں

آؤ کہ سیرِ کشورِ فقر و غنا کریں
عمرِ عزیز کر تو چکے ہیں تلف یہیں!

آؤ سرِ فرات پئیں دستِ یار سے
ہاتھوں پہ سر لئے ہوئے ساغر بکف چلیں

سالارِ کربلا کا وہ ٹھہرا ہے کارواں
اہلِ جنوں اُٹھو کہ اُدھر صف بہ صف چلیں

آنے لگا ترانۂ توحید کان میں
مستانِ کبریا بھی لئے چنگ و دف چلیں

نیزوں پہ جگمگا نے ہوئے یہ دل و دماغ
آؤ پئے زیارتِ اہلِ شرف چلیں

ابروئے دوست کا یہ اشارہ ہے دوستو
تیر و کماں سے کر کے عدو کو ہدف چلیں

آنکھوں میں اشک بھر کے گزاریں تو ندر یا
لے کر یہ موتیوں سے چھلکتے صدف چلیں

زادِ سفر ولائے نبیؐ و علیؑ رہے
رُوح الامیں پکار چکا لاتخف چلیں

طاہر چلو طریق و صراطِ حسینؑ پر
غیروں کے راستے پہ سدا نا خلف چلیں

پورِ عدنان

منبعِ جُود و سخا و الاکرام، پاکیزہ زعصیان
زیاں، صاحبِ حلم و حیا و الحشم
نورِ ذرّو نسم حضرت ہاشم علیہ السّلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح حضرت ہاشم علیہ السلام (۱)

دُنیا وہ حسیں خواب جو خوش تر نظر آیا ﴿ آنکھیں جو کھُلیں اور ہی منظر نظر آیا
ہابیلؑ نہاتے ہوئے دیکھا ہے لہو میں ﴿ وہ ہاتھ میں قابیلؑ کے خنجر نظر آیا
گرداب میں وہ آدمؑ ثانی کا سفینہ ﴿ یونسؑ بطنِ حوت کے اندر نظر آیا
وہ آتشِ نمرود میں ہنستا ہے براہیمؑ ﴿ ہر شعلۂ جاں سوز گُلِ تر نظر آیا
ہر سمت سے بردًا و سلامًا کی صدائیں ﴿ جلتا ہوا بُت خانۂ آذر نظر آیا
معتوبِ شرافت ہیں سیہ کار سدِ(ی) ﴿ جس جس کو بھی دیکھا وہی پتھر نظر آیا
پَے کرنے لگے اہلِ ستم ناقۂ صالحؑ ﴿ وہ قہرِ خدا صورتِ صرصر نظر آیا
وہ جنّتِ شدّاد نہ ایوان و شبستاں ﴿ وہ محل نہ وہ قصرِ فلک فر نظر آیا
یاقوت و عقیق و دُر و مرجاں کے ذخیرے ﴿ بیکار وہ گنجینۂ گوہر نظر آیا
جلتی ہوئی دیکھیں کبھی بابل کی فصیلیں ﴿ گرتا ہوا ہر قلعۂ مرمر نظر آیا
فرعونؔ جو نیل میں ڈوبا تو نہ اُبھرا ﴿ سایہ بھی عصا کا اُسے اژدر نظر آیا
قارونِ لعیں زیرِ زمیں نوحہ کناں ہے ﴿ زردار کا انجام زبوں تر نظر آیا
بکتا ہوا بازار میں دیکھا مہِ کنعاں ﴿ آیا جو خریدار تو ششدر نظر آیا

کہتی ہے زلیخا کہ رہے طالعِ بیدار ﴿ جو خواب میں دیکھا تھا وہ پیکر نظر آیا
یہ طنطنہ و تمکنتِ بختِ سلیمانؑ ﴿ کیا تختِ طلا کار ہوا پر نظر آیا
سقراط سا انسان وہ دانا دلِ یوناں ﴿ لو زہر کا پیتا ہوا ساغر نظر آیا
ظالم ہے کہ خود اپنے کیے پر ہے پشیماں ﴿ آئینے میں حیران سکندر نظر آیا
دادار و جہاں داور و دارائے گرامی ﴿ دیکھا ہے تو بھیرے سر و افسر نظر آیا
دیکھا ہے کفِ خاک میں تاجِ سرِ خسرو ﴿ وہ خون میں ڈوبا ہوا بستر نظر آیا
اِک طشتِ طلا کار ہوس میں سرِ یحییٰؑ ﴿ رہ رہ کے پشیماں بُتِ خود سر نظر آیا
چلتے ہوئے دیکھے ہیں سرِ صدق پہ آرے ﴿ درویشِ سیہ پوش دلاور نظر آیا
وہ مائلِ پرواز ہوا عیسیٰؑ دوراں ﴿ اے عصمتِ مریمؑ ترا جوہر نظر آیا
دیکھے ہیں کبھی دولتِ عدنانؑ کے انبار ﴿ ہر خیمہ و خرمن میں ہمیں زر نظر آیا
المنّۃ للہ تبارک و تعالیٰ ﴿ جو کعبۂ آفاق ہے وہ در نظر آیا
یہ حضرتِ ہاشمؑ ہیں سرِ مسندِ بطحا ﴿ عدنانؑ کا یہ چاند کہاں پر نظر آیا
سرمایۂ مخزن ہے تو آرائشِ معدن ﴿ دستارِ فضیلت کا وہ گوہر نظر آیا
یہ قامتِ بالا کہ دُعائے سحری ہے ﴿ فطرت کا صحیفہ رُخِ انور نظر آیا
آنکھوں میں سراپردۂ رحمت کی تجلّی ﴿ کعبے پہ نظر کی تو منوّر نظر آیا
زلفوں کی شکن میں شبِ اسریٰ کے یہ انداز ﴿ وہ چرخ بھی کھاتا ہوا چکر نظر آیا
پھر بابل و بغداد کی یاد آئیں نہ راتیں ﴿ جب سلسلۂ زُلفِ معنبر نظر آیا

انوارِ الٰہی کا خزینہ ہے یہ سینہ ÷ یہ دل ہے کہ جو علم کا مصدر نظر آیا
یہ ہونٹ کہ ترشے ہوئے یاقوت کے ٹکڑے ÷ آواز کا جلوہ سرِ منبر نظر آیا
قربان لب و لہجہ پہ صبحوں کا تکلّم ÷ ہر بات میں قرآن سراسر نظر آیا
یہ کانِ عطا، ابرِ سخا، بحرِ کرم ہیں ÷ ہاتھوں کی لکیروں میں سمندر نظر آیا
یہ قحط کے ایّام میں بھوکوں پہ عنایات ÷ ہر موڑ پہ سرکار کا لنگر نظر آیا
کھانے میں ثرید اور یہ بھونی ہوئی رانیں ÷ ہاشمؑ کی طرح کون تونگر نظر آیا
اللہ یہ سامانِ ضیافت، یہ سخاوت ÷ مصروفِ دُعا شہر کا ہر گھر نظر آیا
کفّار کی بھی آپ کے ذمّے ہے کفالت ÷ یہ فیض رساں، فائق و برتر نظر آیا
ہر فاقہ زدہ کھاتا ہے رہ رہ کے خزیرہ[1] ÷ ہاتھوں میں سخینہ[1] لیے نوکر نظر آیا
یہ محسنِ انسان، ولی نعمتِ یکتا ÷ اللہ کی جانب سے مُخیّر نظر آیا
دورِ فترت[2] کا ہے یہی حاکم و مختار ÷ یہ نائبِ حق، ہادی و رہبر نظر آیا
یہ راسیۂ صدق و صفا، عرش رسیدہ ÷ سروِ چمنِ خالقِ اکبر نظر آیا
رُتبے میں کوئی اُن سا نہ ہوگا نہ ہوا ہے ÷ جبریلؑ اسی در کا گداگر نظر آیا
پاکیزہ جبیں نُورِ نبوّت کا نشیمن ÷ یہ بحث نہ کر نُور یہ کیوں کر نظر آیا
یہ پُوچھ اولوالامر سے کیا چیز ہیں سرکار ÷ کس نُورِ یگانہ کا یہ مظہر نظر آیا
طاقت بنی زہرہ کے جوانوں سے کبھی پُوچھ ÷ کیا کہیئے مدینے میں جو منظر نظر آیا

[1] خزیرہ گوشت کی رانوں پر آٹا لگا کر پکاتے تھے [1] اسی طرح سخینہ بھی۔ بنی ہاشم کے مخصوص شاہانہ کھانے۔
[2] دو نبیوں کے درمیانی زمانے کو زمانۂ فترت کہتے ہیں۔

سخاوت

ہر ظالم و کافر نے رفیقوں کو پکارا ÷ ہر سمت سے بڑھتا ہوا لشکر نظر آیا
رہوار پہ رہوار اُڑاتے ہوئے اشرار ÷ ہر مرد، زرہ پوش و تناور نظر آیا
یہ چاہتے ہیں نُورِ نبوّت کو بجھا دیں ÷ نیزہ کوئی تولے ہوئے جدھر نظر آیا
مُطّلب کی طرف دیکھ کے مرکب پہ نظر کی ÷ لو ہاتھ میں وہ تیغِ دو سر نظر آیا
لو جنگ[1] چھڑی گرنے لگیں لاشوں پہ لاشیں ÷ مارا گیا جو زد پہ ستمگر نظر آیا
چک چاک سے تیغوں کی فضا گونج رہی ہے ÷ اِک آن میں ہنگامۂ محشر نظر آیا
میدان میں ہر سمت لگے کُشتوں کے پُشتے ÷ وہ میمنہ و میسرہ اَبتر نظر آیا
ہر مُردک و مردود گرفتارِ اجل ہے ÷ اِک آن میں گھوڑے سے زمیں پر نظر آیا
تیغیں نہ سنانیں نہ کمانیں رہیں باقی ÷ ہر ایسے اُڑے خود نہ مغفر نظر آیا
یوں لڑ کے سلمیٰ سے بیاہے گئے حضرت ÷ حیران ہوں کیا طرفہ سوئمبر نظر آیا
حق مہر میں خروار دیئے مُشکِ ختن کے ÷ کیا کیا نہ دُلہن کے لئے زیور نظر آیا
پکھراج کے ہیکل ہیں تو نیلم کے ہیں کنگن ÷ ہیروں کا جھمکتا ہوا جھومر نظر آیا
الماس کے جھمکے ہیں تو کرنوں کے کرن پھول ÷ مُوباف میں پیسا ہوا عنبر نظر آیا
یہ مُورثِ مُرسَل ہیں اِنہیں غور سے دیکھو ÷ دُنیا میں نہ اُن کا کوئی ہمسر نظر آیا
بیٹا ہے کوئی ان کا "نگہبانِ رسالت" ÷ فرزند کوئی ان کا پیمبرؐ نظر آیا
اِک نُورِ نظر ملجا و ماوا ہے جہاں کا ÷ اِک لختِ جگر حیدرؑ و صفدرؑ نظر آیا

[1] حضرت مُطّلب اور حضرت ہاشم رشتے کی طلبگاری کے لئے مدینے گئے تو وہاں یہودیوں نے آپ پر حملہ کر دیا اور جنگ چھڑ گئی۔ (طاہر)

اِک راحتِ جاں کے لئے تلخابۂ جاں سوز ÷ ہر شیشہ و ہر جام مُکدّر نظر آیا
کٹ کٹ کے جگر آنے لگا گرچہ لگن میں ÷ راضی بہ رضا حضرت شبّرؑ نظر آیا
اِک لختِ مکرّم ہے سرِ ساحلِ دریا ÷ اِک نورِ بیک وقت بہتّر نظر آیا
اِسلام کی تقدیس کو باطل سے بچانے ÷ میدان میں ہاشمؑ ہی کا دِلبر نظر آیا
کاندھوں پہ اٹھائے ہوئے توحید کا پرچم ÷ عباسؑ، کوئی قاسمؑ و اکبرؑ نظر آیا
خیموں سے وہ رہ رہ کے دھواں اُٹھنے لگا ہے ÷ جلتا ہوا بیمار کا بستر نظر آیا
پامال کوئی جسم ہے گھوڑوں کے سُموں میں ÷ نیزے کی اَنی پر وہ کوئی سَر نظر آیا
ہاشمؑ کا گھرانہ ہے اُمیّہ[1] کے مقابل ÷ اَب تُو ہی بتا کون مظفّر نظر آیا
پہلے بھی مقابل ہوا ہاشمؑ کے اُمیّہ ÷ جھگڑا حق و باطل میں یہ اکثر نظر آیا
آوارہ پھرا شام کے لوگوں میں اُمیّہ ÷ دس سال تلک مُلک سے باہر نظر آیا
ہم مرتبۂ جدِّ محمّدؐ ہے بھلا کون ÷ بتلا جو کوئی ان کے برابر نظر آیا
بتلا کہ شہنشاہوں میں تعظیم ہے کس کی ÷ بتلا جو خداوندِ خدیوَر نظر آیا
خدّام کی فہرست کو جس وقت پڑھا ہے ÷ تاجِ جم و طہمورث و قیصر نظر آیا
کیا شان ہے، جس وقت چلیں گھر سے تو ڑیں ÷ جبریلؑ بچھاتا ہوا شہپر نظر آیا
کیا بارگہِ فیض و کرم ہے کہ جہاں پر ÷ بوذرؓ، کبھی سلمانؓ، کبھی قنبرؓ نظر آیا

---

[1] اُمیّہ حضرت ہاشم کا بدخواہ اور دشمن۔ آپ کا رشتے میں بھتیجا۔ ملاحظہ ہو بلوغ الارب

مقدادؓ سے عمّارؓ سے طرماحؓ سے انساں ÷ یہ بزم، جہاں مالکِ اشترؓ نظر آیا
پہنچا سرِ محشر تو پکارے شہِ والاؑ ÷ وہ دولتِ ہاشمؑ کا ثناگر نظر آیا
سرکارِ رسالتؐ نے کہا بھائی سے ہنس کر ÷ لو آلِ محمّدؐ کا سخنور نظر آیا
رضواں نے صدا دی کہ اِدھر آیئے حضرت ÷ جبریلؑ پکارے کہ برادر نظر آیا
فردوسیؒ و غالبؒ نے کہا نذر گزارو ÷ ہاتھوں میں تو اشعار کا دفتر نظر آیا
سوداؒ نے کہا عرضِ ہنر کر میرے بیٹے ÷ جو نخل کہ بویا تھا ثمرور نظر آیا
محفل میں قصیدہ جو پڑھا شور بپا تھا ÷ ہر چہرے پہ اِک جلوۂ دیگر نظر آیا
اِک دوسری سے کہنے لگیں جھوم کے حوریں ÷ جنّت میں عجب مردِ قلندر نظر آیا
فرمانے لگے ہنس کے انیسؒ سخن آرا ÷ ہاں مُلکِ سخن آج مسخّر نظر آیا
اِک سمت سے محسنؒ سا ہنر مند پکارا ÷ ہر شعر ترا سلکِ جواہر نظر آیا
مومن کے لئے تحفۂ نایابِ ہنر ہے ÷ ہر شعر عدو کے لئے نشتر نظر آیا
خادم پہ قبا ڈال کے بولے شہِ بطحاؐ ÷ شاعر نظر آیا ہے تو جعفر نظر آیا
کیا کیا نہ جلے غیر یہ ناچیز جو اُن کو ÷ زیرِ علمِ فاتحِ خیبر نظر آیا

یہ فیضِ ولائے بنی ہاشمؑ ہے کہ مر کر
بیٹھا ہوا طاہر سرِ کوثر نظر آیا

○

غزل

فقیہہِ شہر بیاں میکشوں کے عیب نہ کر
نگاہ جانبِ دامانِ چاک و جیب نہ کر

تری سمجھ میں نہ آئے گا میرا طرزِ کلام
خموش بیٹھ یہ تو ہیں علم غیب نہ کر

وہ بے ہنر ہے نظر جس کی عیب پر جائے
یہ بات رمز کی ہے کوئی شک و ریب نہ کر

اسی کے در سے ملے گا جمالِ ایمن و طور
تجھے یہ کس نے کہا خدمتِ شعیبؑ نہ کر

بلالؓ و بوذرؓ و سلمانؓ کا تذکرہ بھی ہے
دبی زباں سے ذکرِ دلِ صہیبؓ نہ کر

اسی کے نام نے بخشا ہے کربلا کو شباب
حبیبؓ ابنِ مظاہر سے ذکرِ شیبؑ نہ کر



محرابِ ابد

محافظِ خانۂ خدا، معدنِ علم و حیا
جدِّ محمدؐ مجتبیٰ، شیبۃ الحمد، محرابِ ابد

حضرت عبدالمطلب علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح حضرت عبد المطلب علیہ السلام

دل نے جو کیا مدحتِ حضرت کا ارادہ — اوراقِ مہ و مہر بنے کاغذِ سادہ
اک بارشِ انوار ہوئی حد سے زیادہ — آنکھوں میں تجلّی ہے تو سینہ بھی کشادہ
تسلیم کو شاعر کے ستارے اُتر آئے
وہ دیکھو وہ جبریلؑ سمیٹے ہوئے پر آئے

در پیش جو مدّاحیِ ممدوحِ خدا ہے — تائیدِ خدا شاملِ توصیف و ثنا ہے
میں نے کفِ توحید سے وہ جام پیا ہے — اک نشّہ ہے اک کیف ہے جو آنکھوں روا ہے
الہام کا عالم جو طبیعت پہ ہے طاری
دریا مرے لہجے کے مری لَے کے ہیں جاری

کیونکر مرے شعروں میں نہ ہو لذّتِ کوثر — ہے پیرِ مغاں مولا علیؑ رندوں کا افسر
اقوالِ ہمیشہ کے بھی حل اس میں ہیں گوہر — یہ جام جو ہر جام سے بڑھ کر کہیں بہتر
آوازۂ شر تجھ کو سُنائی نہیں دے گا
کچھ اور بجز کعبہ دکھائی نہیں دے گا

آئیں گی ترے سامنے آیاتِ الٰہی — بدلے گی سپیدی سے ترے دل کی سیاہی
حاصل تجھے ہو جائے گی خورشید نگاہی — یہ مے نہ ملے گی کہیں از ماہ تا ماہی

پی لے کہ یہ مے دل کو ترے پاک بنا دے
تجھ کو رُخِ جدِّ شہِ لولاکؐ دکھا دے

خامہ ہے کہ یا کلکِ عطارد گہر افشاں — طاؤسِ ارم رقص کناں ہے سرِ فاراں
لو قافلۂ معانی سے گزرتا ہے سلیماںؑ — مجرے کو جھکی جاتی ہیں الفاظ کی پریاں
طے ہونے لگی راہِ سخن شان و شرف سے
صلوات کا غل اُٹھنے لگا چاروں طرف سے

سطریں ہیں کہ صف بستہ نگارانِ قمر بر — زیر و زبر و پیش کے پہنے ہوئے زیور
نقطوں کے چمکتے ہوئے ماتھوں پہ جھومر — یہ دائرے ہیں یا کہ خمِ ابروئے دلبر
توسیں ہیں کہ گردن میں ہیں معشوق کے بازو
ہر مد ہے کہ محبوب کے بکھرے ہوئے گیسو

بکھرے ہوئے گیسو ہیں تو دل زمزمہ خواں ہے — طولِ شبِ ہجراں نہ ظلمت کا سماں ہے
اک سیلِ سحر ہے کہ ہر سمت رواں ہے — حائل کوئی پردہ نہ رخِ یار نہاں ہے
الحمد نظر آتی ہے مطلوب کی صورت
اب سامنے آنکھوں کے ہے محبوب کی صورت

اب خواہشِ نظارۂ سیمیں ذقناں کیا — دل میں ہوس و آرزوئے گلبدناں کیا
وہ شوقِ ملاقاتِ بتانِ خود شکناں کیا — بھائے ہمیں آتشکدۂ برہمناں کیا
اب آئینۂ جاں پہ کوئی زنگ نہیں ہے

خورشید ہوں، کوئی ہو بس رنگ نہیں ہے

میں شمع کی مانند سراپائے زباں ہوں   قمری ہوں سرِ سروِ سخن زمزمہ خواں ہوں
نرگس کی طرح آج سراپا نگراں ہوں   صد شکر کہ منجملۂ صاحب نظراں ہوں

آنکھیں مری اب اُس گُلِ بطحا کی طرف ہیں
خوشبوئیں رواں جس کی سوئے طوسِ نجف ہیں

کیا پوچھتے ہو قامتِ دلدار کا عالم   لہراتا ہے کوثر پہ علیؑ والوں کا پرچم
پیشانیٔ پُر نور پہ کرنوں کی جھاجھم   خورشید کے چہرے سے برستی ہوئی شبنم

خوش ہو کے تجلّائے جبیں دیکھ رہی ہے
آئینۂ قوسین، زمیں دیکھ رہی ہے

یہ گیسوئے مشکیں ہیں کہ برسات کی راتیں   یہ وحی کی، الہام کی، نغمات کی راتیں
یہ راتیں کہ ہیں حمد و مناجات کی راتیں   خوشبو سے مہکتی ہوئی سادات کی راتیں

کعبے کی جبیں پر یہ لٹکتے ہوئے سہرے
اِن سہروں کے لائق مرے سرداروں کے چہرے

سراپا

آنکھیں ہیں کہ انوارِ الٰہی کی امیں ہیں   یہ کیسی پُر اسرار ہیں اور کتنی حسیں ہیں
پلکوں کو جو دیکھو تو کہو پردہ نشیں ہیں   یہ پُتلیاں دیکھی نہ سُنی ہیں نہ کہیں ہیں

حیران اَرِنی گوئے سرِ طُور کی آنکھیں
غلمان کی نہ ایسی ہیں کسی حُور کی آنکھیں

بینی کی بلندی سے نمایاں ہے ارادہ   کیا چہرے پہ سجتی ہے نہ کم ہے نہ زیادہ
اِک موج اُبھر کر چمنِ رُخ میں ستادہ   اِک تیر ہے تقدیر کے ترکش میں نہادہ

بینی نہیں یہ نیزۂ ہاشمؑ کی اَنی ہے
اعدا کا ہے دَم ناک میں جانوں پہ بنی ہے

ہیں سُرخیاں ہونٹوں پہ جو گُلہائے جناں کی   آواز میں شیرینیاں زمزم نفساں کی
کیا بات ہے اندازِ بیاں حُسنِ زباں کی   کیا منہ ہے جو تعریف کروں دُرجِ دہاں کی

دیکھا تو کہا ایک زباں ہو کے یہ سب نے
حضرت کا دہن موتیوں سے بھر دیا رب نے

مضبوط و کشادہ شہِ ذی شان کا سینہ   یہ معرفت و حکمت و دانش کا خزینہ
طاقت کی گواہی کو در و بامِ مدینہ   آئے نے لگا دیوؤں کو بھی ڈرہ کے پسینہ

چٹکی میں چٹانوں کو لیا اور مسل دیں
یہ بھیس ہے جو ہڈیاں پتھروں کی کچل دیں

ماں اُن کی سلیمیؓ سی ہے بانوئے طرحدار   سُلطانۂ یثرب، سرِ برگ بنی نجار
وہ حُسن کہ یوسفؑ بھی نظر آئے خریدار   ایک ایک گلی شہر کی ہے مصر کا بازار

سرتاج مگر حضرتِ ہاشمؑ سا جو پایا
آغوشِ مبارک میں یہ فرزند کھلایا

پالا ہے بڑی چاہ سے بیوہ نے پسر کو   اوجھل نہ کیا آنکھ سے اس نورِ نظر کو

سینے سے لگا رکھا سَدا لختِ جگر کو — ہر طرح بچاتی رہی ہاشمؓ کے ثمر کو
نیند آئی کسی رات نہ آرام تھا دِن کو
حضرت مُطلبؓ لے نہ گئے جب تلک ان کو

مشہور مدینے میں ہوئے شیبۃؓ الاکرام — حضرت مُطلبؓ نے رکھا عبدالمطلب نام
گر پُوچھتا کوئی کہ یہ ہے کون گُل اندام — فرماتے یہ سرکار کہ منجملۂ خدّام
حالات یہ کہتے کہ نہ غیروں کو بتا دیں ۔
بدبخت کہیں مشعلِ کعبہ نہ بُجھا دیں

یہ وہ ہیں خلیلؑ اللہ جن کے جدِ امجد — اِک پوتا علیؓ ان کا تو اِک پوتا محمدؐ
اِسلام کا اِس قامتِ بالا سے بڑھا قد — رُک جائیں جہاں پاؤں شریعت کے وہی حد
فرزندوں کو بھُولیں نہ کبھی باپ کی باتیں ۔
قرآن کے احکام بنیں آپ کی باتیں

یہ نُورِ حرم، داعیٔ حق، سیّدِ بطحا — یہ اشرف الاشراف ہیں یہ والیٔ مکّہ
سُلطانِ عرب، فخرِ عجم، کعبۂ دِلہا — پوتا ہے پیمبرؐ کوئی جبرئیلؑ کا آقا
قربان ہیں قُدسی بھی تو اس فخرِ سلَف پر
اِس جدِّ نبیؐ جدِّ شہنشاہِ نجفؑ پر

لہ پورا نام شیبۃ الحمد ہے یعنی وہ شخص جس کی حد سے زیادہ تعریف کی گئی ہو۔ دیکھئے بلوغ الادب
(جعفر طاہر)

ہے آپ کی ہر قوم و سلاطین میں تعظیم — یہ بارگہِ قدر و قضا مسندِ دِیہیم
یہ مہبطِ حق، بحرِ کرم، جامعِ تکریم — یہ مالکِ زمزم ہیں یہی ساقیٔ تسنیم
خورشیدِ ظفر، نُورِ سحر، حُسنِ قمر ہیں
یہ کعبے کا اقبال ہیں، یہ ادر بشر ہیں

یہ ماہِ جہاں تاب، یہی نیّرِ اعظم — یہ صدر نشینِ فلکِ عیسیٰؑ مریمؑ
بلقیسؑ و سلیماںؑ کے یہ آقائے مکرّم — یہ قبلۂ جاں، حاکمِ دیں، قسمتِ عالم
یہ جدِّ گرامی ہیں رسُولؐ دوسرا کے
کونین کے مختار تو بندے ہیں خُدا کے

دربار میں ہیں صاحبِ شمشیر سلامی — اہلِ ہُنر و صاحبِ تدبیر سلامی
مردانِ جگر دار و جہانگیر سلامی — عزّ و کرم و منصب و توقیر سلامی
گھر آپ کا وہ گھر ہے کہ جو بیتِ شرف ہے
حقا یہ حقیقت ہے کہ حق اِن کی طرف ہے

کیا صحبتِ اربابِ خرابات سے مطلب — کُفّار کی باتوں نہ مُلاقات سے مطلب
رہتا ہے مُناجات و تحیّات سے مطلب — رکھتے ہی نہیں یہ ہُبل و لات سے مطلب
وہ اور ہیں جو پُوجتے رہتے ہیں بُتوں کو
پروان چڑھاتے ہیں یہ رحمت کی رُتوں کو

اللہ کو محبُوب، یہ اسلوب یہ انداز — قرآن سے آتی رہے گی آپ کی آواز

مردانِ سرافراز میں یہ صاحبِ اعجاز　　اور گود میں وہ بچہ جو نبیوں میں ہے ممتاز

ہاتھوں میں جو سرکار کی مولودِ حسیںؑ ہے
قرآن اُٹھائے ہوئے جبریلؑ امیں ہے

ہے سامنے کعبے کے جو سرکارؐ کی مسند　　بیٹھے کوئی کیسے کہ ہے سردار کی مسند
یہ جدِّ پیمبرؐ کی، جگر دار کی مسند　　یہ حیدرِؑ کرّار کے سالار کی مسند

یہ بارہ پسر پھرے پہ تلواریں اُٹھائے
وہ آئے اِدھر جس کو اجل کھینچ کے لائے

یہ حاکمِ اقلیمِ فصیحانِ عرب ہیں　　لہجے میں کھنک ایسی کہ دل محوِ طرب ہے
نقّادِ ہنر، جوہریٔ شعر و ادب ہیں　　یہ منبرِ کونین کی زینت کا سبب ہیں

تبسم　الفاظ کفِ گُل پہ چمکتے ہوئے موتی
رہ رہ کے یہ بجتے یہ برستے ہوئے موتی

آلودۂ عصیاں ہوئی طفلی نہ جوانی　　رہ رہ کے صحیفوں سے یہ توحید بیانی
یہ دینِ براہیمؑ کی تبلیغ بیانی　　اصنام کے سینے نظر آتے ہیں دُخانی

یہ تیرگیٔ کُفر کی پروا نہیں کرتے
سُورج کی طرح رات کا یہ دَم نہیں بھرتے

یہ مدرکہؑ و نضرؑ و خزیمہؑ کی ہیں اولاد　　ہیں کعب و لوئیؑ غالبؑ بن فہر سے اجداد
یہ جاہ و جلال و حشمِ شرع کی بُنیاد　　ہے زیرِ نگیں کشورِ دیں، عالمِ ایجاد

لہ کعبے کے آگے سب سے صرف آپ ہی کے لئے مسند بچھائی گئی۔ (طابر)

عدنانؑ کی تلوار لٹکتی ہے کمر میں
انگشتریاں نوحؑ کی ہیں دستِ ہُنر میں

پیراہنِ یُوسفؑ بھی ہے زیبِ تنِ اطہر　　دستارِ خلیل اللہ کا تاج ہے سر پر
پاؤں میں ہیں یعقوبؑ کی نعلینِ منوّر　　اورنگِ سلیمانؑ سے مُصلّا کہیں بہتر

ہو جنگ بھی تو رحمتِ باری پہ نظر ہے
جوشن ہے نہ تلوار، نہ بکتر نہ سپر ہے

کعبے پہ ابرہہؑ کی چڑھائی کا وہ منظر　　رہ رہ کے وہ چنگھاڑتے فیلانِ گراں سر
وہ فوجِ سیہ کار، وہ اِک لاکھ کا لشکر　　فاراں پہ اِدھر محوِ دُعا جدِّ پیمبرؐ

مردانِ جگر دار کا دل ڈول رہا ہے
میدانِ قیامت ہے کہ رَن بول رہا ہے

کہسار ہیں اِس فوج کی آنکھوں میں پرِکاہ　　ہے شاہ کے ہمراہ رواں لشکرِ گُمراہ
اللہ رے یہ پاک نظر سیّدِ ذی جاہ　　دیکھا جو دُعا مانگ کے العظمتُ لِلّٰہ

چڑیوں نے چبا ڈالے عدو چشم زدن میں
ہاتھی ہیں نہ گھوڑے ہیں نہ رُوحیں رہیں تن میں

اِک آن میں یہ لشکرِ باطل کی تباہی　　فوجیں نہ رسالے نہ صفیں ہیں نہ سپاہی
وہ کوکبۂ شاہ نہ وہ سطوتِ شاہی　　پاؤں پہ گرا اور اماں جان کی چاہی

لہ یمن کا حبشی بادشاہ

ناکامی ہے چہرے سے عیاں داغ کی صُورت
گُم کردہ نشیمن ہے کسی زاغ کی صُورت

اس رزمِ یگانہ کی ہے قرآں میں تصدیق — تائید کو ہیں عدی و مخزوم کے صدّیقؓ
اللہ رے یہ فتح و ظفر، ہمّت و توفیق — اک حرفِ دُعا روند گیا لشکرِ زندیق

تُو اِن کو مگر پھر بھی مُسلماں نہ کہے گا
ایمان تو لایا ہے یہ کافر ہی مرے گا

یہ بیشۂ ہاشمؑ کے ہیں وہ شیرِ ببر نَر — پہچانتے ہیں ان کو عرب موں کہ وہ بربر
چاہیں تو کھُلے اِن کے لئے گنبدِ بے دَر — چاہیں تو کریں قطرۂ شبنم کو سمندر

یہ قافِ عنایات یہ اعرافِ کرم ہیں
مندر کے چراغ اور ہیں یہ نُورِ حرم ہیں

یہ چارہ گرِ درد ہیں دُنیا کو خبر ہے — یہ خاکِ کفِ پا ہے کہ اکسیرِ نظر ہے
لِیلافِ قریشٍ سے عیاں شان پہ ہے — الفیل کی سُورت ہے کہ تعریفِ پسر ہے

یہ صادق و صدّیق و امامِ صُدَفا ہیں
یہ مسجدِ اقصیٰ، یہی مروہ و صفا ہیں

آئینِ طواف اور سقایت کے بنائے — سَو اُونٹ دِیتِ قتل کی حضرت نے بتائے[1]
دے خُمس اگر مال و خزانہ کوئی پائے — زمزم پہ کوئی شخص بھی قبضہ نہ جتائے

ہو مادرِ بیوہ سے نہ فرزند کی شادی

ہر بات بنی حُکمِ خداؐ، واہ رے ہادی

یہ ملّتِ فردوسیاں کے فرمانروا ہیں — یہ دیدۂ حق بیں ہیں یہی راہ نُما ہیں
یہ عقلِ معظّم ہیں یہی عقدہ کُشا ہیں — یہ قاضیٔ دیں کاتبِ دیوانِ قضا ہیں

ان سا کوئی ہوگا نہ کوئی ہے نہ کوئی تھا
یہ مالکِ امروز ہیں یہ حاکمِ فردا

اے جدِّ پیمبرؐ اے امامِ اولی الابصار — اے راس و رئیس و سَرو سالار و جہاندار
اے خاطرِ بے خاطراں تسکینِ دلِ زار — میں شاعرِ بے مایہ خطا کار و گنہ گار

سب دیکھ چکا سیف و سناں طبل و علَم بھی
مانگے ہے گدا مملکتِ لوح و قلم بھی

---

[1] آپ نے شوطِ حرم کی تعداد سات مقرر کی۔ دِیتِ قتل سو اونٹ مقرر فرمائے۔ سقایۂ حجاج مقرر فرمایا۔ خُمس کا حکم دیا۔ اور مرحوم باپ کی بیوہ یا مدخولہ سے فرزندوں کا نکاح حرام ٹھہرایا۔ قرآن شریف نے آپ کے ان احکامات کو برقرار رکھا اور حضرت عبدالمطلب کی جاری کردہ پانچ سنّتیں شریعتِ الٰہیہ کا حکم بن گئیں۔ طابر



غزل

دین وایمان کی اتنی بھی تجارت نہ کرو ✽ صبرِ ایثارِ حُسینی کو تو غارت نہ کرو
خُونِ سادات سے آرائشِ خانہ کیسی ✽ بے کفن لاشوں پہ تعمیرِ عمارت نہ کرو
مےٗ گُل رنگ پیو شرط مگر اتنی ہے ✽ تم اِسے بادہ کوثر سے عبارت نہ کرو
فرق آیات وحکایات کا ملحوظ رکھو ✽ سرِ منبر کوئی ناپاک جسارت نہ کرو
تم سمجھ سکتے نہیں سرّ عفافِ ملکوت ✽ جب تلک ساقیٔ کوثر کی زیارت نہ کرو
جب تلک کرسیٔ زرّیں ہو نہ مسند موجود ✽ مجلسِ شامِ غریباں کی صدارت نہ کرو
ہم فقیرانِ تہی مایہ کا دِل ڈرتا ہے ✽ اِس قدر تذکرۂ شانِ امارت نہ کرو
شوق سے محفلوں میں آیۂ تطہیر پڑھو ✽ کیا کہوں ذکر سے پہلے جو طہارت نہ کرو
ذاکرو، فِتنہ گرو، شعبدہ بازو، خاموش! ✽ کارِ شبّیرؑ کو اِس طرح اکارت نہ کرو
غمکدے آج بنے جاتے ہیں جلوہ گاہیں ✽ اور لوگوں سے یہ کہنا کہ شرارت نہ کرو

کربلا والوں کا اعلان ہے جعفر طاہر
دُشمنِ دین کو تم دین کی پارٹی نہ کرو

نگہبانِ رسالتؑ

ناصحِ رسُولِ معظّم، شمعِ ہدایت
پیشوائے طریقت، نگہبانِ رسالت

حضرت ابوطالب علیہ السّلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح حضرت ابو طالب علیہ السلام

دیکھے ہیں زمانے میں کئی قیصر و جم بھی
دارا بھی، سکندر بھی، ملوکانِ اُمم بھی
دیکھے ہیں کئی صاحبِ اورنگِ فلک رنگ
فیل و فرس و نوبت و ناقوس و علَم بھی
دیکھے ہیں کئی خسرو و خاقان و خدیور
خیل و خدم و خرمن خرگاہ و خیَم بھی
دیکھا ہے کبھی رقص میں زہرہ صفتوں کو
سنتے ہی رہے مطربِ ناہید نغم بھی
دیکھی ہیں غزالوں کی فسوں ساز ادائیں
وہ طرزِ خرام و روشِ رغبت و رَم بھی
دیکھا ہے کبھی جلوۂ طاؤس چمن میں
کھلتے ہوئے دیکھے ہیں بہاروں کے علَم بھی

معلوم ہے نیک و بدِ عالم ہمیں معلوم
دیکھے ہیں صحیفے بھی، کتابیں بھی حِکَم بھی
تاریخ کے ہر موڑ سے واقف ہیں نگاہیں
چومے ہیں کسی کاکلِ پُرپیچ کے خم بھی
کاندھے پہ رہا ہے علَمِ نصرت و اقبال
ہاتھوں میں رہا طُرّۂ دستارِ صنم بھی
(دیکھی ہے نوا مندیٔ مے خانۂ دوراں
ہیں ساقیٔ کوثر کے پرستاروں میں ہم بھی
اے ابلقِ ایّام اسی موڑ پہ رُک جا
اے عمرِ رواں ٹھہر، ذرا دیر کو تھم بھی)
آ دیکھ ابرہہ کی یہ کعبے پہ چڑھائی
للکار کے بڑھتے ہوئے دیوانِ دژم بھی
تیغیں، یہ سنانیں، یہ کمندیں، یہ کمانیں
ساطور و تبرزیں بھی، کٹاریں بھی، بلَم بھی
یہ سروِ سرافرازِ حرم یکّہ و تنہا
یہ ایک جواں ہیچ سمجھتا ہے پدم بھی

کعبے کے گرانے کو بڑھے فیلِ فلک تاز
وہ دستِ دعا اُٹھے، کیا طوفِ حرم بھی
ایک ایک ابابیل کے پنجوں میں یہ سجّیل
یہ صنعتِ باری کے برستے ہوئے بم بھی
چار آئینہ و مغفر و بکتر نہ سپر ہیں
جوشن ہیں نہ زرہیں نہ لبے خود و علَم بھی
یہ جدِّ گرامی ہیں نبیؐ اور علیؑ کے
قرآن کو پڑھ، واقدی و ابنِ حزم بھی
اِس گھر کی فضا اور، ہوا اور، ضیا اور
اِس گھر کی روایات، حکایاتِ حرم بھی
قصرِ ابوطالبؑ کی زیارت پہ ہو نازاں
آحضرتِ عمرانؑ کے چومیں تو قدم بھی
یہ قبلۂ حاجات ہیں یہ کعبۂ اعمال
سلطانِ عرب، فخرِ ملوکانِ عجم بھی
ضرغامِ عرب، ضامنِ حق، ضیغمِ اسلام
یہ مطّلبی، حضرتِ ہاشمؑ کا حشم بھی

توصیف — کیا خوش لقبی ذی نسبی ذی حسبی ہے
تعظیم کی ہے ایک سے اِک وجہِ اتم بھی
یہ منتخبِ سلسلۂ ہاشمیاں ہیں
سردارِ دو عالمؐ کے گھرانے کا بھرم بھی
یہ اشرف الاشراف ہیں سرتاج کریاں
پہچانتے ہیں اُن کو حطیمؑ اور حطم بھی
سراپا — یہ قد ہے کہ توحید کا کھلتا ہوا پرچم
چہرے پہ فدا تازگیٔ صبحِ ارم بھی
یہ آنکھ ہے جو چشمۂ کوثر کی خبر دے
مستوں کے لئے عام ہے صہبائے کرم بھی
یہ ہونٹ کہ ہنس ہنس کے جنہیں پھول دعا دیں
یہ زلف کہ شاداب ہوئی شامِ الم بھی
سیرت — گفتار ہے مومن کے لئے بادۂ فردوس
دشمن کو یہی جام ہوا ساغرِ سم بھی
رفتار کہ چلتا ہوا کعبہ نظر آیا
رہ رہ کے رُکا جاتا ہے جبریلؑ کا دم بھی

ہے ڈاب میں تلوار یا بجلی ہے کمر میں
شانوں پہ کماں جس پہ فدا مُرغِ حرم بھی
یہ وہ ہیں کہ اسلام پہ احسان ہیں جن کے
یہ وہ ہیں کہ پُوجیں جنہیں کعبے کے صنم بھی
شعبِ ابوطالبؑ ہے فزوں نورِ حرا سے
سرکارِ دو عالمؐ نے لیا اس میں جنم بھی
کی پرورش و تربیتِ سرورِ کونین
اس نور کا ہے نخلِ نبوّت پہ کرم بھی
شعبِ ابوطالبؑ میں رہے تین برس تک
بیٹوں کی ہے پروا نہ ہلاکت کا ہے غم بھی
اِک رات میں رہ رہ کے وہ بستر کا بدلنا
وہ گھات میں بیٹھے ہوئے اربابِ ستم بھی
راتوں کو سرِ بسترِ سرورؐ جو ہیں پہرے
آیا ہے رُخِ پاک و گرامی پہ وَرَم بھی
یہ تیر و کماں تیغ و سپر بھی ہیں نبیؐ کے
حاضر سر و سینہ تو کبھی پُشت و شکم بھی

سینے سے لگائے ہوئے بیٹھے ہیں نبیؐ کو
قوسین بنے جاتے ہیں باہوں کے یہ خم بھی
یہ رُعب کہ لرزاں ہیں مغیرہ ہو کہ عتبہ
ترساں ابوسفیان و ابوجہل و حکم بھی
اعشیٰ سا بھی شاعر ہے شرافت کا ثنا خواں
تو بھول گیا فرزدق و ابنِ غنم بھی
کہنے لگا رو رو کے یہ عزّہ سے کثیر
یہ راس و رئیسِ عرب و اہلِ ہمم بھی
چھوڑوں پہ کبھی عطر لگایا نہیں کرتے
تعریف کے محتاج نہیں اہلِ حرم بھی
آبائے پیمبرؐ کبھی کافر نہیں ہوتے
اِس بات پہ ایماں بھی ہے اجماعِ اُمم بھی
بُنیاد ہو ناپاک تو ناپاک ہے تعمیر
وہ قصرِ خلافت ہو کہ مسجد کہ حرم بھی
پھر کہف کے اصحابؑ کا ایماں بھی ہے معلوم
مومن تھے مگر کفر کا بھرتے رہے دم بھی

اللہ نے دو چند جزا اُن کو عطا کی
قطمیر سے کُتّے کو ملا باغِ اِرم بھی
عمرآن کے ایمان کی صورت بھی یہی ہے
ورنہ وہ عقیدے میں کسی سے نہیں کم بھی
اعمال کی بنیاد عقیدے پہ ہے قائم
درکارِ عقیدت کو نہیں قول و قسم بھی
عمرآن کے بیٹوں کی بھی تعریف کروں کیا
غزوات کے حالات ہیں قرآں میں رقم بھی
جانباز و جگردار و جری جعفرِ طیّار
موتے کی طرف دیکھ چلی تیغِ دو دم بھی
یہ صف شکنی، تیغ زنی، گُل بدنی دیکھ
یہ دستِ بُریدہ ہیں کہ والنُّون و قلم بھی
شہبازِ قضا، نازِ بقا ہے تو علیؑ ہے
یکساں ہیں نگاہوں میں حدوث اور قدم بھی
یہ بدر ہے، یہ اُحد ہے یہ خندق و خیبر
وہ کشتوں کے پشتے ہیں سرِ بیرِ الم بھی

لیکن تجھے کچھ بھی تو دکھائی نہیں دیتا
یکساں ہیں نگاہوں میں تری مدحت و ذم بھی
معشوق ہی وہ کیا ہے جو کج فہم نہیں ہے
اے یارِ پری چہرہ نہ گھبرائیں گے ہم بھی
اِک اور بھی منظر ہے جو دیکھے تو دکھاؤں
نکلا سرِ زمزم وہ مہِ چاردہم بھی
رہ رہ کے مہکنے لگیں بطحا کی فضائیں
یہ قصرِ خدیجہؓ میں ہیں سب لوگ بہم بھی
دُولھا بنے بیٹھے ہیں شہنشاہِ دو عالم
لُٹتے ہیں زر و زیور و دینار و درم بھی
انوارِ الٰہی کا رُخِ پاک پہ سہرا
یہ صلِّ علیٰ پڑھتے ہوئے ذرّ و نسیم بھی
ہیں قاضیِ اقلیمِ قضا حضرتِ عمرانؑ
ہیں وردِ زباں دین کے آئین و حکم بھی
پڑھنے لگے سرکارِ دو عالم کا وہ خطبہ
وہ جھوم رہے ہیں در و دیوارِ حرم بھی

یہ آلِ براہیمؑ کا پُر لطف قصیدہ
ہیں وجد میں اربابِ سخن اہلِ قلم بھی
جو لفظ ہے وہ معرفتِ باری کا مظہر
تاریخ کے سینے پہ یہ خطبہ ہے رقم بھی
یہ کُفر کی باتیں ہیں تو ایمان ہے کیا چیز
یہ شرک اگر ہے تو مسلماں نہیں ہم بھی
یہ کس کے جنازے پہ ہیں گریاں شہِ کونینؐ
آنکھیں ہیں رسُولانِ اولوالعزم کی نم بھی
روتے ہیں علیؑ نوحہ کناں ہیں بنی ہاشم
سرکارؐ پہ تو ٹوٹ پڑا کوہِ اَلم بھی
اَب کوئی نہیں درد بٹائے جو نبیؐ کا
عمّو کی طرح کون کرے چارۂ غم بھی
رخصت ہوئے دُنیا سے اُدھر نیّرِ بطحا
مکّے سے روانہ ہوئے سالارِ اُمم بھی
عمرانؑ کی عظمت کو عیاں کرگئی ہجرت
یہ باب ہے تاریخِ نبوّت کا اہم بھی

زندیق ہے جو حفظِ مراتب نہیں کرتا
واجب ہے کہ اُس شخص پہ لعنت کریں ہم بھی
عمرانؑ کو مُشرک کہے شبیرؑ کو باغی
تو بُغضِ علیؑ میں ہُوا جل جل کے بھسم بھی
عمرانؑ سے ذی شان پہ یہ کُفر کا بُہتان
خاموش نہ کُھل جائے ترے گھر کا بھرم بھی
نُور ایک، نسب ایک حسب ایک شرف ایک
بابا ہیں علیؑ کے تو محمدؐ کے یہ عم بھی
اِس نُور سے روشن ہیں وجُود اور عدم بھی
قندیلِ سرِ عرش یہ مصباحِ ظُلَم بھی
بتلا کہ بہُو کِس کی بنیں مریمِؑ بطحا؟
بتلا کہ پسر کس کا ہے مولُودِ حَرم بھی؟
بتلا کہ حسنؑ کِس کا ہے فرزندِ گرامی؟
ہے کون جو ہنس ہنس کے پئے ساغرِ سم بھی؟
بتلا کہ حُسینؑ ابنِ علیؑ کِس کا ہے پوتا؟
ہے کِس کا لہُو سُرخیٔ رُخسارِ حرم بھی؟

پروانۂ توحید و نگہبانِ رسالت
سر بارہ اماموں کے ہیں دربار میں خم بھی

یا حضرتِ عمرانؑ نظرِ فیض خدارا
محرابِ دُعا آپ کا ہر نقشِ قدم بھی

سرچشمۂ توفیق سے محرُوم رہوں کیوں
دے حُسنِ بیاں لُطف زباں زورِ قلم بھی

میں تیرا ثناگر، تری اولاد کا شاعر
حسّانِ حُسینؑ ابنِ علیؑ پر ہو کرم بھی

میں تیرا غزل خواں تیرا جعفر تیرا طاہر
حق تیرے سُخن ور کا ہے تمغہ بھی عَلَم بھی



اس قصیدے پر جشن ابوطالب علیہ السلام لاہور میں شاعری کا اوّل انعام قصر ابوطالبؑ سمن آباد میں عطا کیا گیا۔ جھنگ میں بزم توقیر ابوطالبؑ کے زیر اہتمام رؤسائے جھنگ اور مومنین کے مجمع میں "سید الکلام" کا خطاب دیا گیا۔ دستار بندی حضرت شیر افضل جعفری کے مبارک ہاتھوں سے کی گئی۔

حُورِ حَرم

محسنۂ اسلام، مونس و غمگسارِ رسُول
حُورِ حَرم حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ
علیہا السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جدۃ الحسنؑ والحسینؑ، سیدۃ الکونین، اُمّ المومنین

سیدۃ النساء العٰلمین حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام

اے مملکتِ دین کی سُلطانۂ خوددار ❊ حاجب ترا جبرئیلؑ علیؑ تیرا سپہدار
توحید و نبوّت کو تری ذات پہ سو ناز ❊ اسلام ترے لُطف و کرم سے ہے گران بار
تو ہمسرِ[1] شاہنشہِ لولاکؐ لما ہے ❊ مخدومۂ کونینؑ و انیسِ شہِ ابرارؐ
آراستہ تجھ سے ہے شبستانِ محمدؐ ❊ روشن ترے جلووں سے حرم کے در و دیوار
کیا جلوۂ خورشید و جمالِ مہ و پروین ❊ ہر نقشِ کفِ پا ہے ترا مشرقِ انوار
کیا تابِ تجلائے جلالت کوئی لائے ❊ وہ موسیٰؑ عمراں ہو کہ وہ طورِ سا کہسار
پاؤں میں حریرِ فلکِ العرشِ معظّم ❊ خدامِ کمر بستہ ترے ثابت و سیّار
اوصافِ الٰہی کا ہے تیرا زر و زیور ❊ تقدیس و طہارت سی کنیزانِ پرستار
ابریشم و زربفتِ شرافت کی ردائیں ❊ وہ تیری قبائیں جو ہوئیں خلد میں تیّار
وہ اطلسِ عصمت کے سراویلِ مبارک ❊ وہ شبنمِ عفّت کے سراندازِ سُبک بار
مشکوئے پیمبرؐ ہے تری ذات سے آباد ❊ حرمین کی حُرمت، حرمِ احمدِؐ مختار
تو بحرِ زُلالِ کرم و لُطف و کرامات ❊ مقدارِ عنایات میں تو قلزمِ زخّار

[1] ہمسر بمعنی زوجہ (طاہر)

تُو دیدۂ تحقیق ہے تُو نُورِ بصیرت ❊ آنکھوں میں تری تختۂ تقدیر کے اسرار
والفجر کی تنویر ہے پیشانیٔ پُرنُور ❊ واللیل نقابِ رُخِ اقدس کا ہر اک تار
وہ ناقۂ تخلیق پہ دو محملِ زرکار ❊ ہیں ایک میں سرتاجِ رُسُلؐ ایک میں سرکار
کیا آئے نظر تیرے مراتب کی بلندی ❊ آفاق ترے پائے مبارک پہ نگوں سار
تو ہیبت و عزّ و شرف و شانِ خویلد ❊ اقبالِ مشیّت کا ہے پیمانۂ اظہار
تو بنتِ عرب، دُخترِ پاکیزۂ آدمؑ ❊ حُورانِ ارم زاد تری حاشیہ بردار
ہمخوابہ و ہمراز و رفیقِ شہِ والا ❊ ہمدرد و ندیمِ شبِ تنہائی و غم خوار
تو آبروئے محتشمانِ بطحا ہے ❊ تو ناوکِ غیرت ہے شریعت کی ہے تلوار
اصنام و صنادید کے سر خم ترے آگے ❊ تسلیم کو جھکتے ہوئے یہ شہر کے سردار
یہ صدق و صفا، شرم و حیا بخشش و انعام ❊ یہ شیوۂ اکرام کسی اور میں دُشوار
ہیں یاد زمانے کو وہ ایّامِ امارت ❊ نوکر تری سرکار میں سوداگر و تجّار
وہ اسّی ہزار اونٹ پہ پئے مالِ تجارت ❊ وہ میسرہ و نافع کے اُڑتے ہوئے رہوار
اشیائے گراں دام کے وہ خرمن و خروار ❊ وہ زینتِ ہر شہر تو زیبائشِ امصار
شام و یمن و روم کی جانب ہیں روانہ ❊ اُونٹوں کی قطاریں تری دولت کے یہ انبار
معمور ترے مال سے ہیں مصر و فلسطین ❊ اسباب سے آرائشِ ہر خانہ و بازار
ایران و عراق و حبش و زنج میں ہے دھوم ❊ ہر مرکزِ مشہور میں پھرتے ہیں خریدار
موجود زر و سیم کے وہ گھر میں خزانے ❊ بٹتے ہوئے خیرات میں وہ درہم و دینار

شادی میں غلاموں کو دیئے قصر نگاریں ٭ بخشے وہ کنیزوں کو شبستانِ طلاکار
پھر دین کی خدمت میں لُٹائے زر و زیور ٭ ہاتھوں میں نہ چھلّا ہے نہ گردن میں کوئی ہار
سرمایۂ تسکین ہے شوہر کی چٹائی ٭ دَولت کے تماشوں سے شب و روز ہے انکار
آنکھوں سے لگاتی ہیں مُصلّائے پیمبرؐ ٭ دِل مسند و قالینِ بُخارا سے ہے بیزار
آرام کی خاطر کوئی تکیہ بھی نہیں ہے ٭ یہ شانِ غنا بالش و بستر نہیں درکار
اِک ظرفِ وضو حاصلِ صد گنج و گُہر ہے ٭ اب طشتِ زر و سیم نہ گُل رنگ سماوار
اِک نانِ جویں ہے من و سلویٰ سے فزوں تر ٭ ہے خوانِ کرم گھر میں کھجوریں ہیں جو دو چار
اَلعَظمَتُ لِلّٰہ، تبارک و تعالیٰ ٭ یہ ملکۂ فردوس، پیمبرؐ کی وفادار
عوراتِ زمانہ سے ہو کیا آپ کو نسبت ٭ ویرانۂ پُرخار، کہاں گُلشنِ بے خار
ہے کون کہ جو رنج میں یوں صبر دکھائے ٭ وہ صبر جسے صبر کہیں سیّدۂ صبّار
فاقوں میں بھی اَلحمد کے نغمے ہیں زباں پر ٭ دِل بادۂ توحید سے ہے یاس میں سرشار
کیا دامنِ عصمت پہ بھلا مَیلِ معاصی ٭ انوار کے چہرے پہ کہاں گرد کے آثار
تُو خلوتیٔ انجمنِ خواجۂ کونین ٭ انگشتِ نبوّت میں ہے تُو خاتمِ شہوار
تُو حُرمتِ یٰسینؐ و مزمّلؐ ہے بجا ہے ٭ آدابِ رسالت سے ترا دِل ہے خبردار
تُو چارہ و تدبیر و دوائے دلِ حضرتؐ ٭ تسکینِ پریشانیٔ آقائے جہاندار
اُس وقت دیا ساتھ نبیؐ پاک کا تُو نے ٭ تھا بانیٔ اِسلام پہ جب نرغۂ کُفّار
شعبِ ابی طالبؑ میں رہیں تین برس تک ٭ وہ عزم کہ دم توڑ گئی ظُلم کی یلغار

ایمان کے افلاک پہ تُو پہلی سحر ہے ٭ تُو روشنیٔ دیدہ و دِل، دولتِ ابصار
تُو پہلی گھٹا ہے کہ جو برسی سرِ کعبہ ٭ دیتے ہیں دُعائیں تجھے مےخوار و سیہ کار
ہر چند کہ اُمّت کی ہیں نوادر بھی مائیں ٭ وہ صاحبِ دِل، نیک نظر، صاحبِ کردار
ایمان، کہ ہیں واجبِ تعظیم و اطاعت ٭ میں کون ہوں تعریف سے کیوں آئے مجھے عار
حاصل ہے تری ذات کو اِن سب پہ فضیلت ٭ تُو پہلی مسلمان برُوئے صفِ پیکار
تُو مومنۂ اوّل و صدّیقۂ کُبریٰ ٭ تُو حجّتِ عظمیٰ ہے مگر خلق گُنہ گار
تُو سیّدِ والا کی دُلہن پہلی دُلہن ہے ٭ تُو محرمیٔ سِرِّ ازل واقفِ اخبار
تُو فاطمۂ زہراؑ کی ہے ماں یہ بھی شرف ہے ٭ عبداللہؓ و قاسمؓ بھی ہیں تیرے گُل و اثمار
تُو حضرتِ عبداللہؓ و عمرانؓ کی بہو ہے ٭ ہے رُوئے مکرّم پہ ترے دامنِ ستّار
تُو سیّدِ حمزہؓ و طالبؓ ہے زہے شان ٭ دیکھیں تو جھکا دیتے ہیں سر جعفرِؓ طیّار
ظاہر ہے تری تربیّت و پرورشِ پاک ٭ پروان ترے گھر میں چڑھا حیدرِؓ کرّار
خدّامِ ادب بوذرؓ و سلمانؓ ہوں کہ مقدادؓ ٭ درباں درِ دولت پہ سدا یاسرؓ و عمّارؓ
وہ ادر ہیں جن میں ہو تنافر کہ تفاخر ٭ تُو جوہرِ اخلاق ہے آئینۂ اطوار
ہے کون کہ میقات و مناسک پہ ہو نازاں ٭ پاؤں میں رواں جس کے رہیں خُلد کی انہار
وہ خوش قدمی خندہ خرامی سرِ زمزم ٭ کوثر میں رواں کشتیٔ مہتابِ ضیا بار
آنکھوں سے طلب رنگ کرے سُرمۂ گیتی ٭ ہے تازگیٔ شامِ ابد زلف کی مہکار
گر دُھوپ میں ٹھہریں تو پیمبرؐ کو گماں ہو ٭ الماس کے میداں میں ہے یاقُوت کا پیکار

حُورانِ بہشتی کی نگاہیں نہیں اُٹھتیں ÷ کیا شے ہیں بُتانِ حَلب و خلخ و فرخار
وہ تمکنت و رعب و جلالِ رُخِ اقدس ÷ خدمت میں سرِ عرشِ اجل ابحل ہے ناچار
نسبت نہیں کوئی بھی حسینانِ جہاں سے ÷ تُو نُور کا دریا ہے تو وہ آتش و آزار
تُو پیکرِ تسلیم و رضا، اوجِ وفا ہے ÷ عوراتِ زمانہ میں کئی غادر و غدّار
جاں سوزی و دیں سازی و شکرانۂ رحمت ÷ تعریف کناں مریمؑ و حوّاؑ سی نکوکار
ایمان تو پاکیزگیٔ فکر کا ہے نام ÷ ہو دل میں سیاہی تو عبث چہرۂ گلنار
بیٹی سے تری سلسلۂ آلِ پیمبرؐ ÷ عترت کو تری مان گئے عترتِ اطہار
شہبانوئے سُلطانِ جہاں ہیں ترے قربان ÷ مشکل ہے تری ریس کرے کوئی جگرخوار
جاروب کشِ بارگہِ پاک ہیں قدسی ÷ جبرئیلؑ کو دربانیٔ در سے ہے سروکار
تاریخ کو اس بات سے انکار نہیں ہے ÷ تو کشتیٔ اسلام کا پتوار ہے، پتوار
خود سرورِ عالمؐ تری ہمّت کے ثناخواں ÷ ہر طرح کی تحسین و ستائش ہے سزاوار
اصحابِ گرامی ہیں ترے لُطف کے ممنون ÷ ہے بارہ اماموں کو ترے فیض کا اقرار
یہ جُود و کرم دیکھا نہ بلقیسؓ سبا میں ÷ دیکھا نہیں یہ آسیہؓ مصر میں ایثار
اے رمز شناسِ شہِ والا دلِ دانا ÷ اے زوجۂ سالارِ اُمم عاقل و ہشیار
اے جدّۂ ذی جاہِ بنی فاطمہؓ تسلیم ÷ پڑھتا ہے قصیدہ ترا شاعر سرِ دربار
حاضر ہیں یہاں دیکھتا ہُوں کتنے سُخنور ÷ سعدیؒ و سنائیؒ ہوں کہ وہ رومیؒ و عطّارؒ
فردوسیؒ و خاقانیؒ و قاآنیؒ و حافظ ÷ الفاظ و معانی کی اقالیم کے دارار

یہ عالیؒ و عُرفیؒ و نظیریؒ و ظہوریؒ ÷ حاصل ہے جنہیں دیدۂ روشن دلِ بیدار
یہ داورِ اقلیمِ ہُنر حضرتِ سوداؒ ÷ غالبؒ سا ہمائے فلکِ رفعتِ افکار
بیٹھے ہیں انیسؒ اور دبیرؒ سُخن آرا ÷ یہ ابرِ گراں دُرد گُہر پاش و گُہربار
لیکن مجھے آموختہ ناموختہ سب ایک ÷ لہجہ ہے نہ آواز نہ آہنگ نہ ہنجار
یہ نعرۂ مستانۂ مجذوبِ سُخن ہے ÷ کیا حُسنِ بیاں لُطفِ زباں لذّتِ گُفتار
کلیوں کا ترنّم نہ ستاروں کا تبسّم ÷ یہ زمزمۂ دل ہے نہیں شبنمِ اشعار
ہُدہُد کو ترے در سے ملا تاجِ سُلیمانؑ ÷ طاؤس کو انعام کیا خلعتِ گلزار
بُلبل نے اَلاپا جو ستائش کا ترانہ ÷ بخشے ہیں گُلِ سُرخ پئے زینتِ منقار
(ہاں زاغِ بیاباں کی بھی اک اپنی زباں ہے ÷ جاہل کا بھی ہے ایک طریقہ پئے اظہار
شامل نہ سہی نغمہ سرایانِ چمن میں ÷ فطرت نے عطا کی ہے مجھے اُلفتِ گلزار
اس مورِ فرومایہ کو ہمدوشِ ہما کر ÷ بے بال و پری چشمِ کرم کی ہے طلبگار

میں آہوئے صحرائے ہُنر زخمی و تنہا
ہُوں مرہمِ الطاف و مدارا کا سزاوار

○

غزل

مہک رہا ہے بہشتِ رسولؐ کیا کہنا ‏ حریمِ حسنِ علیؑ و بتولؑ کیا کہنا
صبائے خیر و نسیمِ بہار کے نغمے ‏ حسنؑ حسینؑ سے دامن میں پھول کیا کہنا
یہ سیلِ نور میں ڈوبی ہوئی فضائے وجود ‏ کوئی ملال نہ کوئی ملول کیا کہنا
نظر کے سامنے ہے آستانِ عفت و ناز ‏ مری دعا کا یہ حسنِ قبول کیا کہنا
نجف کی شام یہ ذوقِ دعا یہ لطفِ دُرُود ‏ یہ دشتِ درد کی چہرے پہ دھول کیا کہنا
یہ رازدارِ وفا، یہ جھکی جھکی نظریں ‏ محبتوں کے نرالے اصول کیا کہنا
یہاں یہ ذوقِ نظر کو ملا وہ صبر و قرار ‏ گلے فراقِ بتاں کے فضول کیا کہنا

علیؑ کا ہاتھ میں دامن ہے پاؤں میں کونین
ستم گئے ہیں زمانے کے بھول کیا کہنا

گوہرِ نبوت

مخدومۂ دو جہاں، معصومۂ آخر الزماں

حورۂ انسیہ، گوہرِ نبوت

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح سیّدہ فاطمہ زہرا علیہ السلام

اے وقارِ دولتِ کبریا، اے بہارِ کشورِ مصطفےٰؐ
اے فروغِ دیدۂ انبیا، اے سرورِ سینۂ مجتبےٰؑ
اے نسیمِ گلشنِ انّما، اے شمیمِ جنّتِ ہل اتےٰ
تو کہ شاہزادیٔ دین ہے دل و جانِ مریمؑ و ہاجرہؑ
تری عظمتوں، تری عزّتوں پہ گواہ یومِ مباہلہ
تری ذات حرمتِ لا الٰہ ثبوتِ قالوا بلیٰ بلےٰ
تو نوائے نطقِ پیمبری، ترا لحن لحنِ شہِ ہُدیٰ
تو ضمیرِ خالقِ دو جہاں کی صدا، زبانِ دلِ رضا
یہ مجال شمس و قمر کہاں کہ وہ دیکھ لیں ترا نقشِ پا
ترا اسم پاک ہے فاطمہؑ تو نبیؐ کا گوہرِ بے بہا
ترے نور سے ہے نمودِ ماہ و نجوم و جلوۂ کہکشاں
ہیں فرازِ عرش سے تا حرم ترے نور ہی کی تجلّیاں
یہ تری جبینِ کرم کی جوت کہ جگمگا گئے آسماں

لب جو بار یہ چاندنی مر کو ہسار یہ بجلیاں!
ترے نور کی یہ سحر نوازیاں کوہِ طور سے تا حرا
تری گفتگو ہے کہ پھول جھڑنے لگے زبانِ رسولؐ سے
تری چال میں وہ شرافتیں کہ چلے تو شانِ رسولؐ سے
ترے مرتبے کا نہ پھر ہوا کوئی خاندانِ رسولؐ سے
یہ کسے مجال کہ جو کہے میں ہوں بڑھ کے جانِ رسولؐ سے
وہ کسی نبی کی ہو والدہ یا ہوں دخترانِ حرم نقا
ترا نور عرش کی آبرو، ترا نور شانِ پنجتن
ترے نور سے ہے یہ سوزِ فکر و نظر یہ حسنِ سخن سخن
ترا نور ظلمتِ کفر پر تو ازل کے دن سے ہے خندہ زن
ترا نور نورِ محمّدی، ترا نور دولتِ بوالحسنؑ
ترا نور کعبے کی چاندنی ترا نور حاملِ قل کفیٰ
ترا باپ اشرف الانبیاء وہ خدا کے دین کا ہے امیں
تری والدہ ہے کہ جس کے فیض و کرم سے دین بنا ہے دیں
وہ گرہ کشائے رموزِ حرف و سخن وہ محرمِ اوّلیں
وہ مزاجدانِ رسولِؐ پاک وہ شاہزادیٔ نیک بیں
جسے تاج و تختِ عرب سے بڑھ کے نبی کے گھر کا ہے بوریا

تری والدہ کی عنایتوں کا کروں تو کیسے کروں بیاں
نہ ہے دستِ لعل و گہر فشاں نہ ہے شوقِ ہمتِ بیکراں
یہ برات بُرجِ شرف سے چل کے نبیؐ کے گھر کو ہوئی رواں
وہ عقیق و عاج کے محملوں میں سے جھانکتی ہیں سہیلیاں
زر و مال پاس تھا جس قدر وہ قدم قدم پہ لُٹا دیا

یہ برات ہے کہ زمانے بھر کو مسرّتوں کا پیام ہے
نہ کوئی کنیز کنیز ہے نہ کوئی غلام غلام ہے
وہ عروس جس کی نگاہ میں زر و مال ہیچ و حرام ہے
درِ یاغیاں پہ بہارِ خلدِ نعیم کا جو مقام ہے
تُو اسی بہار کا پھول ہے تو اسی کرم کا ہے معجزا

ترا ہمزباں ترا رازداں ترا پاسباں وہ علیؑ ولی
درِ شہرِ علمِ رسالتی، وہ ادا شناسِ خفی جلی
کبھی نعرہ زن جو ہُوا تو رن میں نظر پڑے نہ مہابلی
چلی ذوالفقار کہ دُشمنوں کے سروں پہ بادِ اجل چلی
نہ بہادروں کا پتہ چلا، نہ دلاوروں کا نشاں ملا

ترا لختِ دل ترا نورِ چشم حسنؑ امامِ زمن ہُوا
یہ ترا بدن ترا جسم و جاں تو نبیؐ کا عین بدن ہُوا

جو سخن زباں سے نکل گیا، وہ سخن علیؑ کا سخن ہُوا
وہ سوادِ شام کی ظلمتوں میں نہاں جو سروِ چمن ہُوا
چلے تیر لاشۂ پاک پر یہ سلوک بھی نہیں بھولتا

ترا نُور ہے کہ جو خندہ زن ہے سوادِ ظلمتِ شام پر
تری ایک آنکھ فرات پر ہے تو ایک زہر کے جام پر
وہ سپاہِ کُفر سمٹ چلی وہ ہجُومِ بابِ خیام پر
ہوُا امتحانِ وفا بھی تو وہ ہُوا ہے کیسے مقام پر
نہ گزر ہُوا کا جہاں پہ ہو نہ ہو سانس لینے کا حوصلہ

ترے نُور ہی کا یہ حوصلہ تھا کہ ظلمتوں پہ ہنسا کیا
یہ ثبات و عزمِ حسینؑ تھا کہ متاعِ دیں کو بچا لیا
تہِ تیغ سجدۂ آخری بہ کمالِ صبر ادا کیا
یہ نہیں کہ راہِ خدا میں نقدِ حیات ہنس کے فدا کیا
یہ کمال ہے کہ چراغ شام و چراغ کُفر بُجھا دیا

تری بنت زینبؑ عالیہ پہ کرے گا فخر ترا نسب
وہ اسیرِ کُوفہ و شام ہائے رفیقۂ شہِ تشنہ لب
نہیں بھولتی ہمیں کربلا کی وہ آخری وہ اُداس شب
کبھی اپنے بھائی سے گفتگو کبھی خوفِ قتل شہِ عرب

کبھی یہ دُعا کہ سحر نہ ہو نہ سحر کبھی ہو مرے خُدا
تجھے اہلِ شہر سے، اپنی قوم سے عمر بھر یہ گِلہ رہا
نہ شریکِ درد کوئی ہُوا نہ دیا کسی نے بھی فاتحہ
کوئی غم نہیں کہ نبیؐ کو پھر بھی علیؑ نے غسل وکفن دیا
تری بیٹیوں کی یہ بے کسی، یہ غمِ شہنشہِ کربلا
نہ کوئی جنازہ پڑھا گیا، نہ لحد بنی نہ کفن مِلا
ترے آستانۂ قدس پر تو ملائکہ کے ہجُوم ہیں
ترے بابِ رحمت وخیر پر پئے طَوف ماہ ونجُوم ہیں
تری بیٹیاں ہیں جہاں وہاں کی بڑی عجیب رسُوم ہیں
سرِ رہگزر ہیں برہنہ سر، یہ لعینِ کُوفہ ورُوم ہیں
کبھی دست دیا میں رسَن پڑے کبھی تازیانوں کا سلسلہ
ترا نُورِ چشم سپاہدارِ امام، غازیٔ شیرؑ دل
گُلِ بوستانِ ابوترابؑ وفروغِ جنّت آب وگِل
وہ جوَاں کہ جس کے مقابلے میں یزیدیوں کی صفیں خجِل
وہ وفا کا پیکرِ منفرد وہ حیا کا جوہرِ مستقل
وہ شہید جس نے کنارِ نہر کو یادگار بنا دیا
وہ تری کنیز کہ ختم جس پہ کمالِ فضل وہُنروری

جو نبیؐ علیؑ نے سبق دیئے کوئی کرسکا نہ برابری
کبھی اُس کے پاؤں میں جنّتیں کبھی اس کے ہاتھ میں ادری
وہ حسنؑ حسینؑ کی ماں بنی، یہ کمالِ منصبِ آخری
تری خدمتوں کا یہ فیض تھا کہ ملائکہ نے ادب کیا
تُو نبیؐ کی دُخترِ پاک ہے، ترا ذکر ذکرِ جمیل ہے
تُو علیم ہے تُو عقیل ہے تُو وجُودِ حق پہ دلیل ہے
ترا باپ فخرِ کلیم ہے، ترا زوج نازِ خلیلؑ ہے
تُو حسینؑ ابنِ علیؑ کے خُون کی مدّعی ہے وکیل ہے
یہ حضُورِ حق میں تری نوا کہ تڑپ تڑپ گئے انبیاء
تُو رُخِ رسُولؐ کا نُور ہے دلِ بوترابؑ کی تاب ہے
ترے آستاں پہ ملائکہ کی صفیں ہیں سیلِ شہاب ہے
ترے گُل کدے کا طواف، طوفِ حرم ہے کارِ ثواب ہے
یہ تری جبینِ حیا پہ بارہ اماموں کا نقاب ہے
ترا عقد بھی ہُوا عرش پر ہے ثبوت نجم اِذا ھوا
ترا قول قولِ رسُولؐ ہے ترا فعل فعلِ رسُولؐ ہے
تُو خدا کے گھر کی ہے مالکہ، ترا نام بھی تو بتُولؑ ہے
تری ہمسری کا خیال شرک ہے کُفر وکارِ فضُول ہے

کوئی خار کھائے تو کیا کہوں تو نبیؐ کے باغ کا پھول ہے
تو حجابِ قدس میں جلوہ گر تری روشنی ہے تہ کساء
کوئی لاکھ مادرِ انبیاء ہو نہ کر سکے تری ہمسری!
تری عرشیوں، تری قدسیوں، تری نوریوں پہ ہے برتری
ترا گاہوارۂ ناز پشتِ رسولؐ و تختِ پیمبری
ترے زورِ بازو پہ منحصر ہے شبابِ قوّتِ حیدری
ترے نانِ جو ہی کے نام ہیں یہ حُنین و خیبر و کربلا
یہ ضرور ہے کہ رسالتوں کے امین ظلم و ستم سہیں
وہ صراطِ حق پہ جہاں کو لے کے چلیں رہینِ غضب رہیں
مگر ہائے اُن کی یہ آرزو وہ کسی سے قصۂ غم کہیں
جو کبھی کے آنسو رُکے ہوئے ہیں کہیں تو کھُل کے ذرا بہیں
ترے در پہ دستکیں دے رہے ہیں کہ رو میں کھُل کے تہ رِدا
شب و روز شہرِ خلیلؑ نے شہِ دیں کو رنج بھی جو دیئے
وہ کرم بھی نوکِ زباں ہیں جن کے صلے میں خار چبھو دیئے
کبھی خاک دیکھی جو گیسوؤں میں تو ننھے ہاتھوں سے دھو دیئے
یہ تری محبّتیں دیکھ دیکھ کے خود رسولؐ بھی رو دیئے
تو نبیؐ کے دل کا قرار ہے تو نبیؐ کے درد کی ہے دوا

شیعہ عقائد

یہ غضب ہُوا کہ نبیؐ کے بعد وہ دَورِ پاک بدل گیا
وہ بہار کیسی بہار تھی کہ نبیؐ کا باغ ہی جل گیا
یہ نہیں کہ آپ کے ہاتھ سے کوئی مُلک و مال نکل گیا
یہ کمر حضور کی جُھک گئی، یہ شباب آپ کا ڈھل گیا
یہ اٹھارہ سال کی عمر میں کبھی اس طرح تو ہُوا نہ تھا
اے وہ صابرہ کہ تُو آپ کرتی رہی ہے اپنی وکالتیں
ترے فیصلے پہ ہیں شرمسار ترے وطن کی عدالتیں
ہمیں علم ہے جو نبیؐ کے بعد ہوئیں جناب کی حالتیں
نہ تو کام آئیں گی حشر میں یہ صداقتیں یہ اصالتیں
تو خفا ہوئی تو نبیؐ خفا، جو نبیؐ خفا تو خدا خفا
یہ غلط بیانیاں قوم کی ترے روبرو ترے باب میں
جو سُنی نہ تھی وہ حدیث لائے بنا کے تیرے جواب میں
وہ حدیث کیسی حدیث ہے جو نہیں ہے علم جناب میں
یہ ترا وجود جو فرق بن کے رہا گناہ و ثواب میں
ترے سامنے جو زباں کھُلی تو یہی ہے سب سے بڑی خطا
اے مصدّقہ تری گفتگوئے کرم میں کوئی بھی شک نہیں
اے محدّثہ کہ ترے بیاں میں کہیں بھی کوئی لچک نہیں

اے وہ عالمہ کہ ترے حضور مجالِ جن و ملک نہیں
یہ ضمیر و ظرف کی بات ہے یہ سوالِ باغِ فدک نہیں
تُو نے اہلِ دیں کی محبتوں کا بھرم ہی کھول کے رکھ دیا

یہ غضب ہُوا کہ ترے حقوق تھے جس قدر وہ تلف ہوئے
کبھی اہلِ دل پہ ستم ہوئے تو ذلیل اہلِ شرف ہوئے
تری بارگاہ کے جاں نثار کماں کشوں کے ہدف ہوئے
وہ ہوا چلی کہ خموش دیکرِ یاس شاہِ نجف ہوئے
یہ پہاڑ غم کے دنوں پہ ٹوٹ پڑیں تو صرف لیا لیا

تری موت کی ہیں زباں زباں پہ جگر فگار کہانیاں
ترے بعد پھر نہ علیؑ کی تیغ رہی نہ ان کی جوانیاں
تری یادگار کوئی نہیں، نہ رہیں وہ تیری نشانیاں
یہ ترا مزار جو کہہ رہا ہے کہ اے گروہِ جہانیاں
یہی دین ہے کہ ہمارا نقش و نشاں تلک بھی مٹا دیا

کرم اے رئیسہ دو جہاں کرم اے رفیقۂ مرتضیٰؑ
کرم اے جمالِ حریمِ حضرتِ کبریا، مہِ مصطفےٰؐ
مرے دست و پا ہیں لہو لہو ہمہ داغ داغ مری قبا
ترے آستاں پہ کھڑا ہُوا ہوں ملے سخن کا مجھے صلا
مرا ہر قصور معاف ہو میری بخش دیجیے ہر خطا!

جواہر الحکم

پورِ بتولؑ، شہزادۂ سبز قبا، نورِ دیدۂ رسولِ معظمؐ

جواہر الحکم حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح حضرت امام حسن علیہ السلام

کس جشن کی تقریب ہے یہ چرخِ کہن پر
کیا رُوپ ہے دیکھو تو حسینانِ عدن پر
ہر قصر و شبستاں میں فروزاں کئی فانوس
اِک نُورِ صنم خانۂ پروین و پرن پر
اور رنگِ فلک رنگ پہ فردوس کے سرخیل
گلباریاں حُوروں کی رسُولانِ زمَن پر
وہ بربطِ جبریل سے نغمے ہوئے جاری
جس طرح کنول تیرتے ہوں نیل گگن پر
یہ رقصِ شبِ عید یہ ناہید و فراہید
سجتے ہیں ستاروں کے یہ پشواز بدن پر
یہ تال، یہ توڑے یہ تڑپ ہائے یہ انداز
مرتا ہوں میں اِس شوخِ فسوں ساز کے فن پر

گردن کا یہ ڈورا کہ خطِ صبحِ مسرّت
سو ناز گھٹاؤں کو ہیں زُلفوں کی شکن پر
رہ رہ کے ہٹانے لگی زُلفوں کو جبیں سے
پَو پھُوٹ رہی ہے وہ لبِ گنگ و جمن پر
لو نُور کا تڑکا ہُوا شب ڈھل گئی آخر
لہرائے بہاروں کے علَم دشت و دمن پر
ہر ذرّۂ ناچیز بکف طورِ بدِل نُور
انوار کی بارش ہے در و بامِ وطن پر
چہرے پہ گُل و لالہ کے اِک طُرفہ تجلّی
چھایا ہے جوانی کا نشہ سرو و سمن پر
یُوں پھُول کھلے ہیں بکفِ و دامنِ صحرا
یاقُوت کوئی ٹانک دے جس طرح چکن پر
ہر چشم ہے مے خانۂ تسنیم کا ساغر
ہر زُلف مہکتا ہُوا سایہ ہے ختن پر
فوجیں وہ فرشتوں کی چپ و راست کھڑی ہیں
بیٹھے ہیں رسُولِ دو جہاں تختِ چمن پر

ہاتھوں پہ لئے ہیں گُل سرسبدِ امامت
مسرور ہیں اس پھُول کی پاکیزہ پھبن پر
اِک وَجد کے عالم میں ہیں سرکارِ دو عالمؐ
دینے لگے بوسے وہ رُخِ پاکِ حسنؑ پر
پہلو میں سپہدار و ادیب ہُنر آموز
آیاتِ الٰہی کا گُماں جس کے سُخن پر
ہونٹوں پہ تبسّم کی اُبھرتی ہوئی لہریں
شاداب نگاہیں پسرِ غنچہ دہن پر
یہ فاطمہ زُہراؑ پہ عنایت ہے خُدا کی
احسانِ مشیّت ہے یہ مخدُومۂ مَن پر
دِل بندِ علیؑ آج سے فرزندِ نبیؐ ہے
یہ لطفِ خدا پاک ہے مُختارِ زمن پر
اللہ رے یہ فیض، یہ انعام یہ احسان
سُلطانِ عرب، شاہِ عجم، ماہِ یَمن پر
زہراؑ کو، علیؑ کو، کبھی تکتے ہیں پسر کو
سُورج کی نظر آج ہے ایک ایک کرن پر

شیروں کے پسر شیر ہی ہوتے ہیں جہاں میں
مُرغانِ چمن جاتے نہیں زاغ و زغن پر
طینت میں طبیعت میں نبوّت کے یہ انداز
بچّہ ہے مگر آنکھ ہے نانے کے چلن پر
تربیتِ زہراؑ کے وہ ظاہر ہوئے آثار
کاندھے پہ علَم آنکھ ہے آئین و سُنَن پر
پہنچے سرِ اعداء پہ کبھی جنگِ جمل میں
جس طرح جھپٹتا ہو کوئی شیر ہرَن پر
بہادری
صفّین میں ہیں پہلوئے صفدر میں صف آرا
وہ برق گری شام کے اربابِ فتن پر
دیکھو یہ روایاتِ اَب وجَد کے امیں ہیں
قدرت ہے انہیں علم و خبر ضرب و زدن پر
وہ گالیاں سُن سُن کے بھی دُشمن کو دُعا دیں
اخلاق
اِسلام کو ہے ناز اسی خُلقِ حسنؑ پر
روتا ہوں کہ یہ ترکِ خلافت کی نہیں بات
غم ہے کہ عرب چلنے لگے رسمِ کہُن پر

آرائشِ بُت خانۂ دل کرنے لگے ہیں!
ہے آنکھ جمالِ بُت و بالائے وثن پر
اللہ رے ایمان کہ بیعت ہے نبیؑ سے
تلوار اُٹھاتے ہیں علیؑ اور حسنؑ پر
معیار ہے اسلام کا اب زہر کا اِک جام
ہے میری نظر خون سے لبریز لگن پر
کٹ کٹ کے جگر ٹکڑے ہُوا جاتا ہے لیکن
غصّہ نہیں کرتے زنِ ایمان فگن پر
وہ دین بھی کیا دین ہے جس دین کی بنیاد
ہو زہرِ ہلاہل پہ کبھی طوق و رسن پر
ورنہ یہ بتائیں تو مجھے آج مسلماں
کیوں تیروں کی برسات ہے مسموم کے تن پر
پیوست ہیں پہلو میں یہ پیکانِ ستم کیا
یہ زخم کہو کیسے ہیں میّت کے بدن پر
یوں کرتے ہو تعظیم نبی زادوں کی لوگو!
یوں پھول چڑھاتے ہو شہیدوں کے کفن پر

کیا زہر محمّدؐ کے نواسوں کے لئے ہے
جاؤ گے یہی جام لئے نہرِ لبن پر
کردار کا معیار زر و درہم و دینار
تُف دانش و فہمید پہ اس فہم و فطن پر
تعلیم یہی پائی رسولِ عربیؐ سے
تیروں سے لکھے حاشیئے قرآں کے متن پر
اے لختِ نبیؐ ابنِ علیؑ رحم خدا را
رحمت کی نظر سوختہ جاں سوختہ تن پر
ممدوحِ خدا وارثِ منبر دلِ کرار
بطحا پہ ترا لطف کرم خاکِ دکن پر
ہیں بوذرؓ و عمارؓ پہ، سلمانؓ پہ عنایات
احسان ترے قیسؓ[1] پہ مجذوبؓ قرن پر
یہ ساقیٔ کوثرؑ ہی کا فیضان ہے طاہر
قبضہ ہمیں بخشا گیا دریائے سخن پر

---

[1] قیسؓ بن حضرت سعدؓ بن عبادہ۔ ان میں ایک ہزار شجاعانِ عرب کی طاقت تھی۔ امام حسنؑ کے جاں نثار صحابی اور امیرِ شام کے خلاف سپہ دارِ لشکر تھے۔

غزل

یہ ریگ زار یہ خاکِ کبُود کیا کہنے
رواں ہواؤں میں خوشبوئے عُود کیا کہنے

اِسی غبار سے روشن ہے آئینہ جاں کا
نئی سحر کا مقام نمُود کیا کہنے

اِسی زمیں کی تجلّی حرم کے چہرے پر
اسی لہُو سے خدا کا وجُود کیا کہنے

کنارِ بحر یہ خیمے خدا پرستوں کے
یہ اہلِ درد لبُوں پر درُود کیا کہنے

اجَل ہے لرزہ براندام، داغ داغ عدُو
یہ دشتِ جور میں تیرا وردُود کیا کہنے

یہ کون ہے کہ جو ہنس ہنس کے تیر کھاتا ہے
خجل ہے لشکرِ عاد و ثمُود کیا کہنے

نماز تیروں کی بارش میں پڑھتے جاتے ہیں
یہ بے مثال قیام و قعُود کیا کہنے

لہُو سے لکھ بھی چکا لا اِلٰہ الا اللہ
پکار اُٹھے براہیمؑ و ہُودؑ کیا کہنے

ہے آج خاکِ شفا خاکِ کربلا طاہر
مرے امام کی شانِ سجُود کیا کہنے -

○

نوحہ

کربلا والوں کی ہے یاد کہانی ہم کو
داستاں بھی تو یہ آتی ہے سُنانی ہم کو

جب کوئی پھُول کِھلا جب کوئی گلشن مہکا
یاد آئی علیؑ اکبرؑ کی جوانی ہم کو

بازو دِکھلا کے سکینہؑ سے یہ کہتے تھے حسینؑ
بھائی عبّاسؑ نے بھیجی ہے نشانی ہم کو

کوئی عبّاسؑ کا ہمسر بھی ہمیں دِکھلا دُ
کوئی شبّیرؑ کا دکھلاؤ تو ثانی ہم کو

فاطمہؑ زہرا کے پھُولوں کو تو پانی نہ ملا
کیا دکھاتا ہے فرات آج روانی ہم کو

صبحِ عاشور دُلہن وہبؑ کی فرماتی تھی
ہر گھڑی موت کی لگتی ہے سُہانی ہم کو

شاہ کی تشنہ لبی یاد ہے جعفر طاہر
رو پڑے جب نظر آیا کہیں پانی ہم کو

نوحہ

حسینؑ! تجھ کو علیؑ و بتولؑ روتے ہیں
تُو وہ شہید ہے جس کو رسولؐ روتے ہیں

خزاں نے گلشنِ زہراؑ کو آج گھیرا ہے
اُداس باغ کا مالی ہے پھُول روتے ہیں

یہ بچے دیکھتے پھرتے ہیں راستہ کس کا؟
نظر فرات پہ، چہرے ملُول روتے ہیں

کبھی نہ بھُولیں گی وہ دُلہنیں شہیدوں کی
سروں میں خاک ہے سہروں کے پھُول روتے ہیں

سرِ حسینؑ پہ روتی ہیں زینبؑ و کلثومؑ
یہی وہ دین ہے جس کو اصُول روتے ہیں

ہمیں تو شاہِ شہیداں کا غم رُلاتا ہے
ہم ایسے اہلِ نظر کب فضُول روتے ہیں

جواہر الکلم

والیٔ کربلا، امامِ مُبین، تفسیرِ وَفَدَینٰہُ بِذِبحٍ عظیم

جواہر الکلم حضرت امام حُسینؑ علیہ السّلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح حضرت امام حسین علیہ السلام

برس رہی ہیں مستیاں فرازِ عرش و بام سے
تجلّیاں نکل رہی ہیں عکسِ جام جام سے
نگارِ میکدہ غزل سرا ہے آج شام سے
دِل و نظر میں روشنی شرابِ لعل فام سے
فضائیں جگمگا گئیں مغاں کے فیضِ عام سے

☆

سلام آرہے ہیں آج روضۃ السلام سے
دِلوں کو راحتیں ملی ہیں رحمتِ دوام سے
سوادِ جاں مہک رہا ہے زُلفِ مُشک فام سے
طبیب کہ رہا ہے یوں مریضِ تلخ کام سے
شرابِ عیش نوش کر دِلا کے پاک جام سے

☆

یہ مطربانِ خوش لقا یہ ساقیانِ خوب رُو
تمام شہر کی فضا شگفتہ بخت و مُشک بُو
دِلوں میں طُرفہ تازگی، نظر میں سوزِ آرزُو
یہ نعرہ ہائے شوق و بزمِ سروری میں ہاؤ ہُو
رواں شرابِ سرخوشی بدن کے ہر مسام سے

☆

شرابِ ناب پی رہا ہوں کاسۃ الکرام سے
پلا رہے ہیں مُغبچے کمال اہتمام سے
سبُو طلب کیا جو ساقیانِ خوش خرام سے
تو بھر کے لائے سَلسبیل نعمتِ مدام سے
ہزار احتیاط سے، ہزار احترام سے

☆

کھُلا ہُوا ہے میکدہ وہ پی رہے ہیں دمبدم
صحابۂ رسُولِ پاک و دوستانِ محتشم
یہ ذی وقار و پاکباز و خوش مزاج و محترم
نبیؐ کے یارِ غار یہ رفیقِ نیک و ہم قدم
بلند و پاک تر مقام جن کا ہر مقام ہے

کیا ہی تمہارا رب نہیں ہوں، جب پہلے دن پیدا ہوا تو پوچھا

یہ شاہدانِ خوش نظر سبُو بکف قدح بدست
وہ نشہ سا ہُوا ہیں ہے کہ مَے پرست مست مست
ہوئی ہو فکر ختم ہے بلی صدائے ہست ہست
کسی نے پیش کی گزک کسی نے بادۂ الست
دِلوں کو وجد آگیا مغاں کے انتظام سے

☸

یہ جام مے نہیں نہیں کلیدِ فتح باب ہے
یہ تلخ و تُند چیز ہے، یہ ضامنِ شباب ہے
علاج کا علاج ہے، شراب کی شراب ہے
یہ بخششِ رسُولؐ ہے، عطائے بُوترابؑ ہے
یہ وہ نہیں کہ جو ملے کسی دُکانِ عام سے

☸

ہمیں خبر ہے کس کے پاس کس طرح کا مال ہے
کہاں کی مے حرام ہے کہاں کی مے حلال ہے
یہ بات لُطف خاص کی ہے ظرف کا سوال ہے
مغاں کی بات اور ہے، کلال پھر کلال ہے
یہ فرق پوچھ لیجیے جناب خاص و عام سے

یہ بارگاہِ مصطفےٰؐ یہ دولتِ مے رواق
یہ حُوریانِ شوخ و شنگ فنِ دلبری میں طاق
یہ لُعبتانِ گلبدن، یہ لولیانِ سیم ساق
یہ خوش قدم، یہ خوش ادا یہ خوش نظر یہ خوش مذاق
چلیں تو زمزمے ہوئے بلند گام گام سے

☸

صحابۂ رسُولؐ پاک پی رہے ہیں دمبدم
یہ جام اور جام ہیں، نہیں نہیں یہ جامِ جم
یہ لوگ اور لوگ ہیں عظیم و نیک و محترم
مدینۃ النّبی یہ میکشی کے دَور فی الحرم
نظر نظر میں روشنی فزوں مہِ تمام سے

☸

کھُلا ہُوا ہے میکدہ صلائے نا وُ نوش ہے
شرابِ تیز و تُند ہے، کسے مجالِ ہوش ہے
نہ دل بلائے جاں رہا، نہ سر وبالِ دوش ہے
قضا بھی آج زیرِ حکم پیرِ مے فروش ہے
صدائے یا علیؑ نکل رہی ہے جام جام سے

یہ پُوچھ آج بزم میں ہے کون کون ہمنشیں
یہ وہ جناب ہیں جو چھوڑ آئے جنّتِ بریں
یہ وہ کہ جن کی حشر خیزیوں پہ دنگ ہے زمیں
یہ وہ کہ جن کے پاؤں چُومتی ہے طُور کی زمیں
کلیمؑ کا لقب ملا ہے خالقِ کلام سے

ش

یہ وہ بزرگ ہیں کہ جن کو طرفہ تر پسر ملے
عجیب حیلہ جُو فریب کار و فتنہ گر ملے
یہ وہ ہیں جن کے حُسن کے فسانے معتبر ملے
کسی سے بات کیا کریں کسی سے کیا نظر ملے
دُعا کے زور سے نکل گئے ہزار دام سے

ش

یہ ہمنشینِ بزم ہیں تو پیش کار با ادب
یہ کیوں نہ ہو کہ بزم بھی ہے بزم خسرِ عرب
یہ تاب و طمطراق و تمکنت یہ صُورتیں عجب
بُتانِ خُلد کی نگاہِ ناز میں کہاں غضب
یقیں نہ ہو تو پُوچھئے مسیحِ نیک نام سے

وہ مسندِ حرم یہ بانیِ حرم ہے جلوہ گر
یہ شان و شوکتِ شہی یہ رُعب و داب و کرّ و فر
اسی بزرگ نے بُجھا دی آگ پھونک مار کر
نسیمِ خُلد بن گئی ہوائے شعلہ و شرر
یہ پُوچھ نینوا کی وادیٔ نمک حرام سے

ش

علیؑ کو آپ جانتے ہیں کس بلا کا مرد ہے
یہ بابِ علمِ مصطفٰے شجاعتوں میں فرد ہے
مگر یہ بات کیا ہے رُوئے پاک زرد زرد ہے
عجیب بات ہے پہاڑ کے جگر میں درد ہے
یہ درد جس کا واسطہ ہے دردِ ننگ و نام سے

ش

یہ پیرِ میکدہ کہ جس کا لطف بے حساب ہے
یہ ساقیٔ جواں کہ جس کا ظرف لاجواب ہے
وہ آج بیقرار ہے، عجیب اضطراب ہے
وجودِ پاک ہے کہ مبتلائے پیچ و تاب ہے
دُعائیں مانگنے لگا ہے رحمتِ تمام سے

اُدھر رسُولِؐ پاک ہیں کہ محو ہیں سجُود میں
وہ لختِ دل ملے کہ جو حسنؑ سا ہو وجُود میں
الٰہی کچھ کمی سی ہے ابھی تلک درُود میں
کمی رہے نہ دین میں نہ دیر ہو درُود میں
ترے نبیؐ کا نام ہو جہاں میں اُسکے نام سے

ث

ادھر دُعا طلب تھے آپ ربِّ ذوالانام سے
امینؑ کبریا کھڑے تھے پاسِ احترام سے
حضورؐ کو جو فرصتِ نظر ملی سلام سے
خبر ملی حریمِ سیّدہؑ کے اس غلام سے
چلے رسُولؐ مسکرا کے مسجد الحرام سے

ث

یہ کیا کہوں سلام آرہے ہیں کِس مقام سے
بڑھے علیؑ کی سمت اوصیا بھی احترام سے
جلو میں قدسیانِ عرش تزک و احتشام سے
نکھر نکھر گئی فضا خوشی کے اِس پیام سے
دِلوں کو تازگی مِلی ولادتِ امام سے

حریمِ مُرتضیٰؑ میں آج کس قدر ہیں رونقیں
لباسِ خُلد زیبِ تن کیے ہیں سب کنیزکیں
وہ دے رہی ہیں دوڑ دوڑ کر سبھی مبارکیں
وہ بج رہی ہیں نوبتیں وہ سر ہوئی ہیں بیرقیں
ولادتِ امام ہے مناؤ دُھوم دھام سے

ث

ملائکہ اُتر رہے ہیں آسماں سے صف بہ صف
سلام قدسیوں کا لے رہے ہیں خسروِ نجف
دلِ غریب ڈر گیا الٰہی جاؤں کس طرف
پُکار کر کہا یہ جبرئیلؑ نے کہ لا تخف
لڑے کوئی مجال کیا حُسینؑ کے غلام سے

ث

یہ رُت یہ فصل یہ سماں یہ ابر یہ خُنک ہوا
یہ چاندنی مدینۃ النبیؐ کی یہ حسیں فضا
ارے کہاں چلا ہے تُو اِدھر تو آ اِدھر تو آ
یہ مئے ولائے آلِ مصطفیٰؐ کی ہے چڑھا بھی جا
نہ ڈر ہمارے شہر کے فقیہہ بدلگام سے

پہنچ سکے نہ تیرہ دِل کبھی تری جناب تک
حریمِ مصطفےٰؐ تلک، صحابہؓ وصحاب تک
اَبی لہب کو چھوڑ چل درِ ابُوترابؑ تک
جہاں تمام فاصلے قدم سے ہیں رکاب تک
بہشت دُور تو نہیں ہے رَوضۂ السّلام سے

*

خوشی منا کہ آج ہے چمن کا پھول پھول خوش
نویدِ رحمت وکرم سے ہے دلِ ملُول خوش
علیؑ ولی کے ہمنوا، صحابۂ رسُولؐ خوش
خدا ہے خوش نبیؐ ہے خوش علیؑ ہے خوش بتُولؑ خوش
حرم کی سرزمیں مہک اُٹھی نئے پیام سے

*

ضیائے مشرقین ہے یہ نُورِ نیّرین ہے
وقارِ مغربین ہے کہ ابنِ خیرتین ہے
یہ جانِ پاکِ مرتضٰےؑ نبیؐ کے دل کا چین ہے
لقب شہیدِ کربلا ہے، نام تو حسینؑ ہے
وہ بے شعُور ہے جو بے خبر ہے اُن کے کام سے

حسینؑ بادشاہِ دین فخرِ ربّ ذوالمنن
حسینؑ جانِ مصطفےٰؐ حسینؑ شانِ بوالحسنؑ
حسینؑ فاطمہؑ کا دل، حسینؑ بازوئے حسنؑ
حسینؑ گر نہ ہوں تو نا تمام ذکرِ پنجتن
بہارِ دیں انہیں کی ذات سے انہیں کے نام سے

*

یہ وہ کہ اعتبارِ آفتاب اِن کا نُور ہے
یہ وہ جناب جن کا پا فرازِ بامِ طُور ہے
یہ نام ایک نشہ ہے یہ کیف ہے سُرور ہے
یہ وہ کہ جن کے عشق پر ہمیں بڑا غرُور ہے
نگاہ کیا ملے کسی نگارِ خوش خرام سے

*

حسینؑ کی طرح سپُوت پھر نہ کوئی ماں جنی
وہ سُورما وہ سُوربیر صف شکن جری دَھنی
جگت گُرو، مہارتھی، مہارشی، تراپدھی
ہیں پُوجتے حسینؑ کو بڑے بڑے مہابلی
یہ بات پوچھ پیل تن سے رستم اور سام سے

کنارِ سیدہؑ میں جلوہ گر ہے ماہِ ہاشمی
بہارِ گلشنِ نبیؐ ، وقارِ نسلِ آدمی
سُرورِ قلبِ فاطمہؑ ، جمالِ رُوئے حیدری
امامِ متقی، تقی، نقی، ولی ، سخی ، غنی
یہ باخبر ہیں دین کے اصول سے نظام سے

۞

ہیں ختم شیر خوار پر تمام تر سعادتیں
وہی نبیؐ کی خصلتیں وہی علیؑ کی عادتیں
جبینِ عرش جگمگا اُٹھی وہ کیں عبادتیں
یہ وہ شہید جس کے دَم سے جاوداں شہادتیں
زباں زباں پہ تذکرے محرّم الحرام سے

۞

یہی حسینؑ ہے کہ جس پہ ختم ہیں شجاعتیں
علیؑ کی طاقتوں سے بھی کہیں سوا ہیں طاقتیں
یہ گفتگو میں نرمیاں سخن میں یہ حلاوتیں
اے مدّعی امام کا کلام ہیں یہ آیتیں
ملا کے دیکھ آیتیں امام کے کلام سے

وہ سرزمینِ کربلا کی سختیاں ، قیامتیں
قدم قدم پہ آفتیں ، مصیبتیں ، ہلاکتیں
طرف طرف اذیّتیں ، جہاں تہاں شقاوتیں
کنارِ نہر ہائے تشنہ لب کی یہ سخاوتیں
بُجھا دی اہلِ دل کی تشنگی لہو کے جام سے

۞

یہ وقت ہے کہ گھر گئے ہیں نرغۂ عوام میں
مگر یہ عزم دیکھئے دُکھوں کے اژدہام میں
یہ ڈر نہیں کہ مشورے ہیں کیا سپاہِ شام میں
یہ غم کہ مختصر سا وقت رہ گیا قیام میں
وہ دے رہا ہے درسِ دین پھر بھی التزام سے

۞

یہ عام شخص تو نہیں جو حادثات سے ڈرے
یہ وہ نہیں جو واقعاتِ غم فزا کا غم کرے
نہ قاسمے ، نہ اکبرے ، نہ مونسے نہ یاورے
نہ دوستے نہ ہمدمے ، نہ محرمے نہ دلبرے
وہ ذوالفقارِ مرتضیٰؑ نکل چکی نیام سے

علیؑ کی تیغِ تیز کی نہ پوچھ شعلہ باریاں
نہ شہسوار اب رہے نہ اُن کی شہسواریاں
قدم قدم پہ غرقِ بحرِ خُوں سپاہِ ناریاں
خیامِ زرنگار اب رہے نہ وہ عماریاں
بچے تو کوئی کیا بچے امام کی حُسام سے

٭

جدھر جدھر نظر اُٹھے اُدھر اُدھر لہو لہو
نہ دیکھنے کو بھی رہے محاذِ جنگ پر عدو
علیؑ کے لال سے ہوئی تو ذوالفقار سُرخرو
ادھر یہ مرحلہ کہ خُونِ پاک سے کیا وضُو
نماز کو کھڑے ہوئے کمال اہتمام سے

٭

یہ فاطمہؑ کا چاند ہے، علیؑ کا شاہکار ہے
یہ دوشِ مصطفیٰؐ کا شہسوارِ نامدار ہے
دل و جگر میں زخم ہیں لباس تار تار ہے
یہی ہے جس کی آخری نماز یادگار ہے
نماز پا گئی قیام آپ کے قیام سے

شکایتیں نہیں کہ تین دن کی بھُوک پیاس ہے
کوئی جگہ نہیں کہ جی اُچاٹ ہے اُداس ہے
بڑا خدا پرست ہے، بڑا وفا شناس ہے
یہی تو ہے کہ جس کو دینِ مصطفیٰؐ کا پاس ہے
ڈرا رہا ہے کفر کو خدا کے انتقام سے

٭

تری نماز پر فدا شہنشہِ حجاز بھی
نثار اِس نماز پر علیؑ کی ہر نماز بھی
نہ بھولتا ہے تُو، نہ تیری آخری نماز بھی
تری نوا سے دین کا یہ سوز بھی ہے ساز بھی
اذاں بلند ہو رہی ہے آج ہر مقام سے

٭

یہ بات آپ پُوچھ لیں خواص سے عوام سے
عرب سے اہلِ ہند سے عراق و مصر و شام سے
حرم کی آبرُو ہے رنگِ خُونِ تشنہ کام سے
ہمیں بچا لیا ہے کُفر کے خیالِ خام سے
خدا کا نام رہ گیا جہاں میں ان کے نام سے

آخر میں شاعر خود اداسیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جاتے اور
قاری کی آنکھوں سے بھی بے شمار دریا بہتے ہیں

کمال ہے تمام کام ایک پل میں کر دیئے
مصیبتوں میں ہمّتوں کے درس بے خطر دیئے
خدا کے نام پر عزیز و اقربا کے سر دیئے
فصیلِ دیں میں جس قدر شگاف تھے وہ بھر دیئے
حرم کو رونقیں ملیں جلے ہوئے خیام سے

جناب جانتے ہیں یہ غلام کچھ اُداس ہے
اگرچہ بات کچھ نہیں مگر ہجومِ یاس ہے
خجل مرے کلام سے، کلامِ بو نواس ہے
فقیر کا یہ اپنے پیشوا سے التماس ہے
بچائیے غلام کو اُداسیوں کے دام سے

اِدھر بھی اک نگاہِ لطف اے رئیسِ محتشم
اے تاجدارِ کربلا انیسِ اہلِ درد و غم
سخنورم، قلندرم، حسینیم، ہنرورم
ہے نذر یا جناب آپ کی جواہر الکلم
فزوں نہ ہو تو کم نہیں خزینۃ الکلام سے

اداسی شاعر

نوحہ

در و بام رو رہے ہیں تو زمیں سے خون جاری
نہ سُنی گئی کسی سے کبھی داستاں تمہاری
نہیں بھولتا ہے مولا ترے ناز کا زمانہ
سرِ دوشِ مصطفیٰؐ وہ ترا عید گہ کو جانا
مگر آج نوکِ نیزہ تری بن گئی سواری
ہے زمیں سے خون جاری
کہیں آس پاس لاشیں کوئی دور اک جنازہ
یہ کسی جواں کے دل میں ہے سناں کا زخم تازہ
کسی بے زباں کو ہائے یہ لگا ہے تیر کاری
ہے زمیں سے خون جاری
کبھی یاد آئی بانوؑ کبھی لاڈلی سکینہؑ
کبھی سوئے خیمہ دیکھا، کبھی جانبِ مدینہ
کبھی خون سے وضو ہے تو زباں پہ شکرِ باری
ہے زمیں سے خون جاری

کبھی لاشِ نوجواں پردہ جھکے ہوئے ہیں غم سے
کبھی رو پڑے جو دیکھا نہ اُٹھے گی لاش ہم سے
کبھی بہن کو پکارا کہ مدد کرو ہماری

ہے زمیں سے خُون جاری

سرِ نوکِ نیزہ نیزہ وہ سجا کے سر چلے ہیں
وہ نبیؐ کی بیٹیوں کو، لو اسیر کر چلے ہیں
کبھی گر گئی سکینہؑ کبھی رو پڑا مہاری

ہے زمیں سے خُون جاری

جو کٹا ہوا گلا ہے تو زباں پہ آیتیں ہیں
مرے پیشوا کی طاہر یہ عجب تلاوتیں ہیں
نہ حسینؑ سا نمازی نہ کوئی جہاں میں قاری

ہے زمیں سے خُون جاری

○

۱۵ ناموسِ وفا

قمرِ بنی ہاشم، پروانۂ شمعِ امامت
کشتیِ بحرِ طریقت، ثانیِ حیدرِ صفدر
ناموسِ وفا حضرت عبّاس علیہ السّلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح حضرت عباس علیہ السلام

یہ ساعتِ نور دز، یہ انوار بہر سُو
وہ شامِ فسوں سازنہ ظلمات کا جادُو
الحمد قمر بُرجِ شرَف میں نظر آیا
نے عقربِ جرّارہ نہ کیتو ہے نہ راہُو
اِک طُرفہ تجلّی ہے سرِ منبر و محراب
یہ کرنوں کا انبار ہے یا گُنبدِ مینُو مثت
یہ شہرِ پیمبرؐ کے نظرتاب در و بام
مہکار سے پھُولوں کی مہکتے ہوئے مُشکو
ہر باغ پہ ہوتا ہے گُماں خُلدِ بریں کا
جھونکوں میں ہوا کے گُلِ عبّاس کی خوشبُو
ایک ایک روِش رشکِ بہارِ گُلِ ریحاں
ٹیسُو کہیں پھُولا تو کہیں مہکا ہے شبُو
گلبانگِ صلاصل تو کہیں شورِ عنادل
ہر سرو پہ یہ قمریوں کا نعرۂ "یاھُو"

احرارِ ہَوا زمزمہ خواں پاک فضا میں
ہر پیڑ پہ کرتی ہے کوئی فاختہ کُو کُو
آتی ہے کسی سمت سے درّاج کی آواز
کرتے ہوئے ٹیلوں پہ حرّارہ کئی تیہو
یارانِ جواں سال کے ہونٹوں پہ ترانے
ایمن کوئی گاتا ہے جھنجھوٹی کوئی پیلُو
خُوبانِ گُل اندام و پری چہرہ و طنّاز
یہ حلقۂ جاناں میں جوانانِ سخن گُو
مِصر و یمن و رُوم و فلسطین کے اشراف
اِک نُور مدینے سے ہے تا کابل و کے تُو"
سائے میں نخیلوں کے یہ اصحابِ علیؑ ہیں
جرّار و جگر دار و جواں بخت و بلاجُو
غازی بھی نمازی بھی حجازی بھی بہم ہیں
ہاتھوں میں ہے قرآن تو ہونٹوں پہ ہے مُوتُوا
یہ بابِ امامت پہ فرشتوں کی قطاریں
یہ خلوتیانِ اِرم و انجمنِ ھُو!

---

۱ پرندوں کے لئے ترکیب استعمال کی گئی ہے ۲ بٹیر ۳ بٹیروں کے بولنے کی آواز

وہ تختِ طلا کار نظر آئے ہوا پر
یہ قاف کی پریاں وہ نگارانِ سُمیرو[1]
حُورانِ اِرم زاد و نگارانِ بہشتی
یہ طنطنہ و تمکنت و طُرّہ و طرحِ نو
اُف پائے نگاریں میں تڑپتے ہوئے توڑے
بجتے ہوئے خلخالِ چھنکتے ہوئے گھنگھرو
اِک شور کہ فرزند مبارک مرے مولا
یا حیدرِ کرّار، مبارک ہو یہ پسرو
اے پیرِ مغاں جام جگر تاب خدارا
اے ساقیٔ کوثر ہو عطا درد کا دارُو
العظمتہ للہ تبارک و تعالیٰ
خورشید بکف شاہِ نجف، پیرِ من و تو
اللہ رے یہ تیری تصویر علیؑ کی
مَیں اور کہاں وصفِ جمالِ مردِ دلجُو
عبّاسؑ علم دار، ابوالفضلؑ و سپہدار
اِک شیرِ درندہ کی طرح طاقت و نیرو

[1] ہندو مذہب کا مقدس پہاڑ، اندر مہاراج کا آستان، جسے وہ عرش کے برابر مانتے ہیں۔

ماں ان کی امینِ حرمِ فاطمہؑ زہراؑ
بیٹے ہیں وہی زورِ پدر کا وہی خو بُو
میدانِ تہوّر کا ہے شہبازِ اجل ساز
مولا ہیں اور اُن میں نہیں کچھ فرق سرِ مُو
یہ علم یہ عرفان کہ دیتے ہیں علیؑ داد
سینہ ہے کہ اسرارِ الٰہی سے ہے مملُو
فرزندِ برومندِ علیؑ عالمِ یکتا
معلوم ہے جو کچھ ہے پسِ پردہ نہ تُو تُو
حسنینؑ کی خدمت پہ غلامی پہ ہیں سو ناز
زینبؑ کو جو دیکھیں تو جھکا دیں رُخِ نیکو
یہ قامتِ بالا ہے کہ پرچم ہے وفا کا
یہ نُور کا عالم یہ چکا چوند سی ہر سُو
یہ قد ہے کہ معراج ہے تسلیم و رضا کی
ہے لیلۃ الاسریٰ کہ سوادِ شبِ گیسو
چہرے پہ ہے وہ نُور کہ جلنے لگا سُورج
انگارے اُگلتا ہے تنِ حاسدِ کم رُو

وہ رعب اگر چشمِ غضبناک سے دیکھیں
بجلی بھی تڑپنے لگے کہہ کہہ کے اتوبے

دم زالِ نریمان و تہمتن کا ہوا ہو
کیا ہمتِ سہراب و جوانمردیٔ برزرد[1]

یہ وہ ہیں وفا جن کے لئے کی گئی پیدا
تاریخ نے دیکھا نہیں ایسا کوئی گبھرو

یہ دشتِ بلا خیز یہ میدانِ قیامت
سُورج کی تمازت سے یہ تپتی ہوئی بالو

پُر قہر و شرر بار سمُوم ستم آرا
شعلوں کی شپا شپ ہے کہ یہ جلتی ہوئی لو

خیمے سے جو نکلے تو اُبلنے لگیں آنکھیں
ہچکی جو کوئی لے تو بھڑکنے لگے تالو

پانی پہ کمینوں کے لعینوں کے وہ پہرے
کرنے لگے شبیرؑ کے انصار تگا پو

یہ شام کی فوجوں کے پرے لشکرِ اشرار
کوفے کے ستم گار کہیں تکے کے بدّو

[1] لہ برزرد سہراب کا بیٹا ملکہ گرد آفرید کے بطن سے تھا اور اسفندیار کی بیٹی سے بیاہا گیا۔ طاہر

صُورت سے نظر آتے ہیں یہ لوگ مسلماں
فاسق ہیں، منافق ہیں یہ قاتل ہیں یہ ڈاکو

یہ لوگ مسلماں جو ہوئے بھی تو ہوئے کیا
دیکھا ہے کبھی زہر سے خالی کوئی بچھو

طینت کی، طبیعت کی بُرائی نہیں جاتی
ناچے تو قلندر نہیں بنتا کوئی بھالو

ہوتا ہے جگر خوارہ کا بیٹا بھی درندہ
خنزیر ہوا کرتا ہے خنزیر کا خالو

اولادِ پیمبرؐ کے لئے بند ہے پانی
سیراب یہودی و نصاریٰ ہوں کہ ہندو

یہ حکم کہ پانی نہ پیئے آلِ محمدؐ
مر جائیں ترستے ہوئے مظلوم کے گُرو

دیکھی نہ گئی تشنگیٔ بادشہِ دیں
دیکھے نہ گئے چشمِ سکینہؑ میں بھی آنسو

جاتے ہیں وہ مشکیزہ لئے جانبِ دریا
رہ رہ کے کڑکتی ہے کمانِ خمِ ابرو

اللہ رے رہوار کی چھل بل یہ چھما چھم
جاتا ہے کوئی سن سے وہ نکلا ہُوا جادُو
یہ گھاٹ پہ دُشمن کی صفیں مدِ مقابل
لو بپھرا ہُوا شیر دہاڑا ہے لبِ جُو
پرچم جو کھُلا پردہ اُٹھا فتح وظفر کا
فرمانِ قضا ہے نہ فصیلیں ہیں نہ بارُو
سا کھے کی لڑائی کوئی دُشمن نہ لڑے گا
مارا ہے ابھی ابنِ رکابؔ ایسا جفا جُو
اِک وار ہی میں چھوڑ دیا فوجِ عدو کو
سر کٹنے لگے جیسے کوئی کاٹ دے کاہُو
وہ لاشوں کے انبار میں تُپ تُپ گئے مُردار
گُم ہو گئے میدانِ قضا میں کئی لِو لُو حق
جو سامنے آیا، وہ تڑپتا نظر آیا
گردن رہی باقی نہ سلامت رہے زانُو
وہ نوک میں شمشیر کی سرِ صف شکنوں کے
جس طرح پرولے کوئی تلوار میں لیمُو

تارے نظر آنے لگے اربابِ ستم کو
تلوار وہ غازی کی جگر دوز و حنا رُو
جنگاہ میں اُڑتے ہوئے چھینٹے وہ لہُو کے
وہ شب کے اندھیرے میں چمکتے ہوئے جگنُو
برپا ہے لعینوں میں قیامت یہ قیامت
اِک تشنہ مُجاہد سے بچانے لگے پہلُو
فوجیں نظر آئیں نہ رسالے نظر آئے
خرگاہ نہ خیمے نہ قناتیں ہیں نہ تنبُو
مشکیزہ بھرا آپ نے رہوار پہ جھک کر
پھر نہر سے پانی کا لیا آپ نے چُلّو
دُشمن سے کہا ہم نہیں پینے کے یہ دیکھو
دریا پہ بھی قبضہ ہے طبیعت پہ بھی قابُو
روتے ہوئے دریا سے نکل آئے علمدارؑ
آنکھوں پہ ہے رکھا ہُوا دستار کا پلّو
تلواروں پہ تلواریں برستی نظر آئیں
ہونے لگے سینے میں کئی تیر ترازُو

شانوں پہ رکھے مشک و علم لڑنے لگے ہیں
یہ کیا ہوا وہ کٹ کے گرے خاک پہ بازو
دندانِ مبارک میں لیے مشکِ سکینہؑ
وہ شیر چلا منہ میں دبائے ہوئے آہو
وہ گرز کے صدمے سے گرے خاک پہ عباسؑ
رخصت ہوا شبیرؑ کا لو قوتِ بازو
یہ نوبت و نقارہ و ناقوس کی آواز
وہ فوجِ ستم گار میں بجتے ہوئے ڈمرو
روتے ہوئے شبیرؑ چلے جانبِ دریا
چلائیں سکینہؑ مرے عمو مرے عمو!
بستر پہ تڑپنے لگے وہ عابدؑ بیمار
خیموں میں ہیں کھولے ہوئے سیدانیاں گیسو
ہیں نوحہ کناں زینبؑ و کلثومؑ و رقیہؑ
غش کھا کے گریں خاک پہ عباسؑ کی جورو
خیامِ حسینیؑ میں قیامت ہوئی برپا
آشوب کا عالم نظر آنے لگا ہر سو

سرِ ساحلِ دریا سے ٹپکنے لگیں موجیں
وہ لاش پہ گرنے لگے اڑ اڑ کے پکھیرو
لعنت عمرِ سعد پہ اور شمرِ لعیں پر
بر دینِ عبیداللہ و بر نامِ شہِ اُد
ڈر ڈر کے لکھا آپ کا سرکار قصیدہ
کیا جوشِ بیاں لطفِ زباں کیا مری اردو
انعام کہ ہو روضۂ اقدس کی زیارت
دیکھوں تو شہادت گہِ مردانِ وفا خو
اے ساقیِ کوثر کے پسر لطف خدارا
دربار میں طاہر بھی کسی روز ہو مدعو

○

نوحہ

کہتی تھی سکینہؑ سے زینبؑ کہ نہ رو بیٹیا ؎ پردیس کا عالم ہے خاموش رہو بیٹیا!
رونے کی اجازت بھی دیتے ہی نہیں ظالم ؎ دیکھیں ابھی کیا گزرے کیا کیا ابھی ہو بیٹیا
وہ قید وہ تنہائی، معصوم جو گھبرائی ؎ زہراؑ کی صدا آئی، تم صبر کرو بیٹیا
در وا آئے پہ زنداں کے کہتی تھی ربابؑ آکر ؎ ماں تم کو بلاتی ہے آواز تو دو بیٹیا

یہ داغ یتیمی کا یہ رنج غریبی کے ❊ بھولیں گے نہ یہ صدمے سیدانیوں کو بیٹا
یوں لاشۂ اصغرؑ پر بانو نے کہا رو کر ❊ ہم شام کو جاتے ہیں تم شاد رہو بیٹا
اکبرؑ کے جنازے پر کلثومؑ یہ کہتی تھی ❊ صغراؑ کو بتائیں کیا تم کچھ تو کہو بیٹا

○

نوحہ

بنتِ زہراؑ ترے حالات پہ رونا آیا ❊ تری تقدیر تری ذات پہ رونا آیا
قتلِ شبیرؑ کو جو کرتے ہیں کلمہ پڑھ کر ❊ اُن کے ایمان پہ عادات پہ رونا آیا
ننگے سر دشمنِ بے دین کی باتوں کا جواب ❊ بنتِ زہراؑ تری ہر بات پہ رونا آیا
بھر گئی آنکھ میں اولادِ محمدؐ کی پیاس ❊ آئی برسات تو برسات پہ رونا آیا
کبھی زہراؑ کبھی زینبؑ گئی درباروں میں ❊ رٹنے والوں کو روایات پہ رونا آیا
ننگے سر بیبیاں ہیں مردوں کے سر نیزوں پر ❊ علی اکبرؑ تیری بارات پہ رونا آیا
کربلا، کوفہ، کبھی شام کی یاد آتی ہے ❊ اپنے مولا کے مقامات پہ رونا آیا
ننگے سر فاطمہؑ کی بیٹیاں بازاروں میں ❊ ہم کو تو قسمتِ سادات پہ رونا آیا

غمِ شبیرؑ میں رویا کبھی جعفر طاہر
کبھی اُمت کے خیالات پہ رونا آیا

○

"خزینۃ الکلام"

شریکۃ الحسینؑ، ثانیِ بتولؑ، فخرِ مریمؑ و آسیہؑ

بنتِ علیؑ حضرت سیدہ زہرا ثانی علیہا السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح حضرت سیّد زینب علیہ السّلام

یہ خاندان حضرتِ خلیلؑ نیک نام ہے
یہ عرش احتشام ہے یہ آسماں مقام ہے
یہ آستاں ازل کے دن سے قبلۂ انام ہے
یہ بابِ رحمت و درِ اُمیدِ خاص و عام ہے
یہ خانداں وہ ہے کہ جس پہ ہر شرف تمام ہے

ش

جو فردِ خانداں بھی ہے وہ سروِ سبز فام ہے
کوئی رسولؑ ہے کوئی نبیؐ کوئی امام ہے
کسی کے ہاتھ میں حیات و موت کا نظام ہے
کسی کے آستاں پہ جبرئیلؑ صبح و شام ہے
امیر کیا امیر ہے، غلام کیا غلام ہے

قریش نامدار کی وہ دخترانِ پاک رُو
وہ عزّتوں کی پاسباں وہ عصمتوں کی آبرُو
فصاحتیں نثار جس پہ ہوں وہ حُسنِ گفتگو
یہ لہجہ ہائے پاک سلسبیلِ صاف کے سبُو
زباں کیا زباں ہے، کلام کیا کلام ہے

ش

شریف، نیکدل خدا شناس پاک بیبیاں
حریمِ ہاشمی میں دین کے نُور کی تجلیاں!
نبوّتوں کی پرورش کریں وہ پاک ہستیاں
بھری بھری یہ گودیاں امانتوں کی بستیاں
یہ پاک لوریاں کہ جن میں دین کا پیام ہے

ش

یہ بیبیاں کہ ناپسند جن کو خود نمائیاں
یہ بیٹیاں کہ جانتی نہیں ہیں خودستائیاں
نہ ان میں بے وفائیاں نہ ان میں کج ادائیاں
یہ دُلہنیں کہ حُوریانِ خُلد ان کی دائیاں
جدارِ کعبہ شق ہوئی یہ شانِ احترام ہے

یہ اُمِّ طالبؓ وعقیلؓ وجعفرؓ وعلیؑ ولی
یہ پاکباز وخوش مزاج ومہربان ومتّقی
یہ جس کا ایک لختِ دل ہے افتخارِ ہر وصی
یہ جس کے گھر میں کھیلتا ہے تاجدارِ ہر نبیؐ
رسولؐ جس کو ماں کہے یہی وہ نیکنام ہے

ﭤ

یہ ایک سیّدہ نظر نظر میں جس کی عفّتیں
قدم اُٹھیں تو مرحبا کہیں اِرم کی رفعتیں
جبینِ پاک پر نثار قدسیوں کی عصمتیں
یہ جس کی مسکراہٹوں میں طرفہ کار جنّتیں
وفورِ مال وزر نظر میں ہیچ ہے حرام ہے

ﭤ

یہی ہے وہ جو محرمِ شہنشہِ حجاز ہے
یہی ہے جس کی برکتوں سے دین سرفراز ہے
یہ شاہزادیٔ عرب، کہ بات بھی نماز ہے
یہی ہے جس کی ذات پر مرے نبیؐ کو ناز ہے
یہ حجّتِ خدا عروسِ سرورِ انام ہے

حریمِ مصطفےٰ کو عزّتیں ملیں بتولؑ سے
بتولؑ سے رسولؐ ہیں بتولؑ ہیں رسولؐ سے
مہک رہا ہے باغِ دینِ نبیؐ کے ایک پھول سے
مگر تو آشنا نہیں ہے دین کے اصول سے
وِلا نہ اُن کی ہو تو پھر نماز بھی حرام ہے

ﭤ

یہ دیکھ پیتا ہے جبرئیلؑ کس کی چکّیاں
نجوم کس کے آستاں پہ لے رہے ہیں سسکیاں
صحابہؓ رسولؐ کی بندھی ہوئی ہیں ہچکیاں
خدا کو ہیں پسند کس کے گھر کی خشک روٹیاں
کلامِ کبریا میں کون ہے جسے کلام ہے

ﭤ

فضیلتیں نہ دو کسی کو دوستو! بتولؑ پر
حواس کو نہیں ہے برتری کبھی عقول پر
ادب سے التجا ہے یہ چلو کسی اصول پر
کسی کو فوق دیجئے نہ عترتِ رسولؐ پر
کنیز پھر کنیز ہے، غلام پھر غلام ہے

بتُولؑ زادیوں سے کیا بھلا کسی کو نسبتیں
حجابِ نُورِ کبریا کی پردہ دار صُورتیں
یہ مصحفِ رسُولِ دوجہاں کی پاک آیتیں
علیؑ کی ان میں عظمتیں تو فاطمہؑ کی غیرتیں
انہیں کے نام سے جہاں میں کربلا کا نام ہے

ٌ

مری زباں پہ ذکرِ بنتِ شاہِ مشرقینؑ ہے
یہ نُورِ چشمِ فاطمہؑ نبیؐ کے دل کا چین ہے
حسنؑ کی جان ہے تو یہ علیؑ کی نُورِ عین ہے
یہ نائبِ بتُولؑ ہے شریکۃ الحُسینؑ ہے
ہے اسمِ پاک زینبؑ و لقب اسیرِ شام ہے

ٌ

یہ مُروہ و صفا کے دل کی روشنی ہے نُور ہے
دلیر، بُردبار، شیر دل، جری، غیُور ہے
یہ بے کسی کا زور ہے یہ عزم کا غرُور ہے
حُسینؑ کا مزاج ہے، بتُولؑ کا شعُور ہے
رسُولؐ کی اذاں تو انقلاب کا پیام ہے

رگوں میں خُون بادشاہِ خیبر و حنینؑ ہے
حریمِ کربلا کی آبرُو ہے زیب و زین ہے
جو مرتبہ علیؑ و فاطمہؑ کے بین بین ہے
یہ ہُوبہُو بتُولؑ ہے یہ نُورِ نیّرین ہے
یہ عین مین مرتضیٰؑ یہ خواہرِ امام ہے

ٌ

یہ رات رات بھر خدائے پاک کی عبادتیں
دمِ سحر کلامِ کبریا کی یہ تلاوتیں
سُخن سُخن میں لہجۂ رسُولؐ کی حلاوتیں
وہی علیؑ کی عادتیں تو سیّدہؑ کی خصلتیں
رکُوع ہے، سجُود ہے، قعُود ہے قیام ہے

ٌ

نقابِ رُخ جو رُوئے پاک سے ذرا اتر گیا
تو آفتابِ صبح رعب سے ٹھٹھر ٹھٹھر گیا
جو کارواں جو قافلہ جہاں بھی تھا ٹھہر گیا
وہ اہلِ شہر ڈر گئے دلوں میں خوف بھر گیا
ابھی ابھی تو صبح تھی، ابھی ابھی یہ شام ہے

یہ وہ ہے جس کا لفظ لفظ حکمتوں کا باب ہے
یہ وہ ہے جس کی بات بات معنیٔ کتاب ہے
نواسیٔ رسولؐ ہے یہ بنتِ بوترابؑ ہے
اسی جھکی جھکی کمر سے دین پر شباب ہے
اسی کا گھر ہے جس کا نام مسجد الحرام ہے

ؔ

یہ قصرِ مرتضیٰؑ کی چاندنی یہ نورِ دل نشیں
یہ نور جس سے جگمگا گئی حرم کی سرزمیں
جھکی تو بارگاہِ کبریا ہی میں جھکی جبیں
نمازِ شب کبھی قضا ہوئی نہیں نہیں نہیں
یہ قید میں بھی تو نمازِ شب کا اہتمام ہے

ؔ

قدم قدم پہ شاہِ کربلا کی رازداں رہی
یہ ناتواں کہ آلِ مصطفیٰ کی پاسباں رہی
یہ کربلا سے شام تک امیرِ کارواں رہی
نہ پوچھئے کہاں کہاں گئی کہاں کہاں رہی
جہاں جہاں سرِ حسینؑ ہے وہیں قیام ہے

عجیب واقعات ہیں عجیب واردات ہے
نبیؐ کی بیٹیاں ہیں اور کربلا کی رات ہے
یہ وہ ہے جس سے شرمسار آجتک فرات ہے
یہی ہے جس کا آلِ مصطفیٰ کے سر پہ ہات ہے
نظر سرِ حسینؑ پر کبھی سوئے خیام ہے

ؔ

طرف طرف صدائے الاماں ہے شور و شین ہے
عجیب اضطراب ہے نہ صبر ہے نہ چین ہے
نہ مسلم ابن عوسجہؓ نہ اب زہیرؓ قین ہے
علیؑ کی بیٹیاں ہیں اور زباں پہ یا حسینؑ ہے
نہ آرزوئے آب ہے نہ خواہشِ طعام ہے

ؔ

یہ شامِ غم یہ ریگ زار پُر اجل یہ ابتری
یہ ننھی ننھی بچیاں، یہ بیبیاں ڈری ڈری
ہیں پہرہ دار دیکھئے تو آج زینبِؑ جری
نثار بے بسی کی جراتوں پہ زورِ حیدری
اے غم نصیب تجھ پہ ہر غیور کا سلام ہے

کلائیاں مروڑ دیں سیاستِ یزید کی
ملا دیں آرزوئیں خاک میں دلِ پلید کی
اسی غریب کو رُلا کے شامیوں نے عید کی
یہ ایک سوگوار کربلا کے ہر شہید کی
یہ صابرہ کہ صبر جس کی ذات پر تمام ہے

ث

یہ دیکھئے دمشق ہے یہی وہ شہرِ شام ہے
جہاں امام رو پڑا یہی تو وہ مقام ہے
لباسِ فاخرہ ہیں شہر بھر میں دھوم دھام ہے
یہ قیدیوں کے داخلے پہ ہائے جشنِ عام ہے
قدم قدم پہ قہقہے تو ظلم گام گام ہے

ث

بھری ہوئی ہیں پتھروں سے عورتوں کی جھولیاں
زنانِ فاحشہ کی راستوں پہ لاکھ ٹولیاں
ستم شعار بولتے ہوئے ہزار بولیاں
لہو سے کھیلتے ہوئے یہ بد سرشت ہولیاں
سرِ حسینؑ دیکھئے پسر سے ہمکلام ہے

وہ تخت پر یزیدؔ ہے یزیدؔ کے مشیر ہیں
وہ زرنگار کرسیوں پہ شام کے شریر ہیں
طلائی مسندوں پہ غیر قوم کے سفیر ہیں
جو دھوپ میں کھڑے ہیں کربلا کے یہ اسیر ہیں
رسولؐ زادیوں کے دیکھنے کو اذنِ عام ہے

ث

یزید شغل کر رہا ہے جام و کعبتین سے
چھڑی کو چھو رہا ہے یہ لعیں لبِ حسینؑ سے
وہ ہمکلام ہو گیا نبیؐ کی نورِ عین سے
تڑپ کے بولنے لگیں لسانِ صادقین سے
علیؑ کی تیغ دیکھئے کہاں پہ بے نیام ہے

ث

"ہمارا حال جو ہوا ہمارا جو بھی حال ہے
یہ اہلِ دل کا امتحاں ہے شکرِ ذوالجلال ہے
جواں اگر شہید ہو گئے تو کیا ملال ہے
تجھے خبر نہیں جو تیرے کام کا مآل ہے
یہ تو کہ تیرے نام پر بھی لعنتِ دوام ہے

مقامِ کبریا کی ادنیٰ تجھے خبر نہیں
حیاتِ اولیا پہ لے یقیں تری نظر نہیں
یہ ہم ہیں جن سے بڑھ کے انبیا بھی معتبر نہیں
خدا کا خوف ہے ہمیں کسی کا آج ڈر نہیں
ذلیل زندگی شریف شخص پر حرام ہے

ؔ

تری نظر تو آج بھی ہے لات پر منات پر
تو انتقامِ بدر و اُحد لے چکا فرات پر
مگر یہ دستِ ناتواں ہے نبضِ کائنات پر
یہ دیکھ نور کھیلنے لگا رُخِ حیات پر
ہمارا خون آبروئے حرمتِ عوام ہے

ؔ

ہمارا گھر وہ ہے جہاں شعور کو زباں ملی
ہمارے آستاں پہ اہلِ علم کو اماں ملی
نظر کو آرزو دلوں کو لذتِ فغاں ملی
شہید ہو گئے تو کیا حیاتِ جاوداں ملی
کریں گے ڈر کے بیعتیں ترا خیالِ خام ہے

تجھے یہی خوشی ہے میری شاخ شاخ کٹ گئی
علیؑ و فاطمہؑ کی ایک ایک چیز بٹ گئی!
مگر نقابِ دیں جو تیرے رُخ پہ تھی اُلٹ گئی
یہ دیکھ رُت بدل گئی ابھی ہوا پلٹ گئی
تو ایک صیدِ ناتواں کہ آج زیرِ دام ہے"

ؔ

ادھر یہ گفتگو تھی ناگہاں اُدھر اذاں ہوئی
امام کی زباں صداقتوں کی ترجماں ہوئی
بلند اک صدا ستمگروں کے درمیاں ہوئی
"یزیدیو! ہماری شان آج پھر عیاں ہوئی
اذاں میں کس کے جدِ محترم کا پاک نام ہے

ؔ

ہجومِ دشمناں میں سیدہ گہر فروش ہے
علیؑ کی یہ زبان ہے یہ لہجۂ سروش ہے
کلام ہے کہ ایک بحرِ تند و پُرخروش ہے
یزید شرمسار ہے تو شمر بھی خموش ہے
سفیرِ ملکِ روم کی زباں پہ السلام ہے

شریکۃ الحسینؑ کی جہاں کو پھر تلاش ہے
حصارِ کفر جس کی ضربتوں سے پاش پاش ہے
تری صدائے پاک سے دلوں میں ارتعاش ہے
یہ تو کہ جس کے پاؤں میں یزیدیت کی لاش ہے
نہ ذوالفقار ہے نہ کوئی ہاتھ میں حسام ہے

ﷺ

قسم لیالِ عشر کی وہ رات بھولتی نہیں
وہ آنسوؤں کی دشت میں برات بھولتی نہیں
جہادِ کربلا میں تیری ذات بھولتی نہیں
فراقِ دائمی کی بات بات بھولتی نہیں
کبھی تسلّیاں کبھی نظر میں قتلِ عام ہے

ﷺ

کبھی گلوئے شاہ کو گھڑی گھڑی وہ چومنا
کبھی یہ التجا کہ بھائی خلد میں نہ بھولنا
نجومِ شب کے ساتھ ساتھ ہائے دل کا ڈوبنا
کبھی کبھی خیامِ پاک میں وہ اٹھ کے گھومنا
کبھی یہ سوچنا کہ آج داستاں تمام ہے

وہ شب کہ جب یتیم گھاٹیوں میں چھپ کے سو گئے
ادھر کو اک چلا گیا تو اُس طرف کو دو گئے
جناب نے گنا، پتا چلا کہ لال کھو گئے
کوئی تو مل گیا، مگر کئی شہید ہو گئے
رواں یہ ریت پر لہو کی موجِ خوش خرام ہے

ﷺ

یہ تیرے گیسوؤں میں دشتِ نینوا کی خاک ہے !
یہ ہر شہیدِ کربلا کی یادگارِ پاک ہے !
میں کیا ہوں شاہِ دیں کا دل بھی غم سے چاک چاک ہے
تو دور ہے حسینؑ سے یہ بات دردناک ہے
کہاں دیارِ کربلا کہاں زمینِ شام ہے

ﷺ

حضور دور دور بستیاں یہ کیا بسائیاں
یہ روٹھنا تو جانتی نہ تھیں علیؑ کی جائیاں
یہ کس لئے پسند کیں غریب سے جدائیاں
حضور کس مقام پر یہ محفلیں سجائیاں
نہ پاس عونؑ سے پسر نہ جونؑ سا غلام ہے

شہیدِ کربلا کی آنکھ محوِ انتظار ہے
کنارِ نہر ایک باوفا بھی اشکبار ہے
سُنا حضور! اکبرِ جواں بھی سوگوار ہے
حضور! حضرتِ حسنؑ کا چاند بے قرار ہے
جناب آئیے کہ منتظر مرا امام ہے

۞

یہ طاہرِ شکستہ حال آپ کا غلام ہے
مگر وہ آپ کی محبتوں سے شاد کام ہے
یہ رُوسیاہ طالبِ عنایتِ مدام ہے
حضور ہی کی نذر یہ خزینۃ الکلام ہے
خطائیں بخش دیجئے کہ شیوہ کرام ہے

○

رائتِ کبریا

نوابِ کربلا، عاشقِ الٰہ، حضرت اباعبداللہ

رائتِ کبریا حضرت امام حُسینؑ علیہ السّلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح حضرت امام حسین علیہ السلام

اے ساقیٔ رنگیں ادا ٭ اے شاہدِ شیریں نوا
کوثر پلا، زمزم بہا ٭ بربط اٹھا، الحان سنا
نغمے لٹا، تانیں اڑا

وہ غم کا سورج ڈھل گیا ٭ ایسی لگی خود جل گیا
اپنا عمل بھی چل گیا ٭ دوزخ میں سر کے بل گیا
ظالم نے کیا پائی سزا

کیسی سہانی شام ہے ٭ آرام ہی آرام ہے
نے کاوشِ آلام ہے ٭ نے کاہشِ ایام ہے
غم ہے نہ کوئی ابتلا

ہے شاد چرخِ واژگوں ٭ یہ روشنی حد سے فزوں
یہ رات کا سحر و فسوں ٭ خاموش عقلِ ذو فنوں
حل ہو گیا ہر مسئلہ

یہ حلقۂ رقاصگاں ٭ یہ مشتری یہ کہکشاں
مریخ بھی ہے مہرباں ٭ دستِ عطارد زر فشاں
ہنستے ہوئے ماہ و سہا

دیکھی ثریا کی پھبن ٭ گردن میں ہیں نونورتن
جوزا کا طرفہ بانکپن ٭ ہمراہ پروین و پرن
جھرمٹ بنات النعش کا

طوبیٰ ادھر مہکا ہوا ٭ سدرہ ادھر لہکا ہوا
ہر پھول ہے دہکا ہوا ٭ رضواں بھی ہے بہکا ہوا
کہتا ہے کچھ کرتا ہے کیا

جنت میں ہے عزت بڑی ٭ گردن میں ہے پگڑی پڑی
ہاتھوں میں پھولوں کی چھڑی ٭ آنکھیں مغاں پر ہیں گڑی
بھیگی ہوئی ساری قبا

ہر سمت کتنے ماہ رو ٭ رامش گرانِ بزمِ ھو
یہ شبنمِ صد گفتگو ٭ آنکھوں میں سوزِ آرزو
یہ شعلۂ رنگِ حنا

ہر شے گلابی ہو گئی ٭ دنیا شرابی ہو گئی
رت بوترابی ہو گئی ٭ کتنی شتابی ہو گئی

ہر چیز روشن پُرضیا

غنچہ دَہن، سیمیں بدَن ؎ لعلِ لباں رشکِ چمن
زُلفیں شکن اندر شکن ؎ کتنے ختن اندر ختن
کتنے خطا اندر خطا

یہ اچپلی البیلیاں ؎ رضواں کی ساری چیلیاں
یہ ناز، یہ اٹھکھیلیاں ؎ کرتی ہیں کیا خوش فعلیاں
اعجاز ہے اِک اِک ادا

دیکھو تو یہ گُل پوشیاں ؎ حُوروں کی ہم آغوشیاں
غلماں کی یہ مے نوشیاں ؎ مخمُوریاں، مدہوشیاں
پیتے ہیں قدسی بَرملا

یہ شام شامِ عید ہے ؎ نغمہ سرا ناہید ہے
عالم کو اذنِ دید ہے ؎ میخانۂ توحید ہے
ساقی بنے ہیں انبیاء

یہ تیسری شعبان کی ؎ یہ شب ترالی شان کی
یہ چاندنی ایمان کی ؎ یہ روشنی قرآن کی
اللہ رے کشف الغطآر

یہ شہر کے چھوٹے بڑے ؎ ہیں بابِ حیدر پر کھڑے

بچے جو کاندھوں پر چڑھے ؎ سر سے عمامے گر پڑے
یہ قہقہے پر قہقہا!

زہرؑا کے گھر میں شادیاں ؎ ہر سُو مبارکبادیاں
حاضر ہیں جنّت زادیاں ؎ خوش نانیاں خوش دادیاں
حوّاؑ، خدیجہؑ، فاطمہؑ

جُملہ رسُولانِ سلف ؎ بیٹھے ہوئے ہیں صف بہ صف
اللہ یہ عزّ و شرف ؎ کہتے ہیں یا شاہِ نجف
مولا نے کیا بیٹا دیا

اصحاب ہیں سارے بہم ؎ اشراف حاضر بیش کم
ہنستے ہوئے اہلِ حرم ؎ خنداں رسُولؐ ذی حشم
خیر الامم، خیر الورٰا

حُوریں، فرشتے، اولیا ؎ مصر و یمن کے باصفا
نوکر، کنیزیں، بارہا ؎ کہتی ہیں یا مشکل کشا
اهلاً و سہلاً، مرحبا

مسجد سے جب اُٹھے نبیؐ ؎ ہمراہ خلقت ہو گئی
گھر میں لگی ہے بھیڑ سی ؎ بھاگیں کدھر جائیں علیؑ
بنتِ نبیؐ ہنستی ہیں کیا

کہتے ہیں یہ سب سے حسنؑ ÷ جوڑی گئی اپنی تو بن
یہ لُطف ربِّ ذوالمنن ÷ اب ہوگئے ہم پنجتن
طُغرا مکمّل ہو گیا

ہر سُو خوشی کا دَور ہے ÷ حضرتؐ کا عالم اور ہے
کچھ فکر ہے کچھ غور ہے ÷ یہ انبیاء کا طور ہے
وحی کا سا عالم ہُوا

کیا وحی و الہام ہے ÷ تہنیت و پیغام ہے
اللہ کا انعام ہے ÷ حضرت کے لبؐ پہ نام ہے
تابِ سُخن دل کی جِلا

بولے حسنؑ فرمائیے ÷ نانا ہمیں بتلائیے
بولے علیؑ سے لائیے ÷ فرزند تو دکھلائیے
دیکھیں حسینؑ کربلا

سُن لیں یہ زہراؑ و علیؑ ÷ دونوں ہیں یہ سبطِ نبیؐ
بیٹے نہ کہنا تم کبھی ÷ میرے ہیں یہ مرد ہی
دونوں ہیں میرے مرتقا

شبّرؑ ہے وہ شبیرؑ یہ ÷ اِسلام کی تقدیر یہ
تلوار یہ شمشیر یہ ÷ میری کماں کے تیر یہ

باطِل کو فرمانِ قضا

سرمایۂ آدمؑ یہی ÷ ہیں نوحؑ کے محرم یہی
نُورِ دلِ مریمؑ یہی ÷ ہیں خضرؑ کے ہمدم یہی
ہیں آپ موسیٰؑ کے عصا

حاضر تھے یہ لاہوت میں ÷ عرصہ گہِ ناسُوت میں
یُونسؑ کو بطنِ حُوت میں ÷ تسکین دی تابُوت میں
یُوسفؑ کو یکتا کر دیا

عیسیٰؑ کی باندھی کیا ہوا ÷ مٹی کا پُتلا اُڑ چلا
یحییٰؑ پرستارِ حیا ÷ یہ شیوۂ صبر و رضا
ایُّوبؑ حیراں رہ گیا

داؤدؑ کے نغمات میں ÷ انجیل میں توراۃ میں
قرآن کی آیات میں ÷ چاروں صحیفہ جات میں
ہے ذکر ان کا جا بجا

یہ آلِ ابراہیمؑ ہیں ÷ یہ لائقِ تعظیم ہیں
یہ واجب التکریم ہیں ÷ یہ سُورۂ تحریم ہیں
یہ اِنّما، یہ ھل اَتیٰ

سب سے الگ عادات میں ÷ سارے شرف اِک ذات میں

یہ ہمسری کس بات میں ٭ ہے فرق دن اور رات میں
خاکی کجا، نوری کجا

یہ رَقِّ منشورِ کرم ٭ بُنیانِ مرصوصِ حرم
مایہ دہِ ذرّو نسَم ٭ دیکھا تو بول اُٹھے صنَم
صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ

کیا کہیے کیا حسنینؓ ہیں ٭ حضرتؐ کے نورالعین ہیں
سرکارؐ کے سبطین ہیں ٭ یہ ہیں جو ذوالنّورین ہیں
نورِ نبیؐ، نورِ خدا

یہ نورِ چشمِ مصطفےٰؐ ٭ تسکینِ جانِ مرتضیٰؓ
اے مدّعی یہ تو بتا ٭ اِن سا کوئی دیکھا سُنا!
از دورِ آدمؑ تا یُمَا

یہ ظلِّ ممدودِ الٰہ ٭ نانا سا دِل، ماں سی نگہ
سر پر علیؓ کی ہے کلُہ ٭ یہ دینِ حق یہ جاں پنہ
پایا یہ کس نے مرتبہ

روشن رُخ و روشن جبیں ٭ اسلام کا مہرِ مبیں
یہ لختِ ختم المرسلینؐ ٭ بر شہپرِ رُوح الامیںؑ
بیٹھا ہے جھولا جھولتا

نسبت نہ آب و خاک سے ٭ نے آتشِ بیباک سے
یہ ہیں رسُولِ پاکؐ سے ٭ نورِ شہِؐ لولاک سے
یہ سب ہیں نورِ کبریا

یہ عید کی صبحِ مبیں ٭ اونٹوں پہ اطفالِ حسیں
یہ فاطمہؑ کا مہ جبیں ٭ بر دوشِ خیر المرسلینؐ
مچلا ہوا، رُوٹھا ہوا

حضرت ہیں موتی رولتے ٭ امرت فضائیں گھولتے
عقدے ہزاروں کھولتے ٭ ناقوں کی صورت بولتے
بہلا رہے ہیں مصطفےٰؐ

اللہ رے بچے کی ہٹ ٭ زہراؑ گئیں بڑھ کر لپٹ
بولے علیؑ سے مت جھپٹ ٭ آ کر گئے گھر سے پلٹ
گلیوں میں غوغا مچ گیا

بولے جنابِ بوبکرؓ ٭ ناقہ ہے سب سے نیک تر
دیکھا نہ ایسا عُمر بھر ٭ فرمایا یہ سچ ہے مگر
اسوار بھی دیکھا ہے کیا

آیا ہے بچہ کھیل کر ٭ سجدے میں ہیں خیر البشرؐ
لو چڑھ گیا وہ دوش پر ٭ حکمِ خدا پہنچا اُدھر

سجدے سے مت اب سر اُٹھا

سجدے ترے مرغوب ہیں ٭ تیری نمازیں خوب ہیں
اللہ کو محبوب ہیں ٭ سب انبیاء مرغوب ہیں

آنے دے لیکن کربلا

بچوں کی لاشیں چار سُو ٭ تیغوں کی زد پہ آبرو
پانی کہاں، کیسا وضُو ٭ بہرِ تیمّم بھی لہُو

بیٹے کا سجدہ دیکھنا

سجدہ ہے وہ مطلوبِ حق ٭ ہو انبیاء کا رنگ فق
آئے رسُولوں کو عرق ٭ سینے فرشتوں کے ہوں شق

سجدے میں سر تن سے جُدا

کیا شان ہو ان کی بیاں ٭ بابا علیؑ زہراؑ سی ماں
نانا رسُولِؐ دو جہاں ٭ خود بھی دِلوں پہ حکمراں

تطہیر کی تن پر رِدا

یہ سروِ گلزارِ صمَد ٭ شمشادِ بستانِ احَد
یہ آبروئے ابِّ جد ٭ یہ آمرِ مُلکِ اَبد

یہ مالکِ تختِ بقا

کوئی کرے کیا ہمسری ٭ یہ ہر خطا سے ہیں بری

حاصل جہاں پر برتری ٭ عالم پہ ان کی سروری

یہ انبیاء کے پیشوا

یہ دین کی تنویر ہیں ٭ توحید کی تکبیر ہیں
یہ شبّرؑ و شبیّرؑ ہیں ٭ اسلام کی تصویر ہیں

کتنی مکمل واہ وا

یہ جامۂ و تعبیر ہیں ٭ میثاق کی توقیر ہیں
یہ حلقہ و زنجیر ہیں ٭ یہ خطبہ و تقریر ہیں

یہ نغمۂ قالُوا بلیٰ

یہ زمزم و میزاب بھی ٭ یہ منبر و محراب بھی
شہرِ نبیؐ کا باب بھی ٭ خورشید بھی مہتاب بھی

شامِ غریباں کی ضیاء

یہ قسط بھی، میزان بھی ٭ یہ عرش کے سکّان بھی
یہ صاحبِ قرآن بھی ٭ یہ دین کے ارکان بھی

یہ کعبہ و مَروہ، صفا

یہ عابد و معبُود ہیں ٭ یہ ساجد و مسجُود ہیں
یہ شاہد و مشہُود ہیں ٭ یہ غائب و موجُود ہیں

لاہور دیتا ہے صَدا

یہ غازیوں کے راہبر ÷ ہر گام پر سینہ سپر
کیسا خطر، کس کا خذر ÷ خاکِ چو نندہ شُکر کر
پہنچا وہ پُورِ لافتیٰ

میدان کاری مرحبا ÷ یہ جاں نثاری مرحبا
ہر ضرب بھاری مرحبا ÷ ہر وار کاری مرحبا
دیکھو علَم لہرا دیا

ان کا لقب شبّیرؑ ہے ÷ مظلوم دبے تقصیر ہے
کیا نام میں تاثیر ہے ÷ اکسیر ہی اکسیر ہے
ہر درد کی بس اِک دوا

رفتہ زمانوں کی خبر ÷ آئندگاں پر ہے نظر
زیرِ نگیں جنّ و بشر ÷ افلاک اُن کے زیر پر
کون و مکاں دو نقشِ پا

یہ وارثِ حبل المتیں ÷ یہ خاتمِ دیں کے نگیں
شہزادۂ خُلدِ بریں ÷ ان سا نہیں، کوئی نہیں
خاکِ قدم، خاکِ شفا

؎ FIELD CRAFT

باندھا ہے کیا محمل الگ ÷ رستہ جُدا منزل الگ
رہتے ہیں اہلِ دل الگ ÷ بسمل سے یہ بسمل الگ
تنہا شہیدِ نینوا

رُخ آندھیوں کا موڑ کر ÷ ظلمت کا جادُو توڑ کر
مولا سے رشتہ جوڑ کر ÷ کشتی خدا پہ چھوڑ کر
ساحل پہ آکر دَم لیا

کیا خوف اہلِ شام کا ÷ انبوہ بے ہنگام کا
غم ہے نبیؐ کے کام کا ÷ توحید کا، اِسلام کا
از ابتدا، تا انتہا

ہائے یہ مارِ آستیں ÷ یہ ننگِ دُنیا ننگِ دیں
کیا چاہتے ہیں یہ لعیں ÷ بیعت! نہیں، ہرگز نہیں
جو کہہ دیا بس کہہ دیا

روحی فدا اے محتشم ÷ میرے امامِ محترم
تیری نوا سے زندہ ہم ÷ اے روئے تو بدر الظّلم
اے رائے تو شمس الضحیٰ

یہ عصرِ حاضر کے لعیں ÷ ہیں در پئے آزادِ دیں
یہ دُشمنانِ ملک و دیں ÷ اے قبلۂ اہلِ یقیں

یہ وقت ہے امداد کا

ہر شام ایسی شام ہو ؞ کوئی نہ مجھ کو کام ہو
ہاتھوں میں زرّیں جام ہو ؞ اور لب پہ تیرا نام ہو
رُوح الامیں ہو دیکھتا

عالم ہے دل میں تاپ کا ؞ لکھا مسمّط تاپ کا
لکھا قصیدہ آپ کا ؞ بیٹے پہ حق ہے باپ کا
کیسی ستائش، کیا صِلہ

اچھا بُرا جیسا بھی ہُوں ؞ اب گھر سے باہر کیا رہُوں
حقِ نمک، تاثیرِ خُوں ؞ بہتر کہ اب توبہ کرُوں
ہو گی نہ پھر ایسی خطا

مولا ملے لُطفِ زباں ؞ زورِ سخن حُسنِ بیاں
ہو فرق بر نوکِ سناں ؞ تیروں سے چھلنی جسم و جاں
لیکن ہوں لب قرآں سرا



۲؍ شعبان المعظم ۱۳۸۴ ہجری

سلام

سلامی اُس طرف اِک شور ہے لشکر شماری ہے
اِدھر کچھ تشنہ لب ہیں اور شُکرِ ذاتِ باری ہے
اُدھر وہ ہیں چڑھا ہے جن کو نشہ عیش و عشرت کا
اِدھر وہ جن کی ٹھوکر میں غرُورِ شہریاری ہے
اُدھر تیرہ درُوں ہیں تیرہ دِل ہیں تیرہ باطن ہیں
اِدھر جلوؤں کا یہ عالم کہ سیلِ نُور جاری ہے
اُدھر وہ ہر نفس جن کا دُھواں ہے نارِ دوزخ کا
اِدھر ہر سانس جن کا موجۂ بادِ بہاری ہے
اُدھر اِک اضطراب و خوف کا عالم ہے لشکر میں
اِدھر تشویش ہے کوئی نہ دِل کو بیقراری ہے
اِدھر وہ جن کی باتیں کوثر و زمزم سے پاکیزہ
اُدھر غفلت شعاری مے گساری بادہ خواری ہے
اِدھر جو فرد ہے وہ دین کا اِک پیکرِ زیبا
اُدھر وہ دُشمنانِ دیں میں لافِ دینداری ہے

قیامت کا یہ صحرا، تین دن کی پیاس ہے، پھر بھی
ہجوم اشقیا پر بے کسوں کا رُعب طاری ہے
اُدھر ہیں قتل کے نعرے اِدھر سجدے میں سر اِن کے
اُدھر وہ سرکشی توبہ، اِدھر کیا خاکساری ہے
اُدھر تیغیں جو کھنچتی ہیں تو بڑھ جاتا ہے دَم اِن کا
اِلٰہی کیا فِدا کاری، یہ کیسی جاں نثاری ہے
وہ اُڑ کر آ گیا حُرؑ دلاور شہ کے پہلو میں
اسے کہتے ہیں دیکھو یہ ہوائے ہمکناری ہے
یہ پاؤں میں سلاسل گردنوں میں طوقِ آہن ہیں
بظاہر قید ہے لیکن یہ شانِ رُستگاری ہے
لُٹیں گر چادریں تو مُنہ چھپایا سر کے بالوں سے
یہی تو اُمتِ رسوا کی خاطر پردہ داری ہے
علی اصغرؑ کو دیکھا اور ظالم کانپ اُٹھے
الٰہی پھول سا بچہ، مگر لاکھوں پہ بھاری ہے
علی اکبرؑ کی طاہرؔ یاد آتی ہے اذاں کیا کیا
سحر کو ہم جو رو دیتے ہیں یہ عادت ہماری ہے

ظہورِ قدسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لفسیہ قصیدہ

ظہورِ قدسی

بادل تھے نہ سبزہ نہ گھٹا تھی نہ فضا تھی ÷ دریا تھے نہ چشمے، نہ چمن تھے نہ صبا تھی
شبنم کے برستے ہوئے موتی تھے نہ ہیرے ÷ یہ رنگِ شفق تھا نہ یہ خوشبوئے حنا تھی
پھولوں کی مہک تھی نہ دھنک تھی نہ دھواں تھا ÷ زلفوں کے اندھیرے تھے نہ مکھڑوں کی ضیا تھی
نغمہ نہ کوئی نالہ نہ آہنگ نہ آواز ÷ آہیں نہ کسی دل کے دھڑکنے کی صدا تھی
وہ دامنِ سدرہ تھا نہ طوبےٰ کی ہوائیں
بے نام و نشاں کارگہِ قدر و قضا تھی
اجسام نہ ارواح نہ اشیاح نہ افلاک ÷ بُستانِ قمر تھا نہ ستاروں کے سمن زار
کوچے نہ مہکتی ہوئی گلیاں نہ در و بام ÷ پریاں نہ سلیمانؑ نہ حسینوں کے ہوادار
معشوق نہ محبوب نہ عشاق نہ مشتاق ÷ یوسفؑ نہ زلیخا نہ کوئی مصر کا بازار
نیرنگِ تماشا، نہ تقاضا نہ تمنّا ÷ اُمید نہ ارماں نہ دعائیں نہ دلِ زار
خاموشی و تاریکی و تنہائی جاوید
آواز کے گھنگھرو نہ لب و لہجہ کی جھنکار
صحرائے جنوں شورشِ مستاں نہ بہاراں ÷ لعلِ لبِ لعلیں نہ زرِ شعلہ عذاراں
صہبا کے وہ قطرے نہ کھنکتے ہوئے یاقوت ÷ نشہ تھا نہ مستی نہ صفِ بادہ گساراں

کوچے لب و رخسار کے خوابیدہ و خاموش ÷ وہ پاؤں میں توڑے نہ وہ خلخالِ نگاراں
وہ گوئے گریباں تھے نہ وہ خرمنِ زرّیں ÷ وہ دستِ طلب تھے نہ دمِ سینہ فگاراں
ویران تھا ویران صنم خانۂ تقدیس
وہ نور کے محمل نہ وہ خورشید سواراں
اورنگِ جلالت پہ وہ جبّار و جہاندار ÷ ہیں جس کے تکبّر سے خجل صاحبِ توقیر
الخالق و الباری و المالک و مختار ÷ وہ حلّہ گرِ خاک وہ گردش گرِ تقدیر
روشن گرِ آئینہ ایّامِ مہ و سال ÷ وہ ناصیۂ نور کہ ملکوت کی تنویر
یہ گنج نہاں چاہتا ہے آج عیاں ہو ÷ ہوں شہر و مقاماتِ کفِ خاک پہ تعمیر
ہے صورتِ محبوب حرم گاہِ نظر میں
بے مثل مصوّر ہے تو یکتا ہو یہ تصویر
فن کارِ ازل نے قلمِ نور تراشا ÷ ایمان و طہارت کے عناصر پہ نظر کی
تقدیس و شرافت کے وہ اجزائے باہم ÷ رنگوں میں بھی تنظیم ہے اک نورِ دگر کی
یہ سوچ کہ شبنم سے بھی ہو بڑھ کے صفائی ÷ شرمندہ لطافت نظر آئے گُلِ تر کی
جو دیکھ لے یہ صورتِ زیبا وہ پکارے ÷ حد حسنِ محمّد کی نہ حد میرے ہنر کی
اوصافِ الٰہی کا نمونہ ہو تو ایسا!
سایہ نہ ہے خاک پہ صورت ہو بشر کی
وہ لوحِ تفکّر پہ چلی کلکِ مشیّت ÷ پھیلا وہ نہاں خانۂ وحدت میں اُجالا

اُبھرے وہ خدوخال نمایاں ہوئی صُورت ؛ اِک پل میں ہوا بول مصوّر کا دوبالا
خود اپنی طرف آج خدا دیکھ رہا ہے ؛ کیا سادہ و مخلص ہے یہ فن کار نرالا
لیتا ہے کبھی صُورتِ زیبا کی بلائیں ؛ کہتا ہے کہ میں خود ہوں ترا چاہنے والا

محبُوب کے ہونٹوں پہ اُدھر ایک ہی نغمہ
العظمتُ لِلّٰہ تبارک و تعالیٰ

دُکانِ مصوّر کی طرف دیکھ رہا ہوں ؛ تجھ سا نہ کوئی ہے نہ کوئی تجھ سا ہوا ہے
جانے تجھے کس شوق سے خالق نے سنوارا ؛ جس آن بھی دیکھا ہے تجھے رنگ نیا ہے
ایسی نہ کوئی صفحۂ ایّام پہ تصویر ؛ پیکر نہ کوئی ایسا پسِ پردہ بنا ہے
خوشبو تری زلفوں کی اسے چھو گئی شاید ؛ بے ساختہ مسجد کا ستوں بول رہا ہے

پرواز کرے آگ میں یا برف میں کیا غم
جبریلؑ کے شہپر پہ ترا نام لکھا ہے

تو طرّۂ دستارِ ازل اِنّا فَتَحْنَا ؛ تو گوہرِ نایاب سرِ تاجِ ابد ہے
تو شوخیٔ آئینۂ تقدیرِ اُمم ہے ؛ تو روشنیٔ صُلبِ وضمیرِ اَب و جَد ہے
تو آبروئے عالم و ایّامِ عرب ہے ؛ خالق نے قسم کھائی ہے جس کی وہ بلد ہے
باہوں میں تجھے لے کے پکار اُٹھا زمانہ ؛ حد اس کے ہُنر کی نہ ترے حُسن کی حد ہے

توحید کی تعظیم کا مظہر ہے تری ذات
ہر بُت کی زباں پر بھی ھُوَ اللّٰہُ اَحَد ہے

یہ قدِ گرامی کہ خُدا خود عَلَم آرا ؛ یہ راستی و صدقِ رسالت کا اشارا
یہ پرچمِ اربابِ وفارائتِ اسلام ؛ بل کھا کے اُبھرتا ہوا اِک نُور کا دھارا
یہ قامتِ بالا شجرِ طُورِ طہارت ؛ ایک ایک تھکے ماندے مسافر کا سہارا
بالیدہ تمنّاؤں کا یہ سروِ سرافراز ؛ یہ کیف کا مینار یہ کوثر کا اُلارا

دیوارِ حیات اس کی بدولت ہے سلامت
دُنیا میں بلند آج تلک نام ہمارا

یہ رُوئے مکرّم ترا اے خسروِ خُوباں ؛ دیکھے تو بڑھے دوڑ کے دیوارِ گلستاں
یہ پھُول سے ہونٹوں پہ تبسّم کی تجلّی ؛ دیکھے تو رہے بلبلِ تصویر غزلخواں
رہ رہ کے حیا کی یہ اُبھرتی ہوئی کرنیں ؛ آیاتِ الٰہی کی دمکتی ہوئی لڑیاں
رُخسار پہ یہ پانی کے قطرے ہیں کہ گوہر ؛ بوندیں ہیں پسینے کی تری عطرِ عرُوساں

پتھر بھی ہتھیلی پہ تری بول رہے ہیں
لبّیک کی آواز پہ ہیں رقص میں گلیاں

اِن آنکھوں کی آغوش میں کیا شہر ہے آباد ؛ وہ شہر مکیں جس کے غمِ دہر سے آزاد
سُلطانۂ دیں، حجۃ العظمےٰ وہ خدیجہؓ ؛ ایثار و کرم جس کا ترے دین کی بنیاد
آباد اِسی شہر میں زہراؑ و علیؑ ہیں ؛ آباد اِسی شہر میں حسنینؑ سی اولاد
آباد اِسی شہر میں اصحابؓ گرامی ؛ وہ بوذرؓ و سلمانؓ ہوں یا عمّارؓ کہ مقدادؓ

تو حضرتِ عبداللہؓ کا فرزندِ برومند

تو آمنہ کا آئینۂ حُسنِ خدا داد

چشمانِ مبارک ہیں کہ عمّانِ جواہر ؎ پلکوں کے یہ پردے ہیں کہ واللیل کی زلق
ہنگامِ دُعا آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو ؎ بحرینِ رسالت کے یہ مرجاں، دُرِ ابلق
انوارِ الٰہی کے یہ پُر نُور مدائن ؎ یہ آہوئے پُردار بخلوت کدۂ حق
اللہ رے یہ تمکنتِ گوشۂ ابرو ؎ ہے زلزلہ افلاک میں وہ چاند ہُوا شق

گرنے لگے وہ کنگرۂ قصرِ فریدوں
رنگِ رُخِ پرویز ترے رُعب سے ہے فق

ہیں سُرخ تری چشمِ سحر ساز میں ڈورے ؎ ہر سینے میں کیوں آتشِ امید نہ ہو تیز
کیوں دِل میں محبّت کے بھڑک اُٹھیں نہ شعلے ؎ ہم آتشِ اُلفت سے کریں کس لئے پرہیز
اِن ڈوروں کی سُرخی سے تو عشّاق ہیں سرخوش ؎ یہ موجۂ گُل، موجِ شفق، موجِ جنُوں خیز
ہر سمت بکھرتا ہُوا اِک سُرخ سویرا ؎ ہر لالۂ صحرا ہے کہ اِک ساغرِ لبریز

رُت اُن کے تصوّر میں گلابی نظر آئے
پانی کو جو دیکھوں تو لگے بادۂ گُل بیز

پیشانئ اقدس ہے کہ اورنگِ نظر ہے ؎ یہ اور ہی سُورج ہے یہ مہتابِ دِگر ہے
محراب ستاروں کے اسی نُور سے معمُور ؎ یہ آمنہ کا چاند یہ ہاشم کا قمر ہے
یہ آبروئے تختۂ الماسِ عدالت ؎ یہ لوحِ تراشیدۂ یاقُوت مُنر ہے
نوشابۂ تقدیر کے ماتھے کا ہے جھومر ؎ یہ زیورِ ناموسِ زلیخائے سحر ہے

یہ دامنِ مریم کی طرح پاک و دلآرا
یہ چادرِ زہرا کی طرح فیض اثر ہے

یہ کاکلِ مشکیں کہ شبِ قدر ہو قرباں ؎ زلفوں کے خم و پیچ کہ معراج کی راہیں
سائے اِنہیں زلفوں کے ہیں سامانِ شفاعت ؎ رندانِ سیہ کار کو ملتی ہیں پناہیں
رہ رہ کے مہکتے ہوئے خوشبو کے جزیرے ؎ گمگا رتی گھنگھور گھٹاؤں کی سپاہیں
رحمت کے یہ رہ رہ کے اُمڈتے ہوئے بادل ؎ فردوس کی راتوں کی یہ پھیلی ہوئی باہیں

اِک زُلف جو لہرائے کبھی رُوئے حسیں پر
پڑھنے لگیں صلوات ستاروں کی نگاہیں

بازو ہیں کہ ایوانِ کرامت کی فصیلیں ؎ ذرّوں کی طرح جن کی ہتھیلی پہ زمانے
ان باہوں میں گُم عرصہ گہِ عالم و افلاک ؎ مصرِ صمدیت کے حسیں آئینہ خانے
یہ دائرہ کون و مکاں، حلقۂ دل ہے ؎ آئیں تو گنہ گار ہی زنجیر ہلانے
آغوش کشادہ ہی ملیں شہر پناہیں ؎ بندوں پہ کرم کتنا کیا ربّ عُلا نے

باؤں میں ترے طُوبیٰ و سدرہ کی بہاریں
زلفوں میں تری لیلۃ الاسریٰ کے فسانے

تُو خاک نشیں عرش ترے اوج کی منزل ؎ آئینہ اوصافِ خدا مظہرِ کامل
اسنادِ خرد، نقدِ ہنر، حاصلِ ایماں ؎ کلمہ ہی نہیں، گر نہ ترا نام ہو شامل
تُو ناقۂ تقدیر کا البیلا حُدی خواں ؎ تُو زینتِ بُرّاق ہے تُو دولتِ محمل

ہونٹوں پہ ترے زمزمۂ وحی والہام ؛ اُمّی ہے مگر مصحفِ توحید کا حامل
دیکھا نہ کوئی تیرے سوا کوثرِ و طٰہٰ[۱] حرآئی سورتیں
ہاں تیرے سوا کون ہو یٰسینؑ و مزمّلؑ

بالا ہے تصوّر سے تری بارگہِ فیض ؛ واماندہ نگاہوں کو تری ذات حرم ہے
سُلطانِ اُمم، میرِ قضا، کعبۂ دِلہا ؛ پیشانیٔ جبریئلؑ ترا نقشِ قدم ہے
تو خرمنِ رحمت ہے گریبانِ بقا میں ؛ تو دولت و سرمایۂ دامانِ عدم ہے
چہرہ ہے تو وہ حُسنِ سلیمائے حداثت[۱] ؛ سایہ ہے تو وہ حُرمتِ لیلائے قِدم ہے
کیا غم ہے جو خورشیدِ قیامت ہو جہاں سوز
لہراتا ہُوا حضرتِ ہاشمؑ کا علَم ہے

چوگاں زنِ بدر و اُحد و خیبر و خندق ؛ چابک قدمِ عرصۂ افلاک تری ذات
آرائشِ بازارِ مشیّت ہے ترا نُور ؛ والا گہرِ قلزمِ لولاک تری ذات
وہ کوثر و تسنیم ہو یا زمزمِ بطحا ؛ لاریب کہ ہر پاک سے ہے پاک تری ذات

---

[۱] حداثت، حدوث عالم ظاہری کو کہتے ہیں۔ عالمِ ظہور چونکہ روشن ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے سلیمائے حداثت کہا ہے کہ سلیمیٰ کا رنگ پُر نُور اور روشن ہے۔ لیلیٰ سیاہ مشہور ہے۔ قِدم عالمِ غیب کو کہتے ہیں جو ظاہر ہے کہ پسِ پردہ ہے اور دامانِ ظلمت میں ہے۔ اس لئے قِدم کو لیلیٰ سے تشبیہ دی ہے۔ شعر کے معنی یہ ہوئے کہ آپ کا چہرہ سلیمائے جہاں کا حُسن ہے۔ اور آپ کا سایہ (کہ سیہ ہوتا ہے مگر لطف یہ کہ یہ نظر نہیں آتا) لیلائے قِدم کی حُرمت ہے۔ (جعفر طاہر)

تو آیتِ اخلاقِ الٰہی، دلِ دانا ؛ ہے جوہرِ آئینہ ادراک تری ذات
آئینہ قوسین میں ہلچل سی بپا ہے
صد ولولہ و جرأتِ بیباک تری ذات

میدانِ شجاعت میں دھنی کون ہے تجھ سا ؛ تو طنطنۂ طاقت و تقدیرِ الٰہی
تو دوشِ مشیّت پہ کماں قدر و قضا کی ؛ باطل کے لئے تیری نظر تیرِ الٰہی
تُو دین بھی، تُو شرع بھی تُو نُورِ خدا بھی ؛ تُو معرکۂ جنگ میں شمشیرِ الٰہی
جو تیری رضا ہے وُہی یزداں کی رضا ہے ؛ شامل تری تدبیر میں تدبیرِ الٰہی
وہ بندہ ہے تُو جس سے بنی بات خدا کی
پیدا تری تکبیر سے توقیرِ الٰہی

تُو سید و سردار ہے سرتاجِ اُمم ہے ؛ حاصل ہے غلامی تری جس کو وہی حُر ہے
ہے لرزہ ترے نام سے کفّار پہ طاری ؛ وہ شور وہ شورش نہ شرارت ہے نہ شر ہے
تو عظمتِ آدمؑ کا اُبھرتا ہُوا نغمہ ؛ تُو بربطِ توحید کا نکھرا ہُوا سُر ہے
تُو قلزمِ عدنان کا ہے گوہرِ شہوار ؛ دریائے یتیمی کا دمکتا ہُوا دُر ہے
اے دستِ تہی، جیبِ دریدہ ترے قرباں
کونین کا دامن ترے الطاف سے پُر ہے

ہے فاطمۂ زہرا سی تری دُخترِ معصوم ؛ عفت ہے قبا جسکی حیا جس کا ہے ملبُوس
وہ بیٹی تری زلفوں کو دھو دھو کے جو روئے ؛ وہ بنتِ خدیجہؑ جو ترے درد سے مانُوس

اَلْفَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِنّی تیرا ارشاد ✣ ہے جس کی عبادت پہ فدا رحمتِ قُدّوس
وہ روشنیٔ بارگہِ مرتضوی ہے ✣ یہ چادرِ تطہیر ہے یا پردۂ فانوس

مخدومۂ اولادِ علیؑ، آلِ پیمبرؐ
ہے عصمتِ زہراؑ ہی سے قرآں کا ناموس

تعبیر ترے خوابِ رسالت کی علیؑ ہے ✣ یہ مردِ جگردار ترے دین کی تفسیر
ہے جس کے لیے لحمُکَ لحمی ترا فرمان ✣ یہ جس کے سخن میں ہے ترے لہجے کی تاثیر
وہ مرشدِ اربابِ نظر، قبلۂ حیدرؑ ✣ یہ رعب کہ رُک رُک کے چلے گردشِ تقدیر
ہے وقف ترے واسطے ہر بوند لہو کی ✣ پتّوں کی طرح کانپتے ہیں دشمنِ بے پیر

ہر قول میں ہر فعل میں ہے تیرا نمونہ
اخلاص و عمل میں تری تصویر ہے تصویر

اُمّت نے تجھے اجرِ رسالت یہ دیا ہے ✣ صحرا کے ورق پر یہ تفصیل ہے مرقوم
بے حرمتی و دربدری آلِ عباؑ کی ✣ وہ نرغۂ کفّار میں شبّیرؑ سا مظلوم
نے اکبرؑ و قاسمؑ ہیں نہ عباسؑ وفادار ✣ تیروں کا ہدف اصغرِؑ نادان کا حلقوم
جلتے ہوئے خیموں سے دھواں اُٹھنے لگا ہے ✣ سہمی ہوئی بیدانیاں ڈرتے ہوئے معصوم

سجّادؑ کے پاؤں میں گراں بارِ سلاسل
دیلم کے اسیروں کی طرح زینبؑ و کلثومؑ

سوکھے ہوئے ہونٹوں سے ترا ذکر کیا ہے ✣ زخموں کے لہو سے ترا لکھا ہے صحیفہ

ٹوٹے ہوئے تیروں پہ بچھایا ہے مُصلّا ✣ دی ہم نے اذاں یوں کہ ہے مسمار سقیفہ
قاتل پہ کھلا طنز شہیدوں کی ہنسی ہے ✣ لعنت کا سبب بن گیا بیعت کا لطیفہ
وہ کوفے کا دربار ہو یا شام کا بازار ✣ آواز تری بن گئی ایک ایک عفیفہ

شبّیرؑ ترے شوقِ شہادت کی ہے تصویر
عظمت ہے ترے دین کی زینبؑ سی ضعیفہ



غزل

کبھی گزرا ہوں جو بغداد کے بازاروں سے
لاشیں رہ رہ کے اُبھرنے لگیں دیواروں سے

فطرتِ کوفیاں بدلی ہے نہ بدلے گی کبھی،
تُو وفاؤں کا طلب گار ہے غدّاروں سے

نوکِ نیزہ پہ بھی چہروں سے برستا ہے جلال
وادیاں مہک اُٹھیں زُلف کی مہکاروں سے

خُون کی بوندوں سے الحمد کی آتی ہے صدا
شکر سیکھے تو کوئی تیرے وفاداروں سے

بجلیاں بن کے سیہ راتوں میں لہراتے ہیں
سیکھ جینے کا ہُنر غم کے پرستاروں سے
تُو نے دیکھے ہی نہیں بوذرؓ و سلمانؓ و بلالؓ
تُو ملا ہی نہیں زہراؑ کے نمک خواروں سے
خاکِ پائے شہِ سجادؑ بنی خاکِ شفا
نام باقی ہے مسیحائی کا بیماروں سے
سُن کہ یہ بنتِ علیؑ بول رہی ہیں طاہرؔ
کٹ گئے دینِ لعیں لفظ کی تلواروں سے



نبوت کی تصدیق کرنے والا

۱۶

مصدقِ نبوتؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُصدّقِ نبوّت

کس شاہ کا ہے ذکر کہ مدہوش ہے محفل ؛ یہ گلشنِ جنت ہے کہ گُل پوش ہے محفل
ہر شعر پہ کیسی ہمہ تن گوش ہے محفل ؛ شاعر کے لئے کعبے کا آغوش ہے محفل
محفل کہ جہاں مہدیؑ دیں صدر نشیں ہے
سائے کے لئے شہپرِ جبریلؑ امیں ہے!
یہ قصرِ قمر بوس یہ کاشانہ ہے کس کا؟ ؛ کوثر کا مہکتا ہوا مےخانہ ہے کس کا؟
محبوبِ خدا عاشق و پروانہ ہے کس کا؟ ؛ حیدرؑ کے پرستاروں میں افسانہ ہے کس کا؟
پوچھو تو فرشتوں سے یہ کس شخص کا گھر ہے؟
جبریلؑ کا اُستاد کہو کس کا پسر ہے؟
اے چرخ تجھے گردشِ پیہم کی قسم ہے ؛ اے دہر تجھے شاہِ دو عالمؐ کی قسم ہے
اے طُور تجھے نُورِ مجسّم کی قسم ہے ؛ اے چشمِ مسیحا تجھے مریمؑ کی قسم ہے
ان سا رُخِ پاکیزہ و پُر نُور بھی دیکھا؟
عمرانؑ سا کوئی قائدِ جمہور بھی دیکھا؟

دُشوار ہے مدّاحیِ عمِّ شہِ لولاکؐ ؛ انسان سے ہو نُور کی تعریف بھلا خاک
جس گھر میں رہیں کعبے سے بڑھکر ہے وُہ گھر پاک ؛ وہ گھر کہ جہاں سجدہ کریں انجمِ افلاک
اس گھر کے علاوہ کوئی گھر اور نہیں ہے
یہ مکتبِ جبریلؑ و مقامِ شہِ دیں ہے
اِس دَر کی یہ تعریف یہ ہے شان کی تفصیل ؛ دربان اِسی در کے ملک الموتؑ و سرافیلؑ
اِس دَر کے مناقب ہیں وُہ قرآں ہو کہ انجیل ؛ اِس در پہ ہوا معرکۂ فیل و ابابیل
حضرت کو یہاں رُتبۂ معراج ملا ہے
حیدرؑ کو امامت کا یہاں تاج ملا ہے
سرتاجِ امیرانِ عرب، نائبِ یزداں ؛ یہ عمِّ رسُولِ دوجہاں، عظمتِ فاراں
خورشیدِ کرم، بحرِ عطا، قلزمِ احساں ؛ فردوس کی خوشبو سے مہکتا ہے شبستان
زہراؑ کا، علیؑ کا، شہِ لولاکؐ کا گھر ہے
عمرانؑ کا گھر پنجتنِ پاک کا گھر ہے
چہرے سے عیاں حضرتِ آدمؑ کا تجمّل ؛ یہ نُوحؑ کی مانند طبیعت میں تحمّل
یہ مُوسیٰؑ و عیسیٰؑ کی طرح صبر و توکّل ؛ ہاشمؑ کی طرح صُورتِ زیبا، خم کاکُل
یہ طنطنۂ حُسن و جوانی نہ ملے گا!
ڈھونڈے سے بھی عمرانؑ کا ثانی نہ ملے گا
یہ قد ہے کہ سروِ چمنستانِ اِرَم ہے ؛ رُتبے کی بلندی میں یہ ہاشمؑ کا حشم ہے

توحید کا لہراتا ہُوا پاک عَلَم ہے ⁂ یہ قدِ مُبیں سِدرہ و طوبیٰ کا بھرم ہے
حُوریں ہیں پرستارِ قدِ راہونے کو ہم بھی
سائے میں نبوّت بھی، امامت بھی حرم بھی

چہرہ ہے کہ انوارِ الٰہی کا گلستاں ⁂ اِن زلفوں کی چھاؤں میں اُترتا رہا قرآں
آنکھوں کا یہ ارشاد کہ دیکھو رُخِ تاباں ⁂ مژگانِ خود آرا نے پکارا اے ناداں
ابرو پہ اگر سیّدِ ذی جاہ کے بل آئیں
بپھرے ہوئے شیروں کے کلیجے نکل آئیں

قرآں کا سانچہ ہے سراسر بدن اِن کا ⁂ زمزم ہے زباں اِن کی تو کوثر دہن اِن کا
آیاتِ الٰہی کی طرح ہر سخن اِن کا ⁂ ہے عرش مقام اِن کا زمیں ہے وطن اِن کا
رفتار سے آراستہ ہیں دین کی راہیں
اِسلام کی، ایمان کی، آئین کی راہیں

قرآن تو ہر روز ہی تم پڑھتے ہو لیکن ⁂ بتلاؤ نظر کی ہے معانی پہ کسی دن؟
کس شخص کی ہے شان میں "لِاِیلٰفِ قریش" ⁂ اے سورۂ الفیل دکھا کعبے کا محسن!
ہاں سورۂ عمراں کا عنوان یہی ہیں
اعراف پہ جو ہوں گے وُہ انسان یہی ہیں

کن لوگوں کو تم لاتے ہو حضرؑ کے مقابل ⁂ یہ کوثر و تسنیم ہیں وہ زہرِ ہلاہل
یہ عالِم و دانا ہیں تو وہ ظالِم و جاہل ⁂ یہ عاشقِ توحید ہیں وہ بندۂ باطل

یہ فخرِ سلیماںؑ ہیں تو وہ ننگِ زمن ہیں
یہ چادرِ تطہیر وہ کافر کا کفن ہیں

اے جوہریانِ ہُنر و فن، یہ ہُنر کیا ⁂ "جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وُہ نظر کیا"
یہ کیسا گھرانہ ہے، نہیں تم کو خبر کیا؟ ⁂ عمرانؑ سا دیکھا ہے کوئی اور بشر کیا؟
بتلاؤ یہ کس شخص کا اعزاز و شرف ہے
مُرسَل ہے بھتیجا تو پسر شاہِ نجفؑ ہے

اقبالِ حرم، فخرِ عجم، نازشِ بطحا ⁂ مقصودِ ازل، نُورِ ابد، معنیٔ فردا
سالارِ قضا، میرِ بقا، عالِمِ یکتا ⁂ بیٹا ہے علیؑ سا تو بہو فاطمہ زہراؑ
اِس در کے سوالی ہیں فرشتے بھی گدا بھی
اِس در سے ملا ہم کو محمدؐ بھی، خدا بھی

پایا نہ کسی نے شرف ایسا حشم ایسا ⁂ سُورج کو ملے نُور ہو نقشِ قدم ایسا
اللہ نے کسی پر نہ کیا پھر کرم ایسا ⁂ ہے کس کی دُلہن کا زچہ خانہ حرم ایسا؟
ہیبت سے اگر نبضِ عدو چھوٹ گئی ہے
ثابت ہے یہ دیوار سے وہ ٹوٹ گئی ہے

یہ ناصرِ اوّل یہ نبوّت کے مصدّق ⁂ یہ ہاشمی و مُطّلبی، مُخبرِ صادق
ہر بات ہے ارشادِ الٰہی کے مطابق ⁂ خود آیتِ رحمت ہیں پسر مصحفِ ناطق
ہاں عقدِ نبوّت کے لئے حق نے چُنا ہے

تزویجِ خدیجہؑ کا کہو خطبہ سُنا ہے؟

ہے کون جو اسرارِ ازل کھول رہا ہے ٭ میزانِ سخن میں جو گہر تول رہا ہے!
کانوں میں جو آیات کا رس گھول رہا ہے ٭ عمرانؑ کی زباں بن کے خدا بول رہا ہے
حوریں ہیں کہ اُٹھ اُٹھ کے قدم چوم رہی ہیں
رہ رہ کے رسُولوں کی صفیں جُھوم رہی ہیں

شعبِ ابوطالبؑ کے حوادث بھی نہیں کم ٭ ہر شب ہے شبِ قتل و شبِ رنج و شبِ غم
ہر صبح یہ عالم کہ کبھی ہو صفِ ماتم ٭ انصار نہ اصحاب نہ احباب نہ محرم
وہ عدی و مخزوم کے سردار کہاں تھے
تیمؔ کے وہ مردانِ جگردار کہاں تھے

ایماں میں کامل ابوطالبؑ ابوطالبؑ ٭ قرآں میں شامل ابوطالبؑ ابوطالبؑ
توحید کے عامل ابوطالبؑ ابوطالبؑ ٭ باطل کے مقابل ابوطالبؑ ابوطالبؑ
تکبیر سے اللہ کا گھر گونج رہا ہے
فاراں پہ کھڑا شیرِ ببر گونج رہا ہے

کتنے ابوسفیانؔ سے وہ بانیٔ بیداد ٭ بوجہلؔ و مغیرہؔ کی طرح قاتل و جلّاد
شہبازِ نبوت کے لئے سینکڑوں صیّاد ٭ یہ عصمتِ کامل کے مقابل میں خانہ زاد
کُفّار کی پرواہ نہیں مردِ خدا کو
کیا خوف ہو چیلوں کے جھپٹنے سے ہُما کو

جاگیر نہ آرام کے طالب ابوطالبؑ ٭ راحت کے نہ آرام کے طالب ابوطالبؑ
اللہ کے پیغام کے طالب ابوطالبؑ ٭ ہاں بانیٔ اسلام کے طالب ابوطالبؑ
مومن کی سپر، تیغِ نبی، دستِ خدا ہیں
یہ پاؤں کے ناخن ہیں کہ تعویذِ شفا ہیں

وہ اور ہیں جو رہتے ہیں شیطان کے بس میں ٭ محبوب جنہیں کُفر پرستوں کی ہیں رسمیں
ہر بات پہ بے ساختہ کھانے لگیں قسمیں ٭ معلوم نہ ہو فرقِ حیا اور ہوس میں
موقع جو ملے چادرِ تطہیر جلا دیں
سر کاٹ لیں اور خیمۂ شبیرؑ جلا دیں

کس شخص کی اولاد پہ یلغارِ عدو ہے؟ ٭ کس شخص کا فرزند شہِ تشنہ گلو ہے؟
یہ دشت کے دامن میں قرآں کس کا لہو ہے؟ ٭ یہ پوتیاں دربار میں یہ کس کی بہو ہے؟
ہیں کس کے حرم جن پہ ہر اک ظلم روا ہے
پردہ ہے نہ چادر ہے نہ برقع نہ ردا ہے

اے دینِ محمدؐ کے فدائی و پرستار ٭ کس واسطے یہ حجّت و تکرار، یہ انکار؟
یہ نُورِ نظر کس کے ہیں یہ کس کے ہیں دلدار ٭ بتلا مجھے اے مذہبِ اسلام کے غم خوار؟
یہ کس کے نواسوں کے لئے تیر و کماں ہیں؟
تلواروں کی برسات ہے اور تشنہ دہاں ہیں!

مشہور زمانے میں ہے یہ کس کی شہادت؟ ٭ ہے کس کے لبِ خشک سے دریا کو ندامت؟

بتلا مجھے اے واقفِ تاریخِ رسالت! ⁂ صحرا پہ یہ پڑھ خونِ شہیداں کی عبارت!

کس شخص کی میت ہے جو تاراج ہوئی ہے؟

کس لاش کو یوں تیروں پہ معراج ہوئی ہے؟

ہر قریہ و ہر شہر میں یہ کس کا ہے ماتم ⁂ تازہ ہے زمانے میں سدا تذکرۂ غم

کس زخم کا ہے داغ بتا ماہِ محرم ⁂ یہ بیکسیٔ عترتِ عمرانؑ کا عالم

وہ باغ نہ بستی نہ کمائی کوئی باقی

شوہر ہیں نہ بچے ہیں نہ بھائی کوئی باقی

عمرانؑ کی اولاد کے انداز جدا ہیں ⁂ یہ اور بشر ہیں یہ تراے شہدا ہیں

جو ظلم بھی ہو ان پہ یہ راضی برضا ہیں ⁂ بچے ہیں تو کیا ہیں پسرِ شیرِ خدا ہیں

تیغیں جو لگیں تن پہ تأسف نہیں کرتے

کٹتے چلے جاتے ہیں مگر اُف نہیں کرتے

یہ نظم مرصع کہ عقیدت میں ڈھلی ہے ⁂ تعریفِ رئیسِ حرمِ لم یزلی ہے

صد شکر کہ ہم لوگوں پہ لطفِ ازلی ہے ⁂ دل میں غمِ شبیرؑ ہے یا حبِ علیؑ ہے

عمرانؑ کے دشمن ہیں نہ دنیا کے نہ دیں کے

یہ لوگ رہے بغضِ علیؑ میں نہ کہیں کے

یا بارِ الٰہ واسطہ شاہِ مدنیؑ کا ⁂ عمرانؑ کے گل ہائے حسینیؑ حسنیؑ کا

شبیرؑ کی تشنہ دہنی بے کفنی کا ⁂ زینبؑ کی اسیری کا، غمِ بے وطنی کا

اِک لاکھ اسیروں کو رہائی ملے یارب!

ہر بہن سے بچھڑا ہوا بھائی ملے یارب!

شیعوں کی شفاعت کو یہی نام ہیں کافی ⁂ رٹنے سے بھی ہو جائے گی جرموں کی تلافی

اللہ سے رہتے ہیں طلب گارِ معافی ⁂ ہے سر پہ ہمارے علَمِ عبدِ منافی

ہاتھوں میں جو دامن ہے نبیؑ اور علیؑ کا

مر جائیں مگر نام نہ لیں اور کسی کا

نشید و نوا

یارانِ باوفا حضرت سیّد الشہداء

یعنی شہیدانِ کربلا رضوان اللہ علیہم

نوحہ

کربلا والوں میں کوئی بھی خطاکار نہ تھا
بے گنہ مارے گئے کوئی گنہ گار نہ تھا
دیکھ کر لاشۂ اصغرؑ کو یہ کہتے تھے حسینؑ
میرا معصوم کسی تیر کا حقدار نہ تھا
پانی پینے کے لیے حضرتِ عباسؑ گئے
کون کہتا ہے علمدار وفادار نہ تھا
در و دیوار سے پتھر کبھی خنجر برسے
ظلم وہ کونسا تھا جو سرِ بازار نہ تھا
فاطمہؑ زادیاں توہین کے لائق تو نہ تھیں
تازیانوں کے لیے عابدِ بیمار نہ تھا
یہ گھرانہ تھا محمد کا علیؑ کا طاہر
یہ گھرانہ کسی بیعت کا سزاوار نہ تھا



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نشید و نوا

کبھی یہ بھی تو سوچ اے ذی وقار
یہ روئے دل آویزِ شمس و قمر
جلالِ جبینِ قضا و قدر
یہ رخشانیٔ انجمِ سیم بر
سپہر و سمٰوات کے بام و در
ہیں کس کی تجلّی سے یوں تابدار

*

زہے کرسیٔ عرشِ عالی تبار
یہ قصر و شبستاں فلک در فلک
عجب سلسلے ہیں سما تا سمک
یہ حور و قصور و گرامی ملک
ستاروں کے دل میں نرالی کلک
نئی منزلوں کی طرف رہ سپار

*

زمیں کو ملی خلعتِ زرنگار
طرحداریٔ شامِ زلفِ وصال
تب و تاب و تنویرِ صبحِ جمال
ملا ذوقِ تخلیق و شوقِ کمال
ملا انبیاء کی طرف سے جلال
شبابِ اجل گیر و گردوں شکار

*

یہ انوارِ تازہ یہ نقش و نگار
سرِ کہکشاں منبرِ ماہتاب
یہ بادل، سہانی رُتوں کے یہ خواب
گھٹا، زُلفِ کونین کا پیچ و تاب
سمندر کہ جیسے علیؑ کا شباب
جلالِ مشیّت کا آئینہ دار

*

یہ اقلیمِ ہستی کے لیل و نہار
یہ پُرکیف لمحات کی لوریاں
یہ سانسوں کی ٹوٹی ہوئی ڈوریاں

وہ چلمن کے پیچھے چھپیں گوریاں
یہ ہنستی ہوئی خوش ادا چھوریاں
ستاروں کے گرتے ہوئے آبشار

٭

یہ مغرور و سنگیں جگر کوہسار
پرانے لبادوں میں پیرِ کہن
مہ و سال کے حال پر خندہ زن
یہ سنولائے بھاری بدن
جو پاؤں دھلاتے ہیں گنگ و جمن
تو کرتی ہے بالوں میں شانہ بہار

٭

یہ سیماب کی ندیاں، رود بار
یہ موجوں کے پیچ اور لہروں کے بل
یہ پُر نور قوسیں یہ آبی محل
کبھی لاکھ طوفاں نہاں در بغل
کبھی پُر سکوں، نرم خو، بے خلل
رکابِ جوانانِ آفت سوار

ہواؤں میں کیا چھڑ گئے ہیں ستار
یہ گردوں کا بجتا ہوا دائرہ
یہ بزمِ طرب یہ نشید و نوا
مہکتی لہکتی ہوئی یہ فضا
نکھر اے زمیں، رقص کر، لہلہا
خد و خالِ امکاں ہوئے آشکار

٭

لگے نخلِ ارماں میں کیا برگ و بار
یہ پھولوں پہ شبنم کی ضو باریاں
کہ یاقوت پر نور کی دھاریاں
جوانی کا نشہ یہ سرشاریاں
یہ خوابوں میں آلودہ بیداریاں
مئے ناز کا دیدنی ہے خمار

٭

کہیں کوکتی کوئلوں کی پکار
دمن در دمن فرجِ کبکِ دری
یہ پریوں کی چشموں پہ جلوہ گری

یہ ندی کنارے گلِ جعفری
یہ طاؤسِ طنّاز کی دلبری
زہے جلوۂ شاہدانِ تتار

ٹ

یہ صحنِ گلستاں یہ دشت و دیار
یہ سبزہ، یہ آبِ رواں، یہ ہوا
یہ لطفِ خرامِ نسیم و صبا
کہیں دھوپ چھاؤں کا عالم جدا
گمکتی گھٹائیں، اُمڈتی ضیا
زہے زلفِ جاناں زہے روئے یار

ٹ

کہیں گُن کلی تو کہیں ہے ملار
کہیں قمریوں کی وہ حق سرّہٗ
کہیں طوطیوں کی یہ اللہ ھُو
عجب بھیرویں ہے چھڑی چار سُو
زمینِ سماعت کا ذوقِ نمو
یہ لحنِ طیور و نوائے ہزار

کہیں اپنی بولی میں درّاج و سار
وظیفہ کناں ہیں کہ یا ذوالجلال
نہ آئے نہ آئے چمن پر زوال
رہے موسموں میں یہی اعتدال
رہے دَورِ گلشن سے گردِ ملال
بنامِ امامانِ ہشت و چہار

ٹ

زمیں کر چکی آج سولہ سنگار
جو ہونا تھا وہ ہو چکا اہتمام
مکمل ہے کون و مکاں کا نظام
ملا درسِ حق ہو چکا دیں تمام
بحقِ محمّد علیہ السّلام
ہوئے انبیائے سلف رستگار

ٹ

محمّدؐ خدا کا ہے وہ شاہکار
جو فن کار کے دل کی ہے آرزو
کمالِ مشیّت کی ہے آبرو

یہ پیرِ مغانِ خرابات ہو
کڑی دھوپ میں ابرِ لا تقنطوا
برسنے لگا ہے یمین و یسار

ث

یہ دادارِ عالم کے ہیں کاروبار
کہ پیدا ہو مکے میں دُرِّ یتیم
اشارہ کرے تو قمر ہو دو نیم
وہ باتوں میں خوشبوئے خُلدِ نعیم
وہ لطفِ مجسّم وہ خُلقِ عظیم
رہِ قابَ قوسین کا شہسوار

ث

نبوّت کا وہ قلزمِ بے کنار
ہر اک لہر جس کی ہے بحرِ علوم
صدف جس کے ہیں ماہتاب و نجوم
ہے دریادلی کی زمانے میں دھوم
عرب مصر ایران کیا چین و روم
محیطِ کرم سے ہوئے کامگار

جہانِ عمل کا جواں شہریار
زمیں جس کے دم سے بنی آسماں
کرم سے بنے جس کے کون و مکاں
ہوئی نارِ نمرود بھی گلستاں
ہوا غرق پندارِ فرعونیاں
بنا پارۂ چوب اژدر شکار

ث

محمّد کہ ہے رحمتِ کردگار
اُسی کی عنایت کے ہیں یہ نشاں
کوئی ذبح کرتا ہے پورِ جواں
کوئی بطنِ ماہی میں تسبیح خواں
کوئی دار پر دے رہا ہے اذاں
بھنور سے کسی کا سفینہ ہے پار

ث

گلوئے گماں جام سے شرمسار
یہ صہبائے پاکیزہ و لعلِ تر
با اہلِ محبت کرشمہ اثر

زلیخاؔ سے جا پوچھ اس کا ثمر
ملا حُسنِ پاکیزہ بارِ دگر
نہ دامانِ یوسفؑ رہا تار تار

ث

زہے آستانِ خداوندگار
ہے رُوح القدس محوِ عجز و نیاز
یہاں انبیاءؑ ہیں تو محوِ نماز
یہاں اہلِ دل کے ہیں سینے گداز
یہاں خاک بھی ہے جواہر طراز
ہُوائے سلیمانؑ ہے گرد و غبار

ث

زہے دامنِ سرورؐ نامدار
کہ مہرِ پدر ہے برائے یتیم
سخی جس کے سائے ہیں مثلِ نسیم
بطرفِ کلہ دیکھ عرشِ عظیم
چلیں تو کھِلے باغِ ناز و نعیم
مہکنے لگیں شہر و قرب و جوار

وہ زیبِ سرِ مسندِ روزگار
اخیٔ نبیؐ، رہنمائے سُبل
وزیر و دبیرِ شہنشاہِ کُل
غبارِ قدم موجۂ زلفِ گُل
یہ رندوں کے نعرے یہ مستوں کا غُل
طلب گارِ مئے خواجگانِ کبار

ث

یہ صہبائے عرفان و صد اعتبار
یہ ہر مُرسل و ہر پیمبرؑ نے پی
یہ ہر ہادیٔ قوم و رہبر نے پی
یہ عمارؓ و سلمانؓ و بوذرؓ نے پی
یہ مقدادؓ و قنبرؓ نے اُشترؓ نے پی
اسی کا اُویسؓ قرن میگسار

ث

فلک بن گیا ہے خُمِ زرنگار
عجب چیز ہے یہ وِلا کی شراب
نہ کیوں ہو کہ ساقی ہے خود بُوترابؑ

ہے مستوں کے چہرے پہ کیا آب و تاب
ملا ہے تفکر کو تازہ شباب
ملا ذوقِ نقد و نظر کو نکھار

❁

یہ مے خانۂ لطفِ پروردگار
شرابِ ولا ہائے کیا چیز ہے
پیو یہ تمہارے لئے ہے یہ مے
پئیں انبیاء جس کو وہ پاک شے
پئیں آج بھی نور روح الامیں پے بہ پے
اسی پہ ہے ایمان کا دارومدار

❁

یہ مے جس کے نشے پہ جانیں نثار
مزا اس کا حُرِّ دلاور سے پوچھ
بریرؓ و حبیبؓ ابنِ مظاہر سے پوچھ
یہ قاسمؑ سے عباسؑ و اکبرؑ سے پوچھ
یہ نشہ ہے کیا، یہ بہتر سے پوچھ
نہ مر کر بھی اترا سروں سے خمار

میں قربان اس میکدے پر نثار
یہی زمزم و کوثر و سلسبیل
نہ اس کی مثل ہے نہ کوئی مثیل
یہ انعام و الطافِ ربِّ جلیل
یہ پُردہ سبو ہیں کرم کی دلیل
حرام اس کے مستوں پہ دوزخ کی نار

❁

ملے دردِ ہستی کو صبر و قرار
ستائے نہ دشمن کا خوف و ہراس
نہ ہونٹوں پہ چھائے نہ آنکھوں پہ یاس
اسی مے کی تھی روزِ عاشور پیاس
اسی مے کے غم میں تھے سارے اداس
اسی کی طلب کے جتن بار بار

❁

زہے پیرِ مے خانہ کے پاسدار
وہ حفاظ و قاریٔ قرآن تھے
نبوت کا دل جانِ ایمان تھے

علیؑ کی طرح مردِ میدان تھے
گھڑی دو گھڑی کے جو مہمان تھے
بہادر، جیالے، ستارہ شکار

ث

نہ دیکھا گیا دین کا حالِ زار
نبیؐ اور قرآں کی توہین ہو
نہ دستورِ ایماں نہ آئین ہو
نہ دُنیا میں نامِ علیین ہو!
تسلط میں کیا آلِ یٰسینؑ ہو
کریں فخر سجین کے نابکار

ث

نقیبِ فلک نے کہا ہوشیار
نہ بخشیں گے تم کو خدا و رسولؐ
عمل جو کرو گے نہ ہوگا قبول
عبادات و طاعات یکسر فضول
اگر خوش نہیں ہیں علیؑ و بتولؑ
بِنا ہر عمل کی ہے ناپائدار

وہ زیبِ سرِ مسندِ روزگار
امامِ چمن، سیّدِ برگ و بار
محیطِ کرم، خالقِ نوبہار
وہ روشن گرِ بزمِ لیل و نہار
یہ مردِ مصاف و علاجِ مضار
جہانِ عمل، کوہِ علم و وقار

ث

یہ نُورِ ابوطالبؑ نامدار
یہ فرزندِ عمِّ رسولِ کریم
یہ لختِ دِل) سربراہِ عظیم
صراطِ سوی، یہ رہِ مستقیم
نجف سے رواں سُوئے باغِ نعیم
یہی راستا ہے یہی رہ گزار

ث

یہی پیرِ مے خانۂ روزگار
وہ جام و سبو پر بخطِ جلی
رقم یا علیؑ، یا علیؑ، یا علیؑ!

یہی ہے وہ صہبائے سینچلی
بلا سر پہ جو آئی پل میں ٹلی
گرے ٹوٹ کر مشکلوں کے حصار

ٌ

مصیبت جو آئے علیؑ کو پکار
عقیدے میں کیسی۔ ہے یہ کھلبلی
پڑھا خود نبیؐ نے بھی نادِ علیؑ
چمن میں جو بادِ مخالف چلی
پکاری کلی، اے خدا کے ولی
وہیں تھم گیا سیلِ برق و شرار

ٌ

یہ سرچشمۂ فیضِ پروردگار
شجاعت کی تعریف میں لافتیٰ
سخاوت کی توصیف میں ھَل اَتیٰ
طہارت کے بارے میں ہے اِنّما
ولادت شہادت کا شاہد خدا
وصیِ نبیؐ، صاحبِ ذوالفقار

لرزنے لگے سازِ عرفاں کے تار
ربابِ امامت پہ ہے زخمہ زن
غرورِ تدبّر، جمالِ سخن!
ہے مدہوش ارواح کی انجمن
سلونی، سلونی. کہے بوالحسنؑ
سرِ منبرِ مصطفیٰؐ بار بار

ٌ

علیؑ کی ہر اِک بات ہے کیف بار
دھواں اَب کہاں ہے وہ اوہام کا
کہ پندار ٹوٹا ہے اصنام کا
غزل کا ہے نشہ، مزا جام کا
یہ ابرِ گہر بارِ اسلام کا
تفکّر کی یہ ہلکی ہلکی پھوار

ٌ

علیؑ دین و دُنیا کا وہ شہر یار
لقب حق سے جس کو ملا بوُترابؑ
سخن جس کا تفسیرِ اُمّ الکتاب

خدا کا علَم دین کا آفتاب
علیؑ شہرِ علمِ رسالت کا باب
بلندی میں ہے عرش سے ہمکنار

٭

یہ والا نسَب ذی حشم ذی تبار
یہ دانائے اسرارِ ذرّ و نسم
یہ سالار و سُلطانِ اہلِ قلم
جو اربابِ دانش نے چُومے قدم
تو ہمّت پہ نازاں ہیں سیف و علَم
دیئے ہیں خدا نے عجب اختیار

٭

علیؑ قبلۂ اولیائے کبار
امامت بحکمِ الٰہی ملی!
انہیں اہلِ ایماں پہ شاہی ملی
فقیری ملی، کجکلاہی ملی
جلالِ قضا، جاں پناہی ملی
کہاں شیرِ یزداں کہاں سوسمار

خُدا نے دیئے وہ دُرِ شاہوار
کریں نام جن کے حُسینؑ و حسنؑ
زہے قُرۃ العین شاہِ زمنؑ
نبیؐ و علیؑ کا جو پایا چلن
تو زہرؑا نے سمجھایا جینے کا فن
یہ خاتونِ کعبہ کے ہیں شاہکار

٭

انہیں زہر کا جام بھی خوشگوار
نبیؐ و علیؑ کے یہ فرزند ہیں
یہ شہزادیٔ دیں کے دلبند ہیں
ستم شاہزادوں پہ ہر چند ہیں
رضائے الٰہی کے پابند ہیں
شریفوں کو آتی ہے شکوے سے عار

٭

لکھے تو لکھے کیا حقیقت نگار
نہیں ختم قرطاس پر گفتگو
وہ قصّہ ہے دیباچۂ ما و تُو

حکومت کی، اور اس قدر آرزُو
تفو بر تو اے چرخِ گرداں تفو
فردوسی
مسلماں کریں دین کا کاروبار

ؐ

کوئی فکرِ شہرت میں ہے دلفگار
کبھی تہمت و طعنۂ ناروا
کرے کوئی کیا ذکرِ اہلِ جفا
کہ ہر ناروا کام ٹھہرا رَوا
عبادت گنہ، فکرِ عقبیٰ خطا
جو حاکم ہے دیوانہ و بیقرار

ؐ

وہ ذہنوں میں پیدا ہُوا انتشار
گرا برق بن کر عدو پر حسینؑ
اڑا اہلِ طامات کے دل کا چین
یہ نورِ نگاہِ شہِ مشرقین
کہاں خیبر و اُحد و بدر و حنین
کہاں کربلا کی صفِ کارزار

یہ اعداء کے نرغے میں مردانِ کار
نبیؐ و علیؑ کا جیالا پسَر
یہ زہراؑ کا فرزند و صاحب نظر
چلائے کے فردوس کی راہ پر
یہ ہر موڑ سے آشنا، باخبر
امامِ زمانہ، غریب الدّیار

ؐ

مقابل ہیں کتنے لعیں، نابکار
یہ کہنے کو سارے مسلمان ہیں
مگر دُشمنِ آل و قرآن ہیں
یہی دُشمنِ دین و ایمان ہیں
علیؑ کے بھی گو ان پہ احسان ہیں
ہے محسن کشی ظالموں کا شعار

ؐ

یہ تشنہ لبی، یہ ضعیفی، یہ وار
عجب لوگ ہیں عاشقانِ امام
مدبّر، مفکّر، مرصّع کلام

یہ ضرغامِ یزداں نبیؐ کے غلام
خدا کی یہ تیغیں ہوئیں بے نیام
یہ تیورِ علیؑ کے دمِ کارزار

ٹ

مُجاہد، نمازی، عبادت گزار
دلوں میں شہادت کے ہیں وَلولے
یہ رفتار و گفتار میں حوصلے
وہ حملے کہ آنے لگے زلزلے
کہ صحرا میں طوفانِ صرصر چلے
سُنو الحذر الحذر کی پُکار

ٹ

نہ سینہ ہو کیوں اہلِ دل کا فگار
یہ گرمی کا عالم کہ دل ہیں کباب
سوا نیزے پر آ گیا آفتاب
یہ خیموں میں بچے بصد اضطراب
پیالے اُٹھائے طلبگارِ آب
ترستے ہیں زہراؑ کے یہ گُل عذار

اُدھر گھاٹ پر شام کے پہرہ دار
وہ لڑتا ہُوا ایک بانکا جواں
وہ تیروں کی بارش میں تنہا رواں
وہ دریا میں اُترا، الٰہی اماں
وہ مشکیزہ بھر کر چلا شادماں
کسے تاب جو روک لے راہوار

جزئیات نگاری

ٹ

علم دوش پر ہاتھ میں ذوالفقار
جبینِ شجاعت پہ آتا جو بَل
تو جانیں لعینوں کی جاتیں نکل
اُمڈنے لگے پھر کمینوں کے دَل
وہ کھانے لگا شیر تیغوں کے پھَل
دہاڑا تو پھر گُونج اُٹھا کچھار

ٹ

لڑا دشمنوں سے جیالا سوار
وہ تیغوں کی بارش تنِ پاک پر
قلم ہو کے بازو گرے خاک پر

نظر خیمۂ شاہِ لولاک پر
بپا شورِ محشر ہے افلاک پر
بچانے لگا مشک مردانہ وار

٭

جُھکا مشک پر اس طرح نامدار
کہ جھپٹے کبوتر پہ جیسے عقاب
گرے چرخ سے ٹوٹ کر آفتاب
لیا تسمۂ مشک دانتوں میں داب
وہ مشکیزہ لے کر چلا ذی جناب
کہ ہو شیر کے مُنہ میں جیسے شکار

٭

وہ معصوم روتے ہوئے زار زار
ادھر خاک پر لاشۂ باصفا
وہ تشنہ جگر، باحیا، باوفا
گلِ بوستانِ رسولِؐ خدا
علیؑ کے چمن کا یہ گلگوں قبا
عُروسِ وفا سے ہوا ہمکنار

یہ لاشوں کے تختوں کی طُرفہ بہار
اٹھارہ برس کا ہے کوئی جواں
کسی کو لگا ہے برس بارھواں
کوئی چھ مہینے کا ہے بے زباں
پیمبرؐ کی صُورت کا سب پہ گماں
یہ آیاتِ منشائے پروردگار

٭

یہ شامِ غریباں شبِ سوگوار
یہ خیموں سے رہ رہ کے اُٹھتا دُھواں
الٰہی اَماں، اَلاَماں، اَلاماں!
یہ مظلُوم جائیں تو جائیں کہاں
زمیں سخت ہے دُور ہے آسماں
ہیں آلِ نبیؐ پر ستم بے شمار

٭

جدھر دیکھیے دُشمنوں کی قطار
یہ ننگے کجاووں پہ شہزادیاں
کُھلے سر، دریدہ قبا بی بیاں

یہ اَلحمد پڑھتی ہوئی بچیاں
مگر ہاتھ پاؤں میں ہیں رسّیاں
یہ قیدی کے ہاتھوں میں کیسی مہار

ڜ

یہ بیمار، لاغر، نحیف و نزار
زمانے کا ہادی، جہاں کا امام
یہ نُورِ نگاہِ رسولِؐ اَنام
یہ اُمّت نے کیسا لیا انتقام
یہ اَجرِ نبوّت جزائے پیام
یہ توہین و تشہیر کے اشتہار

ڜ

کہاں ہیں مگر آج وہ نابکار
نہ وہ شوکتِ کوفہ و شام ہے
یزیدؔ آج اِک لفظِ دشنام ہے
شہیدوں کا روشن مگر نام ہے
انہیں کی دِلائین اِسلام ہے
بِنا دین کی کر گئے استوار

وہ دَوڑائے لاشوں پہ بھی راہوار
کبھی لے گئے اُن کو دربار میں
پھرایا کبھی دشت و بازار میں
کبھی ان کو چُنوایا دیوار میں
رہا فرق پھر بھی گُل و خار میں
کہاں پیشوا اور کہاں پیشکار

ڜ

عدُو نے اُڑایا تو گرد و غبار
اثر کیا پڑا اِس کا مہتاب پر
حرم کے در و بام و محراب پر
دُرود اُن شہیدانِ بے آب پر
ہنسے جو حکومت کے ہر خواب پر
رِدائے ستم ہو گئی تار تار

ڜ

ہوئے امتحاں میں جواں رستگار
جہاں میں ہوئے گو دلاور بڑے
کئی بار جنگیں ہوئیں رَن پڑے

مگر یہ بہتّر کچھ ایسے لڑے
زمانے میں اُن کے ہیں جھنڈے گڑے
شہیدوں کے زندہ رہیں گے مزار

٭

کہاں سے قلم لائے یہ ہیچ کار
پئے حمدِ لختِ دلِ بوتراب
پئے شرح و تفسیرِ ایں انقلاب
عجب لوگ تھے وہ فرشتہ جناب
ہوئے مر کے مقصد میں یوں کامیاب
رہیں گے عدو حشر تک شرمسار

٭

گلوئے شہِ دیں پہ خنجر کی دھار
رُلاتی رہے گی محبّوں کو خوں
کہاں صبر کرتے ہیں اہلِ جنوں
یہ اشکِ رواں سیلِ سوزِ دروں
میں کیوں چپ رہوں کس لیے چپ رہوں
پیمبرؐ، علیؑ، فاطمہؑ اشکبار

نشید و نوا ان کی ہے یادگار
زمانہ جنہیں روئے گا بار بار
جنہیں روئیں گے شہر و دشت و دیار
جنہیں روئیں گی وادیاں، کوہسار
نظر میں رہیں گے جوان کے مزار
رہے گا فرات حشر تک سوگوار



قطعہ

مثال کوئی دکھاؤ تو مرتضےٰؑ کی سی!
خدا نہیں ہے، مگر شان ہے خدا کی سی
یہ کس کے نور سے روشن سوادِ کعبہ ہے
بنی حرم کی زمیں عرشِ کبریا کی سی
علیؑ کی مادرِ عزّت مآب وہ جن کی
کنیزیں مریمؑ و حوّاؑ و آسیاؑ کی سی
کسی کی شان میں اتری ہوں گر تو بتلاؤ
یہ اِنّما کی سی آیات ھَلْ اَتیٰ کی سی

عطا جو اوروں کو ہو ذوالفقار کیونکر ہو
شجاعتیں بھی دکھائیں تو لافتیٰ کی سی

کہاں کے مرحبؔ و عنترؔ کہاں کے لات و منات
علیؑ کی تیغ تو کیا آنکھ ہے قضا کی سی

ہے کون جلوہ گرِ بزمِ اقربین، کہو
گواہی دے جو نبیؐ کی تو دے خدا کی سی

اَنیسِ جلوت و خلوت، رفیقِ رزم و جہاد
وفائیں دیکھیں نہ اس بندۂ وفا کی سی

کلام، جس پہ گُماں ہو کلامِ باری کا
خموشیوں میں اَدا حُسنِ دلرُبا کی سی

نبیؐ کے تخت پہ وہ بیٹھنے کے لائق ہے
جو گفتگو بھی کرے فخرِ انبیاء کی سی

علیؑ مناسک و ارکاں، علیؑ طواف و مطاف
یہ جن کے گھر کی فضا مروہ و صفا کی سی

حضورِ عرش پہ سُنتے ہی جھوم جھوم اُٹھے
صَدا حجاب سے آئی جو مرتضیٰؑ کی سی

کوئی خلیلِ خدا ہو کہ عیسیٰؑ دوراں

مگر وہ بات کہاں میرے پیشوا کی سی

وہ صُورتیں ہوں سلیمانؑ کی ماہِ کنعانؑ کی
علیؑ کے سامنے دونوں گُلِ ہوا کی سی

حَرم کا نُور، نبیؐ کا وقار دیں کا جمال
ہیں کِس میں خُوبیاں عمرانؑ کے مرتقا کی سی

علیؑ کی سیرت و صُورت کی کیا کروں تعریف
جو بات بھی ہے وہ سرکارِ دوسرا کی سی

علیؑ تو پھر بھی علیؑ ہے مقامِ قنبرؑ دیکھ
ضمیر وحی کا سا بات اولیاء کی سی

سخاوتیں بھی علیؑ کی ہیں اس قدر مشہُور
فرشتے شکلیں بنانے لگے گدا کی سی

ادھر سے آج علیؑ و بتُولؑ گزرے ہیں
مرے وطن کی فضا بھی ہے کربلا کی سی

زباں زباں پہ ہے امروز یا علیؑ مدد ہے
اُدھر فضا میں یہ پرچھائیاں لِوا کی سی

یہ شہسوارِ گرامی ہیں کون؟ پُوچھو تو
یہ صُورتیں ہیں محمّدؐ کے اقربا کی سی

نظر بلند، جری دل، قبائیں خوں آلود
علامتیں ہیں شہیدانِ نینوا کی سی
یہ روئے پاک جو دیکھو تو ہے علیؑ کا سا
یہ گفتگو حسنؑ پاک و مجتبیٰ کی سی
نکھر گئی ہے فضا چھٹ گئی ہے تیرہ گھٹا
بکھر گئی ہے تجلی مہ و سہا کی سی
ظفر عدو پہ ملی ہے انہیں کے صدقے سے
عدو کی فوج بھی تھی فوجِ اشقیا کی سی
اُٹھاؤں دستِ دُعا گر کوئی ملے محراب
جو ہو امامِ زمانہ کے نقشِ پا کی سی
خدا کا بندہ ہوں طاہر علیؑ کا عاشق ہوں
دُعا کرو کہ ملے موت شہداء کی سی

تابشِ بہاراں

خطیبِ منبرِ سلونی، وارثِ وراثت مرتبۂ ہارونی

شیر بیشۂ شریعت تابشِ بہاراں حضرت علی

ابنِ ابی طالب علیہ السلام

غدیر وہ مقام جہاں رسول پاکؐ نے آخری حج کے بعد مولا علیؑ کے متعلق فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جشنِ عیدِ غدیر

رقصاں رقصاں، گرداں گرداں ، جولاں جولاں ہمچوں مستاں
کعبے سے اُٹھی گھنگھور گھٹا ، پیچاں پیچاں چوں زلفِ بتاں
یہ ابرِ سیہ، یہ سیلِ ہوس ، ہر موجِ نفس دلشاد و نواں
رم جھم رم جھم چھم چھم چھم چھم ، پتوں پہ برستی بوندنیاں
تا توم تنا در در در در در نا ، قول، ترانے، راگنیاں
ہر شاخ نگوں ہے نغمہ سرا ، ہر نخل فسردہ زمزمہ خواں
یہ حسنِ چمن، یہ سرو و سمن ، پھولوں کی پھبن جنت کا سماں
طاؤسِ تمنا رقص میں ہے ، گاتی ہیں ملاریں مورنیاں
یہ طرزِ خرامِ بادِ صبا ، یہ کیف و نشاطِ آبِ رواں
سینے کی جلن سانسوں کی گھٹن ، پاؤں کی تھکن کا نام کہاں
ہر سمت ہجومِ گل بدناں ، زریں کمراں خورشید رخاں
ہونٹوں پہ کبھی شرمیلی ہنسی ، باتوں میں کبھی خوشبوئے گلاں
ماتھوں پہ چمکتے چاند لئے ، زلفوں میں ستاروں کی لڑیاں
اِک طرفہ ادا یہ رسمِ حیا ، ہر بندِ قبا لرزاں لرزاں

گہ وضعِ حجابِ نوکاراں ، گہ طور و طرازِ محرمیاں
ہر دشمنِ جاں اِک برقِ تپاں ، ہر برقِ تپاں اِک دشمنِ جاں
پریوں کے پرے دل کیوں نہ ڈرے ، سینے میں کہاں وہ تاب و تواں
لالا لالا لالا، اِک جام پلا ، لا جام پلا اے پیرِ مغاں
اِک جشنِ دگر افلاک پہ ہے ، روشن ہے فضائے کون و مکاں
دیکھو تو شبابِ جنتیاں ، دیکھو تو جمالِ گلشنیاں
نامید نغم، برجیس جبیں ، شیریں دہناں بلقیس وشاں
چلتی ہیں کہ جیسے عمرِ رواں ، چوں موجِ طرب افشاں خیزاں
اِک ایک روش فردوس کی ہے ، فرخندہ گی بازار و دکاں
جبرئیلِ امیں کو حکم ہوا ، اَکملتُ لکم کا دو فرماں
دیکھا تو غدیرِ خم کی طرف ، اِک طرفہ ہجومِ بادہ کشاں
اِک فوج سمندر موج رواں ، یلغار کناں ہمچوں طوفاں
یہ ہلہلہ صد لشکریاں ، یہ ہمہمہ شاہیں جگراں
شبدیز و سرنگ و رخش و سمند و نقرہ و سبزہ و نورِ عناں
ناقوں پہ عرب کے اہلِ نظر ، گھوڑوں پہ ہزاروں پیر و جواں
خود دار، جیالے، شیر جگر ، ممتاز قبیلوں کے انساں
ماتھے پہ نشاں ہیں سجدوں کے ، شانوں پہ لٹکتے تیر و کماں

اصحابِ نبیؐ اللہ غنی ، یہ عزّو شرف یہ شوکت وشاں
یہ وہ ہیں کہ جن کا نقش کفِ پا نقشِ بقا دارُوئے دلاں
اے صلِّ علیٰ اے صلِّ علیٰ ، وہ آئے نظر سُلطانِ زماں
دانائے سُبُل سرتاجِ رسُل ، وہ مُرشدِ کُل مُختارِ جہاں
محبُوبِ خدا دادارِ بقا ، توحید بدِل تسلیم بجاں
سردارِ اُمم مہتابِ حرم ، پیغمبرِ عالم و عالمیاں
آنکھوں میں تجلیٔ صبحِ ازل ، چہرے پہ جمالِ جوہرِ جاں
لولاک لما کی تن پہ قبا ، وہ کاکلِ مُشکیں عطر فشاں
آدمؑ کے نبیؐ اللہ کے ولی ، بابائے بتولؑ وشاہِ شہاں
سرنامۂ دفترِ ارض و سما ، عنوانِ سخن، آئینِ بیاں
دانندۂ رازِ خفی و جلی ، کیا ان کے لئے پیدا و نہاں
ہونٹوں پہ ہے اٰیتِ بلغ ما ، پڑھتے ہوئے آتے ہیں قرآں
ہاتھوں میں لوائے فتح وظفر، تھامے ہوئے اک مضبوط جواں
کہسار جگر ، فولاد بدن ، خورشید نظر ، مرّیخ سناں
چہرے پہ خوشی آنکھوں میں ہنسی ، ہر سمت برستی روشنیاں
یہ جان و دلِ اربابِ یقیں ، یہ نُورِ نگاہِ خلوتیاں
یہ وہ ہیں کہ جن کی ذات سے عظمتِ سلسلۂ آلِ عمرانؑ

یہ تاب و توانِ کشوریاں ، یہ قوّتِ بازوئے عسکریاں
پاؤں میں غرُورِ خیبریاں ، ٹھوکر میں جلالِ عنتریاں
یہ میرِ قضا سُلطانِ اجل ، یہ نازو غرُورِ صف شکناں
حیدرؑ، صفدرؑ، ضرغام و ببرِ نر، مردِ غضنفر، شیرِ ژیاں
دیکھو تو مگر کیا بات ہوئی ، وہ دَوڑ گئے پیغام رَساں
جو پیچھے رہے تھے پہنچ گئے ، اِک لاکھ بہم ہیں پیر و جواں
اصحابِ نبیؐ مبشر کے لیئے رکھنے لگے اونٹوں کے پالان
صحرا کو ملا ہے خلعتِ گُل ، پتھر ہیں تو وہ دیبا و کتاں
حضرت کا مؤذّن اُٹھا ہے ، لہجے پہ ہزاروں دِل قرباں
وہ رُوئے رسالت پر آنکھیں کیا گونج رہی ہے آج اذاں
سرکارِ دو عالمؐ اُٹھے ہیں ، پڑھتے ہیں دُرود اَب کون و مکاں
یہ آخری حج کا خطبہ ہے ، رکھیں گے نہ کوئی راز نہاں
اَلحمد پڑھا ، ارشاد ہُوا ، انصار و مہاجر کو یکساں
عربی ، عجمی ، حبشی ، رومی ، سب ایک طرح کے ہیں انساں
یاں رنگ ونسب کی بات نہیں کچھ فرق نہیں اے اُمتیاں
ہر خُون خرابہ جُرم کبیرہ ، سُود وغیرہ ہے عصیاں
لو خُونِ ربیعہ بخش دیا ، کیا لیں گے قصاصِ بے گنہاں

اَب سُود چچا کا چھوڑ دیا ، لینے کے نہیں تم سے خواہاں
ایمان فقط ایثار و کرم، تسلیم و رضا جُود و احساں
پھر کہنے لگے اے ہمسفراں ، اے ہم سخناں اے دیدہ وراں
پہنچا ہے خدا کا حُکم ہمیں ، تم بھی یہ سنو اے حق طلباں
ہاتھوں میں علیؑ کا ہاتھ لیا ، معراج کا دیکھا آج سماں
منے کنت مولاہُ فہٰذا علیٌ مولاہُ یاراں
یوں ہاتھ اُٹھایا بھائی کا بغلوں کی سفیدی بھی ہے عیاں
ہے ان کی اطاعت میری اطاعت میری اطاعت ہے ایماں
ہے ان سے بغاوت مجھ سے بغاوت کار و طریق دوزخیاں
ہارونِ نبیؐ کو دیکھتے ہو، دل میں نہ رہے کچھ وہم و گماں
یہ تخت نشینیٔ خسرو گُل ، رخصت ہے چمن سے آج خزاں
اِک شورِ مُبارکباد اُٹھا ہر فرد و بشر ہے نعرہ زناں
بخٍ بخٍ کی دُھوم مچی ہے سُن کے خلافت کا فرماں
حُوروں نے ترانے چھیڑ دیئے گلباریاں کرتا ہے رضواں
حسّان قصیدہ پڑھتا ہے ایک ایک زباں پر یا سُبحاں
شاداں شاداں شاہِ مرداں، عرشی فرشی خنداں فرحاں
وہ جامِ وِلا ہاتھوں میں لے، ہر سمت ہجُومِ مے نوشاں

جبرئیلؑ امیں سے قدسی ہیں، دربارِ امامت کے درباں
مستوں کی زباں پر نام علیؑ دارُوئے دلانِ بے درماں
یہ نورِ خدا یہ نورِ نبیؐ ، بُستانِ نبوّتؐ کے ریحاں
ہاتھوں میں لوائے حمد لئے، چہرے پہ جلالِ کج کلہاں
جانباز، فدائے راہِ وفا، یہ نقد حیاتِ مُشتریاں
یہ آبروئے تہذیب و ہُنر، یہ نام و نمُودِ ہاشمیاں
یہ وہ ہیں کہ جن کی خاکِ قدم ہے سُرمہ دیدۂ فلسفیاں
ہر قول ہے ان کا قولِ نبیؐ ، ہر بات نشاطِ معنویاں
کیا طنطنۂ نغفورِ یہاں ، کیا سطوتِ سنجر و نوشرواں
اس در کے گدا خاقان و خدیو و قیصر و جم، کسریٰ و کیاں
یہ فیض رساں، یہ عقدہ کشا ہے ان سے وِلا اصلِ ایماں
یہ سمت و صراطِ اہلِ طلب، یہ قبلہ گہِ اہلِ عرفاں
یہ قسط بھی ہیں، یہ کیل بھی ہیں، میزانِ عمل، توفیقِ اماں
ہاتھوں میں کلیدِ رزقِ بشر، پروانۂ قسمت نعمتیاں
اِن سا نہ ہُوا ہوگا نہ کوئی، اِن سا نہ جنے گی کوئی بھی ماں
رنگیں ہے بساطِ ارض و سما، سُلطانِ سلونی جلوہ کناں
رُخ تابِ دہِ ماہِ کنعانؑ، ہر سانس دمِ عیسیٰؑ نفساں

اے عقدہ کشائے جنّ و بشر، امداد، کہ ہو مشکل آساں
گلہائے سخن ہوں دامن میں، دشمن کے جگر میں سو پیکاں
نےؔ بستِ گدا آباد رہے، اے برگ و نوائے بے برگاں
مَیں تیرے قصیدے پڑھتا رہوں سُن سُن کے ہوں مومن زمزمہ خواں
یا شاہِ نجف یا مُرشدِ من، یا خضرِ طریقِ رہرواں
یہ عیدِ غدیر مُبارک ہو، صد بار مبارک اے ذیشاں



سلام

اِدھر کچھ اہلِ دل ہیں اس طرف ذکرِ الٰہی ہے
اُدھر زعمِ خداوندی دماغِ کج کلاہی ہے
اِدھر کچھ دست بستہ لوگ ہیں اور ذکرِ آزادی
اُدھر شوقِ ستم ہے طمطراقِ دستگاہی ہے
غزالانِ حرم ہیں تشنہ لب صحرائے غربت میں
اُدھر نازِ کمان گاہی عتابِ جاں پناہی ہے

اِدھر معصوم بچے تین دن سے بھوکے پیاسے ہیں
اُدھر دورِ مئے گُل رنگ و دسترخوانِ شاہی ہے
اِدھر ہر سانس اِن کا رشتۂ سازِ سحر ٹھہرا
اُدھر چہروں پہ جن کے سایۂ شب کی سیاہی ہے
اِدھر اِک نالۂ زنجیر سازِ ہر دو عالم ہے
اُدھر شورِ ہوس گویا تماشائے تباہی ہے
اِدھر وہ ہیں جنہیں شکرِ گدایانہ سے نفرت ہے
اُدھر قاتل کی تعریفیں ہوائے خیر خواہی ہے
اِدھر فردوسِ طاعت کے دل و دیدہ تماشائی
اُدھر اِک خوابِ غفلت ہے غبارِ کم نگاہی ہے
اِدھر دوشِ خمیدہ ہے، جبیں سجدہ شکستہ ہے
اُدھر ناموسِ اہلِ دل کا دشمن ہر سپاہی ہے
کیا گلزار کو پامال کیوں کر بادِ صرصر نے
زمینِ کربلا تُو ہی بتا وقتِ گواہی ہے
اُدھر ہر شخص کی یہ آرزو وہ تخت تک پہنچے
اِدھر جو فرد ہے وہ جادۂ جنّت کا راہی ہے

زمانہ حشر تک روتا رہے گا ان غریبوں پر
انوکھی اہلِ دل کی داستانِ بے گناہی ہے
اُدھر توہینِ احکامِ خداوندی پہ نازاں ہیں
اِدھر پاسِ حرم، حفظِ اوامر ہے نواہی ہے
اُدھر ظالم تریں انسان دادارِ حکومت ہے
اِدھر ریگِ تپاں پر لاشۂ ظلِ الٰہی ہے
نمازِ صبح سے پہلے جو رو دیتا ہوں میں طاہر
علی اکبرؑ کی یاد اب تک اذانِ صبحگاہی ہے

○

سلام

مجرئی اب کے جو ستوا سے ملاقات ہوگی
عشرۂ ماہِ محرّم کی کوئی رات ہوگی
تذکرہ چھیڑیں گے کربلا کے جگر داروں کا
ہاں لب و لہجۂ جبریل میں ہر بات ہوگی
خاک اُڑاتے ہوئے صحرا کو نکل جائیں گے
اے جنوں! اب کے بھی تجدیدِ روایات ہوگی

اب کے بھی بیٹھ کے روئیں گے سرِ رودِ فرات
سامنے اپنے شہادت گہِ سادات ہوگی
بیٹھ کر اپنے گھروں، روئیں گے مظلوموں پر
پیاسے بچّوں کو تو اک بوند بھی سوغات ہوگی
اِک طرف اہلِ ہوس ایک طرف اہلِ وفا
مدّعی سوچ تو کیا صورتِ حالات ہوگی
اِک طرف بیعتِ فاسق پہ مسلسل اصرار
اِک طرف پیشِ نظر آبروئے ذات ہوگی
اِک طرف قصرِ دشبستانِ حکومت کا جلال
اِک طرف بارگہِ قاضیٔ حاجات ہوگی
اِک طرف خستگی دبے کسیِ آلِ عبا
اِک طرف خندہ زناں فوجِ خرابات ہوگی
اِک طرف زعمِ صف آرائی و سلطانی کا
اِک طرف حمدِ خدا، ذکر و مناجات ہوگی
پانی مانگیں گے تو برسائیں گے مینھ تیروں کا
ہائے کیا آلِ محمدؐ کی مدارات ہوگی

اِس طرف خیموں سے رہ رہ کے دُھواں اُٹھے گا
دشت سے دُور کہیں سُنتے ہیں برسات ہو گی

چیزیں وہ کھانے کو دیں گے جو ہیں سیّد پہ حرام
دیکھنا کوفے میں کس طرح کی خیرات ہو گی

ہائے کیا علم تھا یُوں دین بھی رُسوا ہو گا
اتنی بے حُرمتیِ مصحف و آیات ہو گی

قبر میں نُورِ سحر کا ہے جعفرؔ طاہر
ہائے یہ صبح کہ جس کی نہ کوئی رات ہو گی

سلام

گزر چکے ہیں کئی انقلاب آنکھوں سے　　نہ پُوچھ حال جہانِ خراب آنکھوں سے
نہیں کہ کھائے نہیں ہیں فریب ہم نے فریب　　نہیں کہ دیکھے نہیں ہیں سراب آنکھوں سے
لچکتی بانہوں کی انگڑائیوں میں اُلجھا ہوں　　دِلوں کا دیکھ لیا پیچ و تاب آنکھوں سے
کبھی نظر جو اُٹھائی تو حُسن جاگ اُٹھا　　پلٹ گئے ہیں کئی آفتاب آنکھوں سے
بزیرِ بام جو سینہ کتاں نکل آئے　　تو پھر اُتار لیا ماہتاب آنکھوں سے

وَرق نہ کون سا دیکھا بیاضِ دوراں کا　　پڑھی نہ کون سی دِل کی کتاب آنکھوں سے

یہ مصلحت کا تقاضا کہ چُپ رہیں ورنہ
جہاں کو دیکھا نہیں محوِ خواب آنکھوں سے

جو ملتفت بھی ہو ساقی تو بے نیاز رہیں　　پئیں نہ گرچہ پلائے شراب آنکھوں سے
اِسی میں خیر ہے یارو کہ بستہ لب رہیے　　نہ کچھ بھی دیکھئے مثلِ حباب آنکھوں سے
عروسِ راز کا چہرہ چھپا ہی رہنے دے　　نہ ہاتھ سے نہ اُٹھائیں نقاب آنکھوں سے
خزاں کے جور و ستم کیا بیاں کریں کہ بہار　　چمن کو دیکھتی ہے پُرعتاب آنکھوں سے
نگاہ، لالۂ خُونیں قبا پہ اُٹھتی ہے　　سلامی چنتے ہیں شاعر گلاب آنکھوں سے
کوئی تو بات ہے جو کربلا کی مٹی کو　　لگا رہے ہیں رسالتؐ مآب آنکھوں سے

یہ کیا زمیں ہے جسے صاف کر رہی ہیں بتولؑ
یہ خار چُنتے ہیں کیوں بوترابؑ آنکھوں سے

بیادِ تشنہ لبانِ فرات روتا ہُوں　　کما رہا ہوں سلامی ثواب آنکھوں سے
ہمیں تو اکبرؑ و قاسمؑ کی یاد آتی ہے　　کسی جواں کا جو دیکھیں شباب آنکھوں سے
یہ کون برہنہ سر بیبیاں ہیں کچھ تو کہو　　سلامی آنے لگا ہے حجاب آنکھوں سے
امامِ پاک نے جب شیر خوار کو دیکھا　　تو بے زباں نے دیا ہے جواب آنکھوں سے
حُسینؑ خیمے سے نکلے سوار ہوتے ہیں　　لگا رہی ہے سکینہؑ رکاب آنکھوں سے
دُعائیں زینبؑ و کلثومؑ دے رہی ہیں ندیم　　سلام کرنے لگی ہیں ربابؑ آنکھوں سے

سرِ مزارِ شہیداں یہ بادلوں کے ہجوم	برس برس گئے کیا کیا سحاب آنکھوں سے

کبھی وہ دن بھی تو آئے دُعا ہے طاؔہر کی
کہ دیکھوں آپ کو مَیں یا جناب آنکھوں سے!



نوحہ ۶

بتا اے دُلدلِ مظلوم کچھ بتا تو سہی	جو شاہِ والا پہ گذری ہے وہ سُنا تو سہی
سوارِ دوشِ پیمبرؐ کہاں پہ چھوڑ آیا	خموش کیوں ہے خدارا زباں ہلا تو سہی
تو آج دُور کھڑا خاک کیوں اُڑاتا ہے	اے باوفا ذرا خیموں کے پاس آ تو سہی
بتا زمین پہ کیسے امام اُترے ہیں	یہ جانتے ہیں کہ تو خاک پر جھکا تو سہی
یہ تیری آنکھوں سے بہتا ہُوا لہو بلئے	ہمارے پاس تو آ زخم یہ دکھا تو سہی
تو جانور تھا پہ اُمّت سے باوفا نکلا	وفا کی راہ میں جیسے چلا، چلا تو سہی
تیرے لہو سے مہکتے ہیں پھول جنّت کے	شریف خون تیرا خاک پر بہا تو سہی
لہو میں ڈوبی ہوئی زین پر دستار	شفاعتوں کا وسیلہ تجھے ملا تو سہی

یہ راہوارِ گرامی امامؑ کا طاؔہر
شہید ہو گیا پر شہ سے جا ملا تو سہی



بیضۃ البلد [۱۴]

قبلۂ کونین، بیضۃ البلد حضرت ابوطالب
علیہ السّلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح ابوطالب علیہ السلام

مغرور عبادت نہ اطاعت پہ ہوا کر
ان اونچی ہواؤں میں نہ ہر وقت اڑا کر
اوراد و وظائف سے نہیں معرفت دیں
اے مرد ہنرمند کبھی ترک ریا کر
یہ خرقہ و سجادہ و زنّار جلا دے
تسبیح کے دانوں کو نہ رہ رہ کے گنا کر
تو اپنی طرف دیکھ تو باطن میں کبھی جھانک
صحّت کے لیے حیلہ و تدبیر شفا کر
تو محرم اسرار کبھی ہو نہ سکے گا
تو علم کا بیمار ہے جا، اپنی دوا کر
عمّامہ و دستار کے گنبد سے نکل جا
مستوں کی طرح شہر کی گلیوں میں پھرا کر
یہ نحو و عروض و حکم و شعر ہیں کیا شے
دیوانگی دل سے بھی کچھ کام لیا کر

بیکار ہیں بیکار کتابوں کے یہ انبار
اے علم کے جویا کبھی چہرے بھی پڑھا کر
اس حجرۂ تاریک سے باہر بھی کبھی دیکھ
سیر چمن و تذکرۂ لطف صبا کر
خوبان طرحدار کی خدمت میں کبھی بیٹھ
خورشید رخان ستم آرا سے ملا کر
کچھ اور ہے شان کرم حضرت باری
اتنا بھی نہ دوزخ کے عذابوں سے ڈرا کر
رنگ و روش و رونق فصل گزراں دیکھ
کھول آنکھ، زمیں دیکھ تماشائے فضا کر
ہر برگ فرو ریختہ ہے دفتر تقدیر
گرتے ہوئے پتوں کی یہ الواح پڑھا کر
ہر سمت ہیں بکھرے ہوئے اوراق گلستاں
ان پاک نوشتوں کی تلاوت بھی کیا کر
دیکھا ہے کبھی قطرۂ شبنم کی طرف بھی
تڑپا ہے کبھی آنکھ بھی سورج سے ملا کر

دیکھی ہیں کبھی دھاریاں تتلی کے پَروں کی
دیکھے ہیں کبھی تیر کلیجے پہ یہ کھا کر
تِتلا جو کفِ گُل پہ دیا ہو کبھی بوسہ
رو یا ہے کبھی سینے سے کانٹوں کو لگا کر
رُخسار ستاروں کے بھی چُومے کبھی تُو نے
ہیرے کبھی دیکھے یہ ہتھیلی پہ سجا کر
کرنوں کے سلگتے ہوئے سینے پہ رکھے ہات
یہ کِس نے کہا سوختہ بختوں سے دغا کر
دیکھا ہے سرِ آبِ رواں جلوۂ مہتاب
دیکھا ہے کبھی نُور کے دریا میں نہا کر
یہ شمعیں اُٹھا لایا ہوں میں طاقِ اَبد سے
ان جگنوؤں کے ساتھ گلستاں میں جلا کر
گزرا ہے کبھی کُوئے خراباتِ مغاں سے
مے پی ہے کبھی موتیے کے پھُول ملا کر
لعلِ لبِ لعلیں سے کوئی جام پیا ہے
دیکھی ہے کوئی شمع بھی سینے میں جلا کر

یہ گو نجتی گمکارتی گھنگھور گھٹائیں
ان بکھری ہوئی زلفوں کی تعظیم کیا کر
معلوم نہیں تجھ کو تپِ تشنگیٔ شوق
سقراطؒ کی مانند کبھی زہر پیا کر
تو حسرتیٔ نشۂ توفیق نہیں ہے
مت خضرؑ بیاباں سے طلب آبِ بقا کر
تُو شورش و آشوبِ وفا سے نہیں واقف
تُو نُوحؑ کے طوفاں کی تمنّا نہ کیا کر
تُو سوزِ غمِ عشق سے آگاہ نہیں ہے
جلتے ہوئے شعلوں کی چِتاؤں سے بچا کر
نمرُود کے احسان و عطایا پہ تُو خوش ہے
دیکھا نہ کبھی آگ میں گلزار کھِلا کر
یہ خلعتِ فرعون یہ ہامان کی دستار
جاتا ہے کہاں طُور پہ یہ سانگ رچا کر
تُو اپنی حقیقت سے بھی آگاہ نہیں ہے
کوّے کی طرح ہنس کی مت چال چلا کر

تُو ضربِ کلیمی کے سمجھا نہیں انداز
تُو نیل کی لہروں کی طرف دیکھ لیا کر
تُو غلغلۂ سامریاں سُن کے فدا ہے
زیبا نہیں ذکرِ یدِ بیضا و عصا کر
یہ قیصر و کسریٰ کی ترے تن پہ قبا ہے
تُو خوش ہے مگر چادرِ مریمؑ بھی چُرا کر
اے نائبِ عیسیٰؑ میں تجھے اور کہوں کیا
مقتل میں پیمبرؑ کو ذرا لا تو بُلا کر
فاقوں میں سلیمانؑ کو تڑپتے نہیں دیکھا
بلقیسؑ کے حالات سُنا، ذکرِ سبا کر
بکتا ہُوا دیکھا نہیں یُوسفؑ سرِ بازار
تو حُسنِ زلیخاؑ کے فسانے ہی لکھا کر
یہ دولتِ فیل و فرس و طبل و علَم کیا
ہر فوجِ ظفر موج کو دیکھا ہے لڑا کر
ایوانِ مدائن کا نشاں تک نہیں باقی
مرثیۂ بے مہریٔ ایّام کہا کر

یہ نوبت و ناقوس و دَف و طبلک و طنبور
اِن باجوں کو دیکھا ہے کئی بار بجا کر
یہ مال، یہ اسباب، یہ سرمایۂ دوراں
اِس ریت کی دیوار کے گرنے سے ڈرا کر
حیدرؑ کی طرح بوجھ کھجوروں کے عوض ڈھو
بازار میں تُو مال کے بدلے نہ بِکا کر
کر پیروی سیرتِ اولادِ پیمبرؐ
دیں زہر تو ذکرِ حسنؑ سبز قبا کر
گر اُسوۂ شبیرؑ سمجھنے کی طلب ہے
برپا سرِ میدانِ اجل کرب و بلا کر
سجادؑ کی مانند یتیموں کی خبر لے
بیواؤں کا پانی کبھی رو رو کے بھرا کر
گر عافیت دامن داماں کی ہے تمنّا
تو زیبِ بدن بوذرؓ و سلمانؓ کی ردا کر
ہاں جامۂ طاؤس میں چھپ سکتا نہیں زاغ
اشیا کی حقیقت پہ ذرا غور کیا کر

آ جنّتِ اربابِ کرم تجھ کو دکھاؤں
سیرِ چمنِ حُسن و جمالِ محکما کر!
وہ آئے وہ جبریلِ امیں لینے کو آئے
زوّاروں کو لے جاتے ہیں شہپر پہ اڑا کر
یہ وادیٔ مکّہ، حرمِ حضرتِ باری
مروہ و صفا سامنے ہیں شکرِ خدا کر
قصرِ ابوطالبؑ کی طرف دیکھ بصد شوق
اک سجدہ درِ ساقیٔ کوثر پہ ادا کر
اے ذوقِ خجستہ کبھی تکبیر و اذاں سُن
اے شوقِ سخن تذکرۂ آلِ عبا کر
اے دیدۂ بیدار، مقدّر پہ ہو نازاں
اے جوشِ جنوں بخششِ رحمت کی دُعا کر
یہ ذرّیتِ حضرتِ عدنانِ معظّم
بھیجی ہے خدا پاک نے پاکیزہ بنا کر
ہر کوکھ مقدّس ہے تو ہر صُلب ہے طاہر
بھیجا ہے انہیں چادرِ عصمت میں چھپا کر

اُتری ہے کبھی ان کے لئے آیۂ تطہیر
جنتی ہے کوئی لختِ جگر کعبے میں جا کر
ہاشمؑ کی سخاوت کا تو شہرہ ہے جہاں میں
یہ نام کہ جو رہ گیا کونین پہ چھا کر
یہ قحط کے ایام میں لوگوں پہ عنایت
یہ طرفہ سخی خوش ہے زمانے کو کھلا کر
ہاتھوں میں ثرید اور سخینہ کے پیالے
ہر تشت میں رکھے ہیں کئی نان پکا کر
وہ گبر و نصاریٰ ہو، یہودی ہو، کوئی ہو
لے جائے جہاں چاہے بھرے تاش اُٹھا کر
عبدالمطلبؑ کا بھی کبھی نام سُنا ہے
اے صاحبِ ایماں کبھی قرآں بھی پڑھا کر
کعبے پہ ابرہہ کی چڑھائی بھی ذرا دیکھ
کہتا ہے کہ جاؤں گا تو کعبے کو گرا کر
یہ کون دُعا مانگ رہا ہے سرِ فاراں
یارب! کوئی طوفان اُٹھا، حشر بپا کر

چونچوں میں اُٹھائے ہوئے سجّیل، ابابیل
وہ چڑیاں پھینکنے لگیں فیلوں کو چبا کر
عمرانؑ سا ذی شان اسی شہ کا پسر ہے
مدّاحئ ممدُوحِ شہنشاہِ ھُدیٰ کر
یہ قامتِ بالا شجرِ نُور، سرِ طُور
اے وادیٔ ایمن کے مکیں کسبِ ضیا کر
یہ رُوئے جہاں تاب ہے سرچشمۂ انوار
ان کرنوں سے آئینۂ ایماں پہ جِلا کر
یہ آنکھ ہے یا کعبے پہ ضَو بار ہے سُورج
رہ جائے دلوں میں یہ تجلّی تو سما کر
ابرُو ہیں کہ محرابِ شبستانِ حرم ہیں
بینی کا اشارہ کہ ہمیں قبلہ نما کر
یہ بازوؤں کے خم کہ محیطِ فلکِ العرش
قوسین کی تصویر پہ جاں اپنی فدا کر
ان کاکلوں کے پیچ و خمِ پاک میں کھو جا
جا سیر سرِ رہگذرِ قدر و قضا کر

ایمان کی آنکھوں سے بھی کچھ دیکھ مری جاں
ہر وقت ابوجہلؔ کی باتیں نہ سُنا کر
سالارِ اُمم، شیخِ حرم، سیّدِ بطحاؑ
یہ وقت ہے دیدارِ امیرالامرا کر
یہ افسر و سالار و سَرو سیّدِ سادات
تعظیمِ پرستارِ شہِ ارض و سما کر
یہ راس درِ ئیں عرب و عالمیاں ہیں
آتے ہیں فرشتے بھی یہاں سر کو جھکا کر
جبرئیلؑ بنا ہے ملک العرشِ معظّم
عمرانؑ کے پوتوں کو شب و روز کِھلا کر
خورشیدِ سپہرِ حشم و حکمتِ عظمیٰ
توصیفِ نگہبانِ شہِ ہردوسَرا کر
کیا چیز ہیں فغفور و جَم و قیصر و دارا
سُورج کے مقابل ہیں نہ مرّیخ و سہا کر
اِس در کے گدا خسرو و خاقان و خدیو
مقدادؓ سے خادم ہیں تو سلمانؓ سے چاکر

حضرتؐ کے چچا ہیں تو یہ بابا ہیں علیؑ کے
سجدہ یہ درِ پاک و نشانِ کفِ پا کر
یہ مومنِ کامل ہیں یہی مُسلمِ اوّل
پہچان میں ان کی نہ کوئی خوف وخطا کر
عمرانؑ سا شیدائے محمدؐ نہ ملے گا
تو اوجِ ثریّا سے نظر تا با ثریٰ کر
یہ قبلۂ اشراف و نگہبانِ رسالت
تعریفِ جگرداری و تسلیم و رضا کر
شعبِ ابی طالبؑ سے جو گذرا ہے تو بتلا
یہ کون ہے پہرے پہ بھتیجے کو سُلا کر
رہ رہ کے بدلتے ہیں کبھی آپ کا بستر
مسند کبھی دی طالبؑ و جعفرؓ کو بچھا کر
بیٹوں کو سُلاتے ہیں سرِ بسترِ حضرتؐ
لے آئے عقیلؓ اور علیؑ کو وہ جگا کر
یہ سلسلۂ ظلم رہا تین برس تک
اندازۂ رنج و ستم و جور و جفا کر

آشوب گہِ کفر و ضلالت میں نبیؐ کا
پروانہ رہا کون؟ بتا ہوش میں آکر
آفات میں یوں سینہ سپر کون رہا ہے
رکھ دی ہو نبوّت کے لئے جان لڑا کر
تنہائی و درماندگیٔ عمِّ نبیؐ دیکھ!
پھر سیرِ مضافاتِ منا، غارِ حرا کر
یہ محسنِ اسلام ہیں یہ داعیٔ اعظم
تو حرمتِ عمِّ شہِ لولاک لما کر
یہ نافذِ احکامِ نبیؐ، ناصرِ یکتا
رکھا ہے نبیؐ پاک سے کچھ بھی نہ بچا کر
اسلام کے معمار سے مل کر بھی کبھی دیکھ
ایمان ہے درکار تو جا، در پہ صدا کر
وہ خطبہ لگے پڑھنے رسولِ دوجہاں کا
آ سیرِ شبستانِ خدیجہؑ بھی ذرا کر
یہ آلِ براہیمؑ کا پُرلطف قصیدہ
اس لہجے کی تعریف، تکلّم کی ثنا کر

یہ شرک اگر ہے تو پھر اسلام ہے کیا چیز
کچھ خوفِ خدا خوفِ نبیؐ خوفِ جزا کر
عمرانؑ کی خدمات سے اغماض یہ کیسا؟
مومن ہے تو پھر عزّتِ اربابِ وفا کر
ہے لختِ جگر کس کا بتا، جعفرِ طیّارؑ
یہ کون ہے پرواز کناں خلد میں جا کر؟
بتلا کہ حسینؑ ابنِ علیؑ کس کا ہے پوتا؟
مقتل میں کھڑا ہے جو بھرے گھر کو لٹا کر
یہ مردِ جگر دار بتا کس کا پسر ہے
لڑتا ہے جو مشکیزے کو دانتوں میں دبا کر
ہیں کون بتا زینبؑ و کلثومؑ و سکینہؑ
یہ کون ہے روتی ہے جو جھولے کو جھلا کر
تزئینِ حرم کس کے لہو سے ہے بتا تو
دم کس نے لیا قوّتِ باطل کو مٹا کر
عمرانؑ کی اولاد کے مقتل کبھی دیکھے
چل مشہدِ عشّاق تجھے لاؤں دکھا کر

یہ کس نے اُلٹ دی ہے نقابِ رُخِ باطل
ہر پردہ رہا کفر کے چہرے سے اُٹھا کر
ہاں تذکرہ تشنگیٔ آلِ نبیؐ چھیڑ!
قرآن کی آواز میں ذکرِ شہدا کر
عمرانؑ سے کس طرح جُدا کرتا ہے شبّیرؑ
پہلے سرِ ناخن سے مگر گوشت جُدا کر
تا نام ترا مشرق و مغرب میں ہو روشن
تو آلِ محمدؐ کی طلب حق سے وِلا کر
سرکار کی حُرمت کے تصدّق میں الٰہی
تُو قید سے دُشمن کی اسیروں کو رہا کر
پھر معرکۂ بدر ہمیں پیش ہے یارب
اس طنطنۂ قوّتِ باطل کو فنا کر
ہم طالبِ امداد ہیں اے دادرِ جا نہا
تو ہم کو عطا عزمِ شہِ عقدہ کشا کر
اربابِ حکومت پہ تری چشمِ کرم ہو
اِس بندۂ ناداں کو عطا فہم و ذکا کر

تاثیر بیاں، حسنِ زباں، زورِ قلم دے
یارب، تو لبِ گنگ کو اعجاز عطا کر
لکھوں میں قصیدے ترے عشاقِ جواں کے
یارب تُو مجھے واقفِ اسرارِ بقا کر
یارب تو مجھے زمزمۂ نطق و نوا دے
نغمے بنی ہاشمؑ کے سناتا رہوں گا گر
مٹ سکتا نہیں نامِ نکو جعفرِ طاہر
سو بار یہ دیکھا ہے زمانے نے مٹا کر



سفیرِ حرم

اشجع الزماں، صبرِ مجسم، سفیرِ حرم
حضرت مُسلم و فرزندانِ حضرت مُسلم
علیہم السّلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح حضرت مسلم بن عقیلؑ

نخلِ ابوطالبؑ میں نہ کیا کیا ثمر آئے
کس گود میں اس شان کے والا گہر آئے

ذی قدر، اولوالعزم، جگردار، سخن سنج
کیا طالبِ تائیدِ الٰہی نظر آئے

جانباز خوش آواز ہمہ مہر و سرافراز
کس عرش کے یارب یہ ستارے اتر آئے

یہ طالبؑ توحید و عقیلؑ خرد آموز
برجِ شرف و خیر میں شمس و قمر آئے

یہ جعفرِ طیارؑ سا فرزندِ طرحدار
لو جوہرِ آئینۂ ایماں اُبھر آئے

اَب گردشِ ایّام میں سکتہ ہُوا پیدا
وہ کعبے کی دیوار میں اِک در نظر آئے

پیدا ہوئے شاہِ نجفؑ و خسروِ عادل
خدّامِ ادب بن کے مسیحؑ و خضرؑ آئے

فردوس کے غرفوں سے لگیں جھانکنے حوریں
جبریلؑ زیارت کو سمیٹے ہوئے پر آئے

وہ شبّرؑ و شبّیرؑ ہوں یا مسلمؑ و عبّاسؑ
شیروں کے پسر شیروں سے بڑھ کر نظر آئے

جب وارثِ اقلیم علیؑ ملک سے نکلا
جب کوفے کی جانب سے کئی نامہ بر آئے

بیعت کے لئے روز بُلاؤوں پہ بُلاوے
خط آئے، پیام آئے، کئی معتبر آئے

اصرار پہ اصرار، تقاضوں پہ تقاضے
فرزندِ نبیؐ آئے، خدارا اِدھر آئے

مشتاقِ زیارت ہیں زن و مرد یہاں کے
خوش ہوں پسرِ شیرِ الٰہی اگر آئے

مامور سفارت پہ ہوئے حضرتِ مسلمؑ
فرمایا، ہمیں لکھئے گا جو آپ کی ہو رائے

اللہ رے یہ مرتبہ و منصب و اعزاز
دینے کو مبارک سبھی نیکو سیر آئے

دو بچوں کو ہمراہ لیا ہو گئے رخصت
طے کر کے مہینوں کا دنوں میں سفر آئے

یہ ایلچیٔ شاہ، وکیلِ شہِ دلگیر
وہ رعب کہ شیروں کا جگر خوف سے تھرّائے

اللہ رے شیریں سخنی، خندہ جبینی
بیعت کے لئے آنے لگے اپنے پرائے

پھر عاملِ کوفہ ہوا مرجانہ کا بیٹا
بدذات، سیہ کار، لعیں، ہرزہ سرائے

کوفے کی زمیں خون سے ہونے لگی سیراب
باندھے ہوئے مرنے پہ مجاہد کمر آئے

ہانیؓ سا جگردار بھی مسجد میں ہوا قتل
خدمت میں ستم پیشہ کے اشراف کے سر آئے

ایسے میں فرزدق سے ہوئی شہ کی ملاقات
حالات سُنے کوفے کے اور اشک بھر آئے

وہ نرغۂ اعدا میں سفیرِ شہِ عالی
پل پل کے مسافر پہ کئی حملہ ور آئے

ہر سمت سے یلغار کناں قاتل و سفّاک
رہ رہ کے تنِ پاک پہ تیر و تبر آئے

ہنگامۂ پیکار میں ہر بار یہ کہتے :
اے کاش نہ آقا مرا یا رب اِدھر آئے

پھر تول کے تلوار جھپٹتے تھے عدو پر
جس طرح کہ ریوڑ میں کوئی شیر دَر آئے

شبّیرؑ کے بھائی تو بھتیجے ہیں علیؑ کے
کیونکر نہ لڑائی کا انہیں پھر ہنر آئے

کٹ کٹ کے گرے خاک پہ دھڑ صف شکنوں کے
تتوّں کی طرح اُڑتے ہوئے سر نظر آئے

چک چاک وہ تیغوں کی لعینوں کا وہ کڑکا
تھرائی زمیں کانپ اُٹھے قاف و کرائے

روندا اُسے، مارا اِسے کاٹا اُسے پکڑا
بن بن کے یہ فرمانِ قضا و قدر آئے

تلوار صفیں کاٹ لہُو چاٹ کے نکلی
جس طرح صبا تختۂ گُل سے گزر آئے

باقی نہ سنانیں نہ کمندیں نہ کمانیں
ہاتھوں میں نظر تیغ نہ کوئی سپر آئے

اِک حملے ہی میں چھوڑ دیا فوجِ ستم کو
کب رُکتا ہے طوفان اگر جوش پر آئے

تدبیر میں تھا ابنِ زیادِ ستم آرا
چلّایا تو افسر کئی باہم دِگر آئے

گر جا کہ پسِ پُشت گڑھا جلد بناؤ
ممکن ہے کہ یوں دام میں شاہیں جگر آئے

تیغ لڑتا چلا آتا ہے وہ پچھلے قدموں پر
یوسفؑ کی طرح چاہ میں گرتا نظر آئے

بر آئی تمنّا دلِ بدبخت کی فریاد
گرتے ہی ستم گار کئی دوڑ کر آئے

رُخ جانبِ شبّیرؑ کیا قلعے کی چھت پر
سر کاٹ کے جلّادِ جفا جُو اُتر آئے

آویزاں درِ شہر پہ تھا فرقِ مبارک
تھا حکم نہ میّت بھی کوئی شخص گرائے

اعلان ہُوا قتل جو بچّوں کو کرے گا
لینے کے لئے خلعت و گنجینۂ زر آئے

دو بچے سراسیمہ و سرگشتہ و حیراں
آوازۂ ذاکَ الحذر و الحذر آئے

ناگوں کی طرح شُوکتی پھُنکارتی گلیاں
دیکھیں جو مکانوں کو تو خوف و خطر آئے

بابا یہ برستے رہے اِن کوچوں میں پتھر
اُڑ اُڑ کے دریچوں سے ہزاروں شرر آئے
رُکتے کبھی چلتے، کبھی رہ رہ کے ٹھٹھکتے
رستے میں الٰہی نہ کوئی بانیٔ شر آئے

رہ رہ کے بھٹکتے ہیں غزالانِ محمدؐ
یارب پسرِ فاطمہؑ ہائے کدھر آئے
رہ تکتی رہی روتی رہی زوجۂ مسلمؑ
ہر وقت دُعائیں کوئی بچوں کی خبر آئے

تقدیر کے آگے نہیں تدبیر کی چلتی
بچھڑے جو پدر سے تو وہ جلّاد کے گھر آئے
بچوں کی سُنیں سسکیاں اور جاگا ستمگر
زوجہ نے کہا خیر سے مسلمؑ کے پسر آئے

تلوار لیے بیٹھ گیا پہرے پہ ظالم
کہتا تھا الٰہی! ابھی آئے سحر آئے

وہ لے کے چلا بچوں کو ہائے سوئے دریا
تربت سے نکل کر شہ جنّ و بشر آئے

دریا میں بھنور پڑنے لگے خوفِ خدا سے
گھبرائی ہوئی موجوں کی فریاد سے ڈر آئے

وہ عید کے دن قتل ہوئے بر لبِ دریا
جھولی میں مسیّبؓ کے یہ لعل و گہر آئے

آواز پیمبرؐ نے اسے دی کہ مسیّبؓ
لہردں پہ مرے تیر کے دونوں گلِ تر آئے

ہو مشہدِ کوثر بدناں نام پہ تیرے
زوّاروں کی خاطر کوئی بنوا تو سرائے

مشہور ترے نام سے یہ شہر رہے گا
رشکِ قم و قزوین و سمرقند و ہرائے

پردیس میں مارے گئے طاہر شہِ والا
کوفے کے مسافر بھی نہ گھر لوٹ کر آئے



لسانِ صدق

دین کے ستون   جو تھا اور جو ہوگا

عمودِ دین، عالمِ علم ماکان و مایکون

لسانِ صدق حضرت امام جعفر صادق

علیہ السّلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح امام جعفر صادق علیہ السّلام

پھر ذکر ہے زباں پہ محمدؐ کے نور کا — وہ نور جو سبب ہے خدا کے ظہور کا
ہے علم جس کی ذات میں نزدیک و دور کا — جو ہادی و امام ہے اہلِ شعور کا
واقف ہے جو کہ حالتِ اہلِ قبور سے
صادق لقب ملا جسے ربّ غفور سے

یہ نورِ چشمِ احمدِؐ مختار مرحبا — اللہ رے یہ ماہِ ضیا بارِ مرتضےٰؑ
یہ باقرؑ العلوم کا فرزند باصفا — آغوشِ اُمّ فروہؓ کا یہ لعل بے بہا
بوبکرؓ کا نواسہ تو پوتا علیؑ کا ہے
جعفرؑ ہے نام اور شرف ہر ولی کا ہے

ارشاد تھا نبیؐ کا جو رکھا گیا یہ نام — بگڑے نہ تاکہ مذہب اسلام کا نظام
گر غیر معتبر کو امامت کا دیں مقام — گمراہیوں کی رات میں چمکے مہِ تمام
توحید کا زمانے میں عاشق بھی چاہیے
ہم سا کوئی تو دنیا میں صادق بھی چاہیے

[illegible] ایک ایک لفظ کی رعایت [illegible]

جعفرؑ کی جیم جود و کرم پر دلیل ہے — اور عین عینِ عدلِ علیؑ کی عدیل ہے
فے فیض کی مدام رواں سلسبیل ہے — رے رحم و راستی و رضا کی فصیل ہے
ہے پورا نام نہرِ ارم کے جو نام پر
کیونکر نہ ان کا لطف ہو پھر خاص و عام پر

یہ جیم جو شنینِ صغیر و کبیر ہے — یہ عین عینِ عدلِ خدائے قدیر ہے
فے فضلِ کبریا کی ہے فخرِ فقیر ہے — رے ہے رُخِ رسولؐ کی روشن ضمیر ہے
ایک ایک حرف ظرف ہے فضل و کمال کا
یہ خطِ استوا ہے محمدؐ کی آل کا

اہلِ سخن میں حسنِ سخن کی مچی ہے دھوم — یہ معنیٰ کلام ہیں یہ مصدرِ علوم
گمراہ کر نہ دے تجھے یہ دورِ نحس و شوم — یہ دستِ پاک تھام یہ پائے جمیل چوم
آنکھیں نثار حسنِ رُخِ تابدار پر
سورج اماموں کا ہے نصف النّہار پر

فکر و نظر کا مرتبہ ان سے علا ہوا — نکلا جو لفظ منہ سے نپا اور تلا ہوا
چہرہ جو دیکھیے تو ہے قرآں کھلا ہوا — لہجہ وہ جس میں شہدِ رسالت گھلا ہوا
قرباں ہیں شاعرانِ عرب بات بات پر
سہرے مہک رہے ہیں رُخِ شش جہات پر

ششخانۂ قضا و قدر کی نہ پوچھ شان ششش یہیں ہے منارۂ قصرِ فلک نشاں
چھ روز میں بنائے گئے ارض و آسمان شش بانوانِ چرخ کنیزانِ خوش بیاں

جلوہ انہیں کا ہے نظرِ نکتہ سنج میں
ایمان مل گیا ہے مجھے شش درنج میں

وہ علم جس میں حضرتِ آدمؑ صفی کی شان فہم و ذکا پہ نوحؑ نبی کی فدا ہو جان
ایسی حیا جو یوسفؑ و یحییٰؑ کی پاسبان وہ تمکنت کہ حمزہؓ و جعفرؓ کی آن بان

وہ زور جس میں قوّتِ خیبر شکن ملے
ایسے حسیں کہ گویا حسینؑ و حسنؑ ملے

سفیانِ ثوری گنگ ہے ان کی جناب میں کتنے ابوحنیفہؒ سے اعظم رکاب میں
وہ دیکھتے ہیں جو کوئی دیکھے نہ خواب میں پڑھتے ہیں وہ کہ جو نہیں لکھا کتاب میں

گوہر جو فاطمہؑ سی گرامی صدف کے ہیں
وارث یہی تو منبرِ شاہِؑ نجف کے ہیں

ہمسر ہو دہر میں کوئی اِن کا نہیں نہیں پائے کرم کو چوم رہی ہے جبیں جبیں
اِن سا جہاں میں کوئی نہیں ہے، نہیں کہیں عرشِ بریں بھی دیکھ لے دیکھی زمیں زمیں

ان ہی کے در سے دُنیا کو دیں کا سبق ملا
رحمت ملی، بہشت ملا، نُورِ حق ملا

مہماں کے واسطے ہیں کئی قِسم کے طعام یہ مائدہ یہ قیمتی کھانوں کا اہتمام
فیرنیوں کے تشت کئی شربتوں کے جام ہاتھوں میں ان کے رزقِ بشر کا ہے انتظام

چاہیں تو باغ میں کوئی کونپل ہری نہ ہو
نطفہ تو کیا ہوا میں بھی خشکی تری نہ ہو

مسند پہ جلوہ گر ہے امامِ فلک رکاب لختِ دلِ رسُولِ امینؐ ابنِ بُوترابؑ
ہر شہر کے فرشتوں سے لینے لگے حساب رُک رُک کے دے رہے ہیں سوالوں کا وہ جواب

اُٹھی نظر امام کی تو رنگ اُڑ گئے
بند ہو گئی زبان وہیں ہونٹ جُڑ گئے

گر دھوپ میں کھڑے ہوں تو سایہ سمٹ چلے آواز دیں تو موجۂ دریا پلٹ چلے
طوفاں کا زور آپ کی ہیبت سے گھٹ چلے دامن سے آن کے برق بھی ڈر کر لپٹ چلے

چاہیں تو سر پہ آئی ہوئی موت ٹال دیں
اِک تازہ روح مُردے کے پیکر میں ڈال دیں

ان کا نسب نبیؐ و علیؑ کا نسب ہوا کب غیر کو نصیب یہ طرفہ حسب ہوا
طاہر، امین، حضرتِ صادق لقب ہوا مشہور ان کا نام نہیں بے سبب ہوا

پیدا جو ختنہ کردہ و ناف بریدہ ہو
وہ سیّدہؑ کا لال نہ کیوں برگزیدہ ہو

دن کو ملیں گے آپ ہمیشہ ہی روزہ دار   شب کو صفِ نماز پہ روتے ہیں زار زار
ہر حال میں ہے ذکرِ خدا شکرِ کردگار   ان تین حالتوں میں کٹی عمرِ مستعار
قربان انبیاء بھی ہیں اس عزّ و شان پر
گھر میں پڑھی نماز، کبھی آسمان پر

دو چار ہوں تو میں بھی گنوں ان کے معجزات   ان کی دعا قبول ہے شاہد خدا کی ذات
لہجے میں ان کے ڈھلتی ہیں آیاتِ بیّنات   ملکوت کے امام یہ دادارِ کائنات
قبضہ انہیں کا رہتا ہے موت و حیات پر
جھنڈے اُنہیں کے اُڑتے ہیں نیل و فرات پر

آئے جو حج کے واسطے شاہِ فلک مقام   رکن و صفا و مروہ پکارے کہ یا امام
پتھر اُچھل اُچھل پڑے کہہ کہہ کے السّلام   اُٹھا وہ ہاتھ چُومنے کو مشعر الحرام
محرابِ کعبہ خم جو ہوئی پیشوائی کو
قوسین کے سِرے نظر آئے خدائی کو

بوحمزہ ثمالیؒ و اعشیؒ و عبدہٗ   عبداللہ بن بکیر و سلیمانِ خوبرُو
اشجعؒ، ابوالہیاجؒ و معلیؒ سے نیک خُو   یہ چہرے آفتابِ امامت کے روبرُو
ہر چہرہ برقِ طُور ہے شعلہ ہے نُور کا
شیشہ چھلک رہا ہے شرابِ طہُور کا

پوچھ ان کا مرتبہ تو فضیل یسارؓ سے   اعینؓ کے ایک اِک خلفِ نامدار سے
داؤدؓ ابن زربیؓ عالی وقار سے   معروفؓ و بوبصیرؓ و بُریدؓ بہار سے
عالم میں دھوم آپ کی دریا دلی کی ہے
طینت رسولؐ کی ہے طبیعت علیؑ کی ہے

گلبانگِ عندلیبِ رسالت کلام ہے   زندہ انہیں کے دم سے مسیحا کا نام ہے
یوسفؑ نہ گر بکے بھی تو ان کا غلام ہے   ہاتھوں میں ان کے بادۂ کوثر کا جام ہے
یہ مے خدا نے ان کے عدو پر حرام کی
مُہریں ہیں جام جام پہ مستوں کے نام کی

اس بادشاہ کے تو غلاموں پہ کر نظر   خادم ہے ان کا مالکِ دینارؒ معتبر
سقہ ابویزیدؒ سا بسطام کا گہر   ہشامؒ بن حکم سا ہے شاگردِ نامور
کچھ اور طالبانِ علوم و حدیث ہیں
موسیٰؑ و خضرؑ و عیسیٰؑ و ادریسؑ و شیثؑ ہیں

سفّاح سے امیرِ ستمگر کا سخت دَور   آلِ نبیؐ پہ اپنوں کے ہاتھوں وہ ظلم و جَور
منصور کے ستم بھی بڑھے روز اور اور   ہائے یہ اہلِ دیں کے طریقے چلن یہ طَور
راہوں پہ سُولیاں بھی ہمیشہ گڑی رہیں
لاشیں خدا پرستوں کی برسوں پڑی رہیں

آلِ نبیؐ ستم کا ہمیشہ رہی شکار　　عبّاسیوں کے ظلم و ستم بھی ہیں یادگار
روکا امامِ پاک نے ظالم کو بار بار　　شبیرؑ کی طرح تھا جگر گرچہ داغدار
لیکن انہیں سے حرمتِ کعبہ بچی رہی
خاکِ حرم میں سائے کی خوشبو رچی رہی

حُسینہؓ سی کنیز وہ پروردہؑ امام　　جس کا مناظرہ بھی ہے مشہورِ خاص و عام
وہ یحییٰ ابن اکثم قاضی بے لاکلام　　دو چار مسئلوں ہی میں ترکی ہوئی تمام
پرچم کھُلا زبانِ صداقت بیان کا
رہ رہ کے رنگ اُڑنے لگا حکمران کا

منصورؔ نے جو قتل کو بھیجے تھے نوجواں　　بے مہر سنگدل وہ ستمگر و بدزباں
تمیزِ نیک و بد نہ کوئی ڈر نہ خوفِ جاں　　حضرت کو دیکھتے ہی پکارے کہ الاماں
ہتھیار پھینک پاؤں پہ مولا کے گر گئے
حُرؑ کی طرح جہنم سے جنّت کو پھر گئے

منصورِ بدگہر کو مگر تاب تھی کہاں　　انگور زہر کردہ مدینے کئے رواں
انگور بول اُٹھے کہ اے شاہِ انس و جاں　　ہم مرگِ ناگہاں ہیں نہ آلودہ ہو زباں
فرمایا کوئی غم نہیں راضی رضا پہ ہیں
صادق ہیں اور خوش بھی تو حکمِ خدا پہ ہیں

یارب ہمارے حال پہ لُطف تمام کر　　اس پاک سرزمیں کا زمانے میں نام کر
یہ تیرا ملک و مال ہے خود انتظام کر　　آزاد قیدیوں کو بحقِ امام کر
یارب! برائے سبطِ نبیؐ لختِ فاطمہؑ
ہم بے کسوں کے رنج و الم کا ہو خاتمہ

مولا ترے کرم کا ہے شہرہ جہاں جہاں　　از قاف تا بہ قاف زمیں تا بہ آسماں!
بھائی پہ میرے حملہ ہوا ہے جو ناگہاں　　باقرؑ ہے جاں بلب ترا جعفر ہے نیم جاں
مولا ہے واسطہ تجھے بابا کے نام کا.
بچ جائے بھائی موت سے تیرے غلام کا



سَلام

اے سلامی جب گھٹا چھائی ہے دل پر یاس کی
یا علیؑ کے ساتھ ہی یاد آگئی عبّاس کی

حُسن میں یُوسفؑ کہاں ماہِ بنی ہاشمؑ کہاں
رُعب سے رُک جائیں سانسیں عیسیٰؑ والیاسؑ کی

نامِ نامی جب لیا دِل بھر گیا ہے نُور سے
وجد میں رَو آگئی دَم توڑتے انفاس کی

غیظ کے عالم میں ہوں تو قہرِ ذاتِ ذوالجلال
شفقت ورحمت میں ہیں تصویر خیر النّاسؐ کی

پھُول سے ہونٹوں پہ شرمیلی ہنسی آئی ہوئی
جس طرح یاقوت کے تختے پہ ضَو الماس کی

مردِ میداں، شیر دل، شاہیں جگر بانکا جواں
اس پہ یہ ذوقِ وفا، یہ روشنی احساس کی

امتحاں کے بعد ہی رُتبہ ملا کرتا ہے دوست
ساقیٔ کوثر کا بیٹا اور شدّت پیاس کی

شمرؔ کا خطِ اماں پایا تو فرمانے لگے
یاد ساری داستاں ہے آج بھی قرطاس کی

کارزارِ کربلا میں جنگِ سرکارِ وفا
جان ہے بدر وحنین وخیبر واوطاس کی

مولُودِ حَرم

تاجدارِ ھَل عطا، شہسوارِ عرصۂ لافتیٰ، ہنرادارِ قُل کفیٰ، مولُودِ حَرم حضرت علی علیہ السّلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح حضرت علی علیہ السلام

یہ کون ذی جناب ہے بلا کی آب و تاب ہے
غضب کا رعب داب ہے اجل بھی آب آب ہے
حرم کا آفتاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

جوانِ بے نظیر ہے یہ قدسیوں کا پیر ہے
امیر کیا امیر ہے نبیؐ کا یہ وزیر ہے
خدا کا انتخاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

چلی اسد کی لاڈلی چلی سوئے حرم چلی
ظہورِ آیتِ جلی زہے ولادتِ علیؑ
دلِ عدو کباب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

الٰہی بہرِ انبیاء بحرمتِ صحیفہ ہا
قبول کر مری دعا اے تو کہ ہے مرا خدا
کرم کہ اضطراب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

حرم کا احترام ہے کہ یہ ترا مقام ہے
کنیز کو بھی کام ہے ارادۂ قیام ہے
یہ وقتِ فتحِ باب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

جدارِ کعبہ پھٹ گئی علیؑ کو دیکھ ہٹ گئی
وہ درمیاں سے کٹ گئی صدف بنی سمٹ گئی
نصیب کامیاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

یہاں وہاں یہ تذکرے دکاں دکاں یہ تذکرے
درِ مغاں یہ تذکرے مکاں مکاں یہ تذکرے
عجیب انقلاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

یہ ہر کوئی ہے پوچھتا کہو تو یار کیا ہوا
کہاں گئی وہ باصفا کہو، کوئی پتہ چلا
دلوں کو پیچ و تاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

پکارتی ہے ساجدہ اری صفیہ! کچھ سنا
کہاں گئی چچی بھلا چچا سے پوچھ کر بتا
کہاں وہ ذی جناب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

وہ طالبؑ و عقیلؑ ہوں کہ جعفرؑ شکیل ہوں
وہ قاضی و وکیل ہوں کہ شہر کے اصیل ہوں
زباں پہ یا وہاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

نہ قفل میں خرابیاں لگا رہے ہیں چابیاں
کہاں ہوں کامیابیاں یہ دیکھ بوترابیاں
حجاب کیا حجاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

کھلا نہ قفل در کھلا ملا نہ آج گھر کھلا
نہ عقدۂ گہر کھلا نہ راز غیر پر کھلا
خدا کا سدِّ باب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

تمام لوگ ڈر گئے کہ تین دن گزر گئے
ادھر گئے ادھر گئے درِ رسولؐ پر گئے
وہاں تو اک جواب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

یہ فاطمہؑ کا پھول ہے یہ شوہرِ بتولؑ ہے
یہ بازوئے رسولؐ ہے یہ دین کا اصول ہے
یہ معنئ کتاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

ازل کا شاہکار ہے ابد سے ہمکنار ہے
عجم کا شہریار ہے عرب کا تاجدار ہے
رسولؐ کا شباب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

جوان سرفراز ہے — ازل سے پاکباز ہے
نبوّتوں کا ناز ہے — نفس نفس نماز ہے
بھلا کوئی جواب ہے
یہی تو بوتراب ہے

امیرِ شہرِ مصطفےٰ — فروغِ بزمِ انّما
سرودِ سازِ ھل اتیٰ — یہ شہسوارِ لا فتیٰ
نبیؐ کے ہمرکاب ہے
یہی تو بوتراب ہے

لڑا ہے یوں لڑائیاں — صفوں کی کیں صفائیاں
ہیں آج تک دہائیاں — دلوں میں ہیں بُرائیاں
تو بُغض بے حساب ہے
یہی تو بوتراب ہے

دلِ عدو میں تھرتھری — لرز رہے ہیں خیبری
بچے نہ کوئی عنتری — صنم کہیں ہری ہری
خدا کا یہ عتاب ہے
یہی تو بوتراب ہے

یہ شیرِ ذوالجلال ہے — جوانِ بے مثال ہے
ہمائے نیک فال ہے — کسی کی کیا مجال ہے
وہ چیل یہ عقاب ہے
یہی تو بوتراب ہے

یہ وہ کریم ذات ہے — بہشت جس کے ہات ہے
یہ ضامنِ حیات ہے — وسیلۂ نجات ہے
دُعا جو مستجاب ہے
یہی تو بوتراب ہے

یہ نوحؑ کی نجات بھی — کلیمؑ کی برات بھی
مسیحؑ کی حیات بھی — یہی خدا کا ہات بھی
یہی پسِ حجاب ہے
یہی تو بوتراب ہے

کوئی گدا پکار دے — تو اونٹ بے شمار دے
قطار در قطار دے — نمازیں اُتار دے
جو مہرِ ماہتاب ہے
یہی تو بوتراب ہے

یہ قدسیوں کا پیشوا سوارِ دوشِ مصطفےٰ
نہ پوچھ اس کا مرتبا نبیؐ مدینۂ علم کا
مگر جو اس کا باب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

مغاں کہ جو شراب دے جو دے تو بے حساب دے
گیا ہوا شباب دے دعاؤں کا جواب دے
جو کام ہے شتاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

یہ مہرباں فقیر پر یتیم پر، اسیر پر
مزاج اپنے پیر پر رسولؐ کے ضمیر پر
خطا سے اجتناب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

یہ مردِ شیر مرد ہے شجاعتوں میں فرد ہے
فلک جو گرد گرد ہے زمین زرد زرد ہے
کہ ضرب لاجواب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

عرب کے لاکھ جنگجو جری، دلیر، تند خو
کبھی ہوئے جو رُوبرو جگر ہوئے لہو لہو
یہی تو شیرِ غاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

وہ دشمنوں کی صف پہ صف بشر بشر کماں بکف
اُدھر صدائے لاتخف اِدھر شہنشہِ نجفؑ
مزے سے محوِ خواب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

ذرا یہ دیکھئے تو قد خجل ہے عمرو عبدوُد
یہ روئے پاکؑ خال و خد یہ حسن کبریا کی حد
جو دیکھ لے ثواب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

عدو کے رنگ فق ہوئے بدن عرق عرق ہوئے
جگر تمام شق ہوئے یہ ہم جو اہلِ حق ہوئے
تو حسن بے نقاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

یہ فخرِ بزمِ جان و تن　　رئیسِ ملکِ پنجتنؑ
یہ پیشوائے اہلِ فن　　یہ ایلیاؑ و بو الحسنؑ
کنیّت و خطاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

علیؑ کی ڈھونڈ قربتیں　　نبیؐ کی ان میں عظمتیں
سخن سخن میں لذّتیں　　یہ گفتگو میں برکتیں
بہشت کی شراب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

یہ برقِ اَوجِ طُور ہے　　یہی قریب و دُور ہے
یہ آسماں کا نُور ہے　　زمین کا غرور ہے
لقب ہی بوترابؑ ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

یہ شاہد و شہود ہے　　امامِ ہست و بود ہے
یہ شاملِ درود ہے　　وجود کیا وجود ہے
جو دین کا نصاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

قرارِ قافِ قُدسیاں　　بہارِ باغِ نُوریاں
یہ محورِ جہاں جہاں　　مدارِ ہفت آسماں
یہ عرش کی طناب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

یہ غایت المرام ہے　　یہ کعبۃ الکرام ہے
جو دُشمنِ امام ہے　　وہ نُطفۂ حرام ہے
حدیثِ آنجنابؐ ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

امامِ روزگار بھی　　دِلوں پہ اختیار بھی
وفا کا اعتبار بھی　　نبیؐ کا رازدار بھی
یہی تو قوسِ تاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

یہ تاجدارِ بحر و بَر　　یہ تمکنت، یہ کرّ و فر
ہے شاد نانِ خشک پر　　یہ جس کی دولتِ نظر
حضُور کا لُعاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

نبیؐ سے کر مبادلہ   خُدا سے کر مُجادلہ
یہ آیتِ مباہلہ   کسی سے کیا مقابلہ
وہ خار یہ گلاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

یہ جشن ہے غدیر کا   ولایتِ امیر کا
امیرِ بے نظیر کا   نبیؐ کے اس وزیر کا
جو وارثِ کتاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

علیؑ سے ہوں عداوتیں   تو کس لیے ریاضتیں
عبث ہیں یہ تلاوتیں   فضول ہیں عبادتیں
نصیب ہی عذاب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

وِلائے آلِ مصطفےٰ   نہیں تو سب عمل گیا
ملے شرابِ خُلد کیا   نصیب میں لکھا ہُوا
سراب ہی سراب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

خدا کے بعد ہے نبیؐ   نبیؐ کے بعد ہے وصیؑ
یہ دن کو بھی اے مدعی   تلاش آفتاب کی
تری نظر خراب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے

جہانِ بے ثبات میں   مزے کیے حیات میں
ہوں محو شہ کی ذات میں   وہ جس کے پاک ہات میں
غلام کا حساب ہے
یہی تو بوترابؑ ہے



سلام

ہو گیا غازی فدا شاہنشہِ آفاق پر
کب شہادت شاق ہوتی ہے دلِ عشاق پر
ناز ہیں کیا کیا وفا کو نام پر عباسؑ کے
فخر ہے شبیرؑ کو اس پیکرِ اخلاق پر
عرصۂ پیکار میں سرکار تیغِ بے نیام
مر مٹا ذوقِ شہادت آپ سے مشتاق پر
اللہ اللہ دیکھنا ماہِ بنی ہاشم کا نور
قصرِ حیدرؑ کے در و دیوار و بام و طاق پر
تیرا گھوڑا جا کے دریا پر ترستا ہی رہا
یہ وفا بھی نقش ہے تاریخ کے اوراق پر
اتنا کڑیل نوجواں اور اس قدر بے دست و پا
انبیاء روتے ہوئے آئے درِ خلاق پر
جن کے دل میں حبِ آلِ مصطفےٰ طاہر نہیں
شک وہی کرتے ہیں ان کی شان و استحقاق پر



قائمِ دوراں

ناطقِ قرآں، معنیٔ علمہ البیان، مفسرِ قرآن
قائمِ دوراں حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح امام محمد مہدی علیہ السلام

ہم نفسو کیا پوچھتے ہو روداد جنوں افسونِ تمنّا
ہجر میں کیا کیا دل پر گزری حُسن کے ہاتھوں کیا کیا دیکھا
پاؤں میں گُم ہیں کتنے بگولے کتنے تڑپتے جلتے صحرا
نوکِ زباں ہر خارِ ستم کو دشتِ بلا سے کون ہے گزرا
سُرخیٔ چشم کہ شعلۂ خوں ہے آتش جلوہ سوزِ دروں ہے
ان پلکوں پر کتنے سمندر، کتنے طوفاں، کتنے دریا
پیچ سیاست سیلِ بلا کی، تیرِ قضا کی، تیغ فنا کی
مقتلِ عشق میں پاؤں جو رکھا آئی صدائے اھلاً وسہلا
دشت ودمن میں خاک اُڑائی کاہکشاں ذرّے کے بنائی
کوہ وکمر میں آگ لگائی اشک بہائے دجلہ دجلہ
تاب کہاں جو زخم دکھاؤں بارِ دگر وہ پھول کھلاؤں
خار وخس وخاشاک کو بخشی خلعتِ شبنم صُورتِ لالہ

ظلم رقیباں جورِ حبیباں طعنِ رفیقاں خوفِ حریفاں
کیا نہیں دیکھا کیا نہیں گزری کونسا تیر نہ ہنس کر کھایا
ہم وطنوں کی نفرت ہائے ہم چشموں کی یاد ہے رلائے
وہ سردار غلام نبی خاں ڈاہر کا غربت میں سہارا
وہ ممتاز علی خاں حیدر کے اندازِ محبت ہائے
علی نواز و رضا حیدر کی انجمنیں وہ لطف و مدارا
محفلیانِ شعر وسخن میں تاجورانِ کشورِ فن ہیں
بیٹھے وا ان کے جلسوں میں شرکت کی اور رنگ جمایا
قبلہ و کعبہ حضرتِ سیف علی صاحب کی دُنیا دیکھی
وعظ سُنا ایمان بڑھا، ماحول مبارک آہا آہا
دیکھ چکا سنگینی و سختی، شاملِ حال ہے اب خوش بختی
خانِ گرامی، مردِ یگانہ، عاشق آلِ نبیؐ کا پایا
محسن نقوی، سرور دخانی و قیس حسینی دخاک بھی آئے
وہ ارشاد جہندیر سے شاعرِ کامل شعر وسخن میں یکتا
یاں جانباز جتوئی دیکھا اُن سا اور نہ کوئی دیکھا
مل جل کر سارے مستوں نے کیا مولا کا جشن منایا

محمد نواز رقی اللہ آبادی ... سرور کربلائی

مطربِ وساقی جامِ رواقی ایک نہ چھوڑا قطرہ باقی
پیرِ مغاں کی پاک مذاقی، وہ رزّاقی اللہ اللہ
ذکر سُنا سرکارِ نسیمِ عبّاس سے ہم نے آلِ عبا کا
بات نہ پوچھو حُسنِ بیاں کی لطفِ زباں کی واہ کیا کہنا
پریاں تختِ ہوا پر گذریں ہنس کر شبنمیں باغ میں اُتریں
رقص میں کرنیں چشمہ بہ چشمہ، سیلِ تجلّی، نُور نرالا
چال میں ان کی لاکھوں فتنے آنکھ میں ان کی جادو کتنے
سر بہ گریباں جادُوئے بابل گنگ ہوئے شیراز و بخارا
پیچ و خمِ ہر زلف کہ ہر سُو دامِ تمنّا پھیلا پھیلا
قامتِ موزوں فتنۂ دوراں قہرِ قیامت ہر قدِ بالا
مری نوا سُن سُن کے نسیمِ باغِ طرب پروان چڑھی ہے
بھیرویاں صبحوں کو سکھائیں چاندنیوں کو راگ کدارا
ایک حسیں کا ہائے یہ کہنا ہم تم راضی کون ہے قاضی
عشق میں کیسے نوری و ناری عشق میں کیسے مومن و ترسا
ایک نگارِ شہرِ ہوس کا عشق نہیں تھا میرے بس کا
کُوفیوں کی سی چالیں گھاتیں ہونٹوں پر ایماں کا نغمہ

ایک بُتِ دلجُو کی باتیں، تیروں تیغوں کی برساتیں
مجھ سے یہ کہنا تُو سیّد ہے، رافضی ہے اور غالی شیعہ
میرا کہنا مجھ میں تو سادات کی کوئی بات نہیں ہے
حمد بُتوں کی وِردِ زباں ہے پائے صنم پر ہر دم سجدہ
تڑپ کے بولی ماتم کرتے میں نے تمہیں خود دیکھا ہے
تم سے تہوّرؔ نے لکھوایا سینہ زنی کی خاطر نوحہ
کون تہوّرؔ کیسا تہوّرؔ بولی بشارت شاہ کا بیٹا
پان کا پُتلا، چاند کا چکلا، اُجلا گہلا، گورا گورا
میں نے کہا ہم تم دونوں میں اتنا بڑا تو فرق نہیں ہے
ایک خدا ہے، ایک نبی ہے ایک کتاب اور ایک ہے قبلہ
کہنے لگی چل چل جا جا یہ بات نہ کر مت قسمیں کھا
میں جانتی ہوں تم شیعہ ہو اور عشق میں بھی کرتے ہو تقیہ
ایک عروسِ شہرِ وفا نے میرے جنوں کی لاج تو رکھ لی
میرے ضمیر و ظرف کو پرکھا میرے کلام و قول کو جانچا
بات چلی تو پھر وہی جھانسہ، پھر وہی داؤں پھر وہی پانسہ
وعدہ و پیماں، قول و قسم، اقرارِ وفا، اصرار و تقاضا

گاہے رنج و عتاب کا عالم گاہے جیسے خواب کا عالم
ہاتھ میں گجرا گلے میں کنٹھا، رنگ بھبھوکا آگ کا شعلہ
طرفہ حسینے خندہ جبینے سروِ خرامے نرم کلامے
سُرخ لبوں پر عشق کا نعرا مست نگاہی توبہ توبہ
رات گئے یہ حسنِ دل آرا، چرخِ وفا کا شوخ ستارا
میرے سرہانے آکے پکارا جاگ خدارا جاگ خدارا
ہنس ہنس کر اُس بُت نے جگایا چٹکی لی اور ہات بڑھایا
دل گھبرایا خوف بھی آیا نیند میں کچھ بھی دیکھ نہ پایا
شانوں سے اُس بُت نے جھنجھوڑا ہوش میں آخر لا کر چھوڑا
کچھ گھڑیاں اِس طور سے گزریں دل ڈوبا اور ڈوب کے اُبھرا
ہوش میں آکر عرض گزارِ یار ہُوا یہ زحمت کیسی؟
بدبختوں پر اتنی نوازش کیونکر کی تکلیف گوارا
یہ سُنتے ہی اُس ظالم نے دامن جھٹکا ہاتھ چھڑایا
میں سمجھی تھی تُو مومن ہے لیکن کوفی و شامی نکلا
بندۂ سیّدِ والا گہر ہو اور نہ تجھ کو اتنی خبر ہو
آج کی رات ہے کتنی مبارک خلوتِ غم میں چاند ہے اُترا

کیسی مبارک رات کہاں کا چاند خدارا کھُل کے بتاؤ
رمز و کنایہ مَیں کیا جانوں، جانِ تمنّا میں نہیں سمجھا
کہنے لگی سُن پیدا ہُوا ہے، نورِ نگاہِ فاطمۂ زہرا
آج حسنؑ خوش خوش پھرتے ہیں نازکناں ہے، نرگسِ شہلا
حق نے مکمّل آج کیا ہے آج بنا ہے پُورا طغرا
حیدرؑ سے تا مہدئؑ دیں جبرئیلؑ امیں نے لکھا شجرا
نُورِ امامت کے جلووں میں ڈُوب گئی ہیں آج ملیکاؑ
دیکھ نبوّت باندھ رہی ہے کس خاتون کے سر پر سہرا
وہ دیکھو وہ ختمِ رُسُلؐ ہیں شاہِ سُبُلؐ ہیں مُرشدِ کُل ہیں
سرورِ عالمؐ ہادئ اُمّت اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی
ماہِ عرب ہیں شاہِ عجم ہیں معنی و مقصدِ لوح و قلم ہیں
بادشہِ بطحا و حرم ہیں فرمانروائے عالمِ عقبےٰ
وہ دیکھو وہ حق کے ولی ہیں صاحبِ سرِّ خفی و جلی ہیں
میں نے کہا یہ مولا علیؑ ہیں کہنے لگی اب ہوش میں آیا
بیٹا صاحبِ عسکر ٹھہرا ہر لشکر کا افسر ٹھہرا
چھوڑ نجف کو سرمن رائے آئے آج علیؑ العالیٰ

ان پر ہی موقوف نہیں ہے حاضر خدمت آدمؑ و حوّاؑ
ابراہیم خلیلؑ اللہ بھی دیکھنے آئے دولتِ کعبہ
صاحبِ ضرب کلیمؑ پکارے، ہادیؑ و مہدیؑ آپ ہمارے
آپ کے دم سے طُور کے جلوے آپ کی بخشش ہے یدِ بیضا
ایک طرف داؤدؑ غزلخواں ایک طرف ہیں قُدسیؑ نغماں
ہنس کر بولے حضرتِ یوسفؑ بھول گئیں تو ہم کو زلیخاؑ
آج بہم ہے ایک خدائی کہتے ہیں مومن مولائی
جاء الحق وذھق الباطل ان الباطل کان ذھوقا
ہادی دینِ مبین یہی ہیں مہدیٔ شرعِ متین یہی ہیں
حاکمِ اہلِ یقین یہی ہیں، زیرِ قدم ہے عالمِ بالا
آپ ہی تو اعجازِ حسنؑ ہیں آپ گُلِ سرسبدِ چمن ہیں
نقشِ قدم محرابِ دُعا ہے سجدہ گہِ ادریسؑ و مسیحاؑ
کام پہ نازاں ان کے نبوّت نام پہ قرباں ان کے امامت
ہمّت و نصرت ان کی کنیزیں پاؤں میں ان کے اوجِ ثریّا
اہلِ جہاں پر ان کی عطا ہیں تاج و نگین و طُرّہ و تمغا
ان کے نفر ہیں بہمن و دارا ان کے ہیں خادم قیصر و کسریٰ

سینۂ علم کا وہ گنجینہ کہیے جسے حکمت کا خزینہ
ان پہ تصدّق دانشِ یوناں ان کی سلامی دولتِ دارا
ان کی شہامت ان کی لیاقت ان کی شجاعت ان کی شرافت
نازِ خلیلؑ و فخرِ ذبیحؑ و حُسنِ حسینؑ و عصمتِ یحییٰؑ
ذات و صفات کی بحث نہیں ہے ختم یہاں پر شیونِ اسما
ایک ہی بحر کی موجیں ساری ایک چمن کے پھول ہیں چودہ
ضابطۂ مدّت کے یہ محتاج نہیں ہیں ہم کیا سمجھیں
عمر و سنین کی بات نہ پوچھو خضرؑ نبی کا نام نہ لینا
شاہ شہاں ہیں فیض رساں ہیں دولتِ دل ہیں حُرمتِ جاں ہیں
ان کی اطاعت ہم پر واجب ان سے محبّت عین تولّا
جشن منائیں پھول اڑائیں عیش و طرب کے نغمے گائیں
جعفر طاہر حرفِ دُعا پر ختم کرو اب تم بھی قصیدہ
وسعتِ لُطف کے صدقے مولا ضیق سے میری جان رہا ہو
آپ کے ہوتے اور یہ تنگی ناک میں دم ہے یا شہِ والا
ایک نگاہِ لُطف اِدھر بھی پھول عطا ہوں اور ثمر بھی
آپ کا دامن طُوبیٰ و سدرہ آپ کے دم سے گلشنِ دُنیا

نوحہ

جب سرِ شاخ نظر کوئی گلاب آتا ہے
یاد بے ساختہ فرزندِ ربابؑ آتا ہے

بنتِ زہراؑ تیرے پردے کا تو آیا نہ خیال
نام لیتے ہوئے ظالم کو حجاب آتا ہے

جب کبھی ساحلِ دریا پہ چمکنے لگے یاد
یاد ہم کو علیؑ اکبر کا شباب آتا ہے

رو پڑی دیکھ کے دربار میں زہراؑ ثانی
ہر مسلماں کے لئے جامِ شراب آتا ہے

بات اُن کی بھی نہیں آج مسلماں سُنتے
عرش سے جن کی دُعاؤں کا جواب آتا ہے

ایک دِن ٹوٹ ہی جاتا ہے ستمگر کا فسوں
کوئی مختارؓ بھی لینے کو حساب آتا ہے

عرصۂ حشر میں کہرام بپا ہے طاہر
کون ڈالے ہوئے چہرے پہ نقاب آتا ہے

گُلِ نرجس

قامع الکفر والطغیان، محی السُنّۃ، گُلِ نرجس

حضرت امام صاحب العصر والزّماں

علیہ السّلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح حضرت امام العصر و الزماں علیہ السلام

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

وہ زلفِ فسوں ساز ہے پھر مُشک فشاں دیکھ — یہ طرز و طرازِ کرمِ گُل نفساں دیکھ
اِک طُرفہ تجلّی ہے کراں تا بکراں دیکھ — یہ بادِ صبا، ماہِ جواں آبِ رواں دیکھ

یہ رنگِ چمن، رنگِ جہانِ گذراں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ!

ہر خار کو روداد چمن نوکِ زباں ہے — کیا رنگِ سخن کیا روشِ حُسنِ بیاں ہے
ہر پھول پہ رندوں کو گلابی کا گماں ہے — ایسا کوئی ساقی کوئی میخانہ کہاں ہے

یہ محفلِ یاراں، کرمِ پیرِ مغاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

کچھ رند درِ ساقیٔ کوثر پہ کھڑے ہیں — کچھ پی کے مئے نابِ ولا مست پڑے ہیں
کچھ اور دُکانوں کے بھی گو نام بڑے ہیں — واں خالی کھجوریں ہیں یا پانی کے گھڑے ہیں

یاں زیرِ قدم زمزم و کوثر ہیں رواں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

ہے کبکِ دری اور دمِ بالِ پری اور — ہے تاجِ خروس اور سرِ تاجِ وَری اور
صدّیقؑ کی شان اور ہے کھوٹوں کی کھری اور — میخانۂ توحید کی ہے ساقی گری اور

بقّال کے بس کا تو نہیں کارِ مغاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

بغداد کے بقّال ہوں یا کوفے کے حجّام — ان پر نہ کھلا ہے نہ کھُلے گا درِ الہام
قصّاب کو بو خون کی دیتے ہیں خُم و جام — کیا اُس کو خبر چیز ہے کیا بادۂ اکرام

ہاتھوں میں سفیہوں کے نہ دے رطلِ گراں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

جس شخص کے ہاتھوں میں رہے روز ترازُو — ڈر جائے جو سُن لے وہ کبھی نعرۂ یا ھُو
دیکھے کسی غازی کو تو سمجھے کہ ہے ڈاکُو — تقدیر کو روتی پھرے کمبخت کی جورُو

دیتا ہے بڑے شوق سے مسجد میں اذاں دیکھ
اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ
نکلے نہ گھروں سے جو کبھی لوگ اکیلے　　گھوڑے تو کجا دیکھے نہ ہوں خالی طویلے
گنتے رہے مسجد میں جو خیرات کے تھیلے　　کیا جانیں ڈبے چار لڑائی کے جھمیلے
یہ جانِ حزیں اور کہاں ضربِ گراں دیکھ
اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ
بقّال کبھی صاحبِ میداں نہیں ہوتا　　جو توند بڑھا لے وہ پہلواں نہیں ہوتا
داڑھی سے تو بکرا کبھی انساں نہیں ہوتا　　ہر مَرد مِری جاں شہِ مرداں نہیں ہوتا
قرآں میں مَردوں کی علامات و نشاں دیکھ
اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ
مسجد کے تو کرتا رہا تو پھیروں پہ پھیرے　　دیکھا نہ مگر قدسی ہیں کن لوگوں کو گھیرے
باریک مسائل بھی ہیں ادراک میں تیرے　　دیکھے نہیں میداں میں جگرداروں کے ڈیرے
پہچان کے بتلا کہ یہ ہیں کون جواں دیکھ
اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ
اصحابِ نبیؐ ہیں درِ خیبر کے مقابل　　جاں باز جواں مرحبؔ و عنترؔ کے مقابل
ہو کون مگر حضرتِ حیدرؑ کے مقابل　　حیدرؑ کو بٹھا اپنے پیمبرؐ کے مقابل
جو فرق نظر آئے ذرا کر تو بیاں دیکھ
اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ
شہباز کی بات اور کبوتر کی ہے بات اور　　ہوں کتنے ستارے مہِ انور کی ہے بات اور
احباب کی بات اور برادر کی ہے بات اور　　ہاں نفسِ نبیؐ نفسِ پیمبرؐ کی ہے بات اور
آ مُہرِ نبوّت پہ یہ پاؤں کے نشاں دیکھ
اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ
بھائی سے نہیں بڑھ کے کوئی بھائی کا دمساز　　ہم رُتبہ نہ ہو بھی تو وہی خُو وہی انداز
وہ رعب کہ رُک جاتی ہے جبریلؑ کی پرواز　　وہ لہجہ کہ دے گر پسِ پردہ کبھی آواز
سرکار کو ہو اپنے ہی لہجے کا گماں دیکھ
اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ
باراں شبِ معراج کا افلاک پہ غُل ہے　　خیبر کا دیا بھی تو دمِ صبح سے گُل ہے

اک بھائی اگر شاہِ سُبُل ختمِ رُسُل ہے — تو دُوسرا مختارِ زمن، مُرشدِ کُل ہے
وہ در پہ اترتے ہیں ستارے یہ سماں دیکھ
اے جانِ جہاں دیکھ
اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

ہو ان سے عداوت تو مسلمانیاں کیسی — بیکار ہیں بیکار یہ قربانیاں کیسی
داناؤں سے بھی ہوتی ہیں نادانیاں کیسی — اے یارِ پری چہرہ یہ حیرانیاں کیسی
مہدیؑ کبھی بن سکتے ہیں مسجد کے میاں دیکھ
اے جانِ جہاں دیکھ
اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

گھر حضرتِ زہراؑ کا نظر گاہِ حیا ہے — یہ گھر ہے کہ نزہت گہِ تسلیم و رضا ہے
جو فرد ہے اس گھر کا وہ ممدوحِ خدا ہے — وہ لختِ دلِ سرورِ لولاک لما ہے
ہیں ان کے کرم سے یہ ترے کون و مکاں دیکھ
اے جانِ جہاں دیکھ
اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

ہاں مہدئ دَوراں کا ہے جشنِ ولادت — یہ نازشِ مشیّت ہے تو دلبندِ رسالت
ورثے میں ملی ہے جسے آبا سے امامت — میراثؑ کی میراث، امانت کی امانت
آ دیکھ یہ ہے نفسِ رسولِ دو جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ
اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

ہاں اوّل و آخر یہ خدا کا ہی کرم ہے — مولودِ حرم ہے کوئی سلطانِ اُمم ہے
یہ قائمِ دوراں ہے وہ قیّومِ ارم ہے — محرابِ دُعا ان کا ہمیں نقشِ قدم ہے
ہر نقشِ قدم قبلہ گہِ دیدہ وراں دیکھ
اے جانِ جہاں دیکھ
اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

اللہ کے اسرار سمجھتے نہیں ہم تم — ہم کیا ہیں فرشتوں کے یہاں ہوش ہوئے گم
ان پاک لبوں کی ہے دُعا زمزمۂ قُم — یہ پرتوِ رُخ، چاند ستاروں کا تبسّم
اثباتِ قدم سے ہیں زمیں اور زماں دیکھ
اے جانِ جہاں دیکھ
اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

واقف ہے یہ اسرارِ خفی اور جلی کا — عالم ہے زمانے کی بُری اور بھلی کا
کافی یہ تعارف ہے امامِ ازلی کا — گر جسم نبیؐ کا ہے تو کردار علیؑ کا
حسنینؑ کی عادات ہیں چہرے سے عیاں دیکھ
اے جانِ جہاں دیکھ
اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

دادا کا جو پوچھو تو وہ ہے خسرِ دارین   دادی کی جو پوچھو تو ہے مخدومۂ کونین
نانا کی لیے رُوم کی آنکھوں پہ جو نعلین   نانی کی ملاقات کو شہزادیاں بے چین

ماں۔ آخری آغوشِ امامت ہے، یہ ماں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ!

وہ باپ کہ ہیں زیرِ نگیں عسکر و لشکر   سالارِ جگردار و ظفریاب و مظفّر
پہنائے عدم ہیچ۔ خجل وسعتِ کشور   وہ لختِ دلِ حیدرؑ و فرزندِ پیمبرؐ

ہے آبروئے معرکۂ تیغ و سناں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

طاعاتِ الٰہی میں سدا عمر بسر کی   حالاتِ مخالف میں تہوّر سے بسر کی
کیا بات ہے اس خسروِ کہسار جگر کی   رہتی ہے قدم بوس جبیں فتح و ظفر کی

وہ چُوم کے ہاتھوں کو چلے تیر و کماں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

یہ کون ہے اور کیا ہے تجھے یہ بھی خبر ہے   مانا کہ بشر ہے یہ مگر کیسا بشر ہے
یہ حیدرؑ و زہراؑ کے گلستاں کا شجر ہے   اے مدّعی یہ نخلِ نبوّت کا ثمر ہے

چھا سکتی نہیں گلشنِ ایماں پہ خزاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

لو دیتے ہیں زہراؑ کو پیمبرؐ بھی مبارک   ہے گیارہ اماموں کی زباں پر بھی مبارک
وہ دیکھیے دینے لگے حیدرؑ بھی مبارک   لو تاج میں یہ بارھواں گوہر بھی مبارک

گوہر کہ ہے بحرین کا سرمایۂ جاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

ہیں دُنیا میں گر سایۂ داور تو یہی ہیں   ہیں کشتیٔ عالم کے جو لنگر تو یہی ہیں
تسکین جو دیں قبر میں آکر تو یہی ہیں   ہاں عرصۂ محشر میں بھی یاور تو یہی ہیں

یہ لُطف یہ احسان و عنایاتِ شہاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

ہم حضرتِ عیسیٰؑ کو خبر آج کریں گے   میخانے میں شب مِل کے بسر آج کریں گے
آرائشِ ایوانِ ہُنر آج کریں گے   ہاں ساقی و صہبا پہ نظر آج کریں گے

بیکار ہے یہ وسوسۂ سُود و زیاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

مولا یہ خطا کار و گنہ گار ہے بیمار — عادات بھی کچھ ایسی بُری تو نہیں سرکار

لکھتا ہوں کبھی مدحتِ آئمہ اطہارؑ — کرتا ہوں کسی وقت ثنائے لب و رخسار

اے چارہ گرِ درد رو سوئے خستہ دلاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

اے روئے کرم تابِ دلِ شمس کناراں — مہتاب رُخاں زہرہ وشاں مہرسواراں

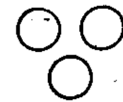
اے زُلفِ سیہ تازگی ابرِ بہاراں — اے طرّۂ دلدار نظر کُن سوئے خاراں

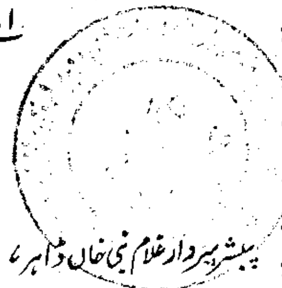
یہ آگ یہ صحرائے تنفّس کا دُھواں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ!





پبلشر سردار غلام نبی خاں ڈاہر، اُردو ڈائجسٹ پرنٹرز ۲۴۳ سرکلر روڈ بیرون لوہاری گیٹ لاہور

قیمت ..... چھ روپے

صالح محمد جمالی خوشنویس ملتان

۱۹۷۳ء